عمران سیریز
ایگروسان
مظہر کلیم ایم اے

ناشران ------ اشرف قریشی
---------- یوسف قریشی
پرنٹر -------- محمد یونس
طابع -------- ندیم یونس پرنٹرز لاہور
قیمت ------- -/55 روپے

چند باتیں

محترم قارئین۔ سلام مسنون۔ نیا ناول "ایگروسان" آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ یہ ناول ایک ایسے موضوع پر لکھا گیا ہے جو شاید اس سے قبل جاسوسی ادب کے دائرے میں کبھی شامل نہیں ہوا۔ زراعت ایک ایسا موضوع ہے جس میں دنیا کے ہر دور میں لوگوں کو بے پناہ دلچسپی رہی ہے کیونکہ زراعت کا بنیادی تعلق غذا سے ہے اور غذا کے بغیر تو زندگی کے قائم رہنے کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا البتہ غذا میں معمولی سی کمی بھی پوری انسانی زندگی کو تہہ و بالا کر کے رکھ دیتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہر دور میں زیادہ سے زیادہ مقدار میں اور بہتر سے بہتر انداز میں غذا پیدا کرنے کے لئے سوچا گیا ہے۔ موجودہ ناول زراعت کے میدان میں ایک ایسے بین الاقوامی جرم پر مبنی ہے کہ جس کی تفصیلات یقیناً آپ کو حیران کر دیں گی۔ مجھے یقین ہے کہ یہ ناول آپ کے اعلیٰ معیار پر ہر لحاظ سے پورا اترے گا۔ اپنی آراء سے مجھے ضرور مطلع کیجئے اور حسب دستور ناول کے مطالعہ سے پہلے اپنے چند خطوط اور ان کے جواب بھی ملاحظہ کر لیجئے۔

کراچی۔ اورنگی سے پرنس نعیم علی خان لکھتے ہیں۔ "گزشتہ پندرہ سال سے آپ کے ناول پڑھ رہا ہوں اور میرے پاس واقعی الفاظ نہیں ہیں کہ میں آپ کی تحریروں کی تعریف کر سکوں۔ البتہ آپ سے ایک

شکایت ضرور ہے کہ آپ میجر پرمود کو وہ اہمیت نہیں دیتے جس کا وہ حقدار ہے جبکہ میجر پرمود کسی طرح بھی عمران اور کرنل فریدی سے کم نہیں ہے۔ آپ جلد از جلد ایک ایسا خاص نمبر لکھیں جس میں میجر پرمود کی صلاحیتوں کو سامنے لائیں اور میری تجویز ہے کہ اس خاص نمبر میں ان تمام سپر ایجنٹوں کو بھی واپس لائیں جو ایک دوبار آپ کے ناولوں میں آنے کے بعد زندہ تو بچ گئے لیکن ان کی واپسی نہیں ہو سکی جیسے برونو، لانسر فائیو وغیرہ۔ امید ہے آپ ضرور میری اس تجویز پر غور کریں گے"۔

محترم پرنس نعیم علی خان صاحب۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد شکریہ۔ آپ کی شکایت سر آنکھوں پر۔ ویسے میں نے تو کبھی یہ محسوس نہیں کیا کہ میجر پرمود، عمران یا کرنل فریدی سے صلاحیتوں میں کم ہے البتہ اس کے کام کرنے کے انداز میں ضرور فرق ہے۔ کرنل فریدی اور علی عمران دونوں ہی سیکرٹ ایجنٹ ہیں اور سیکرٹ ایجنٹ ہونے کے باوجود ان کے کام کرنے کا اپنا اپنا انداز ہے جبکہ میجر پرمود سیکرٹ ایجنٹ کی بجائے ڈی ایجنٹ ہے اور ڈی ایجنٹ کا کام کرنے کا انداز سیکرٹ ایجنٹوں سے یکسر مختلف ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب کسی ناول میں سیکرٹ ایجنٹ اور ڈی ایجنٹ ایک ہی مشن پر کام کرتے ہیں تو وہ اپنے اپنے علیحدہ انداز میں آگے بڑھتے ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ اس فرق کی وجہ سے آپ کو محسوس ہوا ہو کہ میجر پرمود کو وہ اہمیت نہیں ملی جس کا وہ حقدار تھا۔ امید ہے آپ اس فرق کو مد نظر رکھ کر جب دوبارہ ایسے ناولوں کو پڑھیں گے تو آپ کی شکایت خود بخود دور ہو جائے گی۔ جہاں تک آپ کی تجویز کا تعلق ہے کہ تمام زندہ بچ جانے والے سپر ایجنٹوں کو ایک ہی ناول میں واپس لایا جائے تو ایسا تو کسی ایسے مشن میں ہی ہو سکتا ہے جو ان سب کا مشترکہ ہو اور ظاہر ہے اس کے لئے مجھے بھی اور آپ کو بھی انتظار کرنا پڑے گا۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

عارف والا فرید کالونی سے عبدالرؤف روفی لکھتے ہیں۔ "آپ کے ناولوں کا طویل عرصہ سے مستقل قاری ہوں اور آپ کے ناول مجھے بے حد پسند ہیں۔ ایک بات آپ سے پوچھنی ہے کہ عمران اتنا بڑا سائنسدان ہے لیکن ہر جگہ وہ آسانی سے بے ہوش کر دیا جاتا ہے۔ کیا وہ کوئی ایسی سائنسی ایجاد نہیں کر سکتا کہ اس پر بے ہوش کر دینے والی گیس یا ریز اثر ہی نہ کریں۔ امید ہے آپ ضرور جواب دیں گے"۔

محترم عبدالرؤف روفی صاحب۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد شکریہ۔ عمران واقعی ایسی ایجاد کے بارے میں سوچ سکتا ہے اور ایسی ایجاد خود نہیں تو کہیں نہ کہیں سے حاصل بھی کر سکتا ہے لیکن آپ خود سوچیں کہ جب اس کے دشمنوں کو معلوم ہو گا کہ عمران پر کوئی بے ہوش کرنے والی گیس یا ریز اثر نہیں کرتیں اور انہوں نے اسے بے ہوش بھی کرنا ہے تو پھر وہ کیا طریقہ اختیار کریں گے اور عمران شاید اپنی کھوپڑی کو ٹوٹنے سے بچانے کے لئے ہی گیس یا ریز سے فوری بے ہوش ہو جانے کو غنیمت سمجھتا ہے۔ امید ہے آپ آئندہ

بھی خط لکھتے رہیں گے۔

چینجی تحصیل تلہ گنگ ضلع چکوال سے محمد یامین زرگر صاحب لکھتے ہیں۔ "آپ کے ناول مجھے بے حد پسند ہیں اور میں اپنے گاؤں چینجی سے تلہ گنگ بس پر جا کر صرف آپ کا ناول لے کر آتا ہوں اور پھر پڑھتا ہوں۔ البتہ ایک شکایت ضرور ہے کہ آپ کے ناولوں سے اب ایکشن بتدریج کم ہوتا جا رہا ہے۔ برائے کرم اس طرف ضرور توجہ دیں"۔

محترم محمد یامین زرگر صاحب۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد شکریہ۔ جہاں تک آپ کی شکایت کا تعلق ہے تو اصل بات یہ ہے کہ جیسے جیسے نت نئی سائنسی ایجادات سامنے آتی جا رہی ہیں اس لحاظ سے جسمانی مشقت کم ہوتی جا رہی ہے اور ہمارے نزدیک اب ترقی بھی اسی کا نام رہ گیا ہے کہ ہم کم سے کم جسمانی مشقت کریں۔ اس لحاظ سے دیکھا جائے تو عمران ترقی کرتا جا رہا ہے لیکن بہرحال آپ کی شکایت سر آنکھوں پر۔ میں کوشش کروں گا کہ آپ کو آئندہ شکایت نہ ہو۔

اب اجازت دیجئے

والسلام

مظہر کلیم ایم اے

—

تنویر اپنے فلیٹ میں بیٹھا وی سی آر پر ڈائریکٹ ایکشن پر مبنی مار دھاڑ سے بھرپور ایک فلم دیکھنے میں مصروف تھا۔ اس کے چہرے پر ایسے جوش و خروش کے آثار تھے جیسے وہ فلم نہ دیکھ رہا ہو بلکہ خود اس فلم کا ایک کردار ہو کہ اچانک کال بیل بجنے کی آواز سنائی دی تو تنویر بے اختیار چونک پڑا۔ اس کے چہرے پر انتہائی کبیدگی کے تاثرات نمودار ہوئے۔ اسی لمحے کال بیل دوبارہ بجائی گئی اور اس بار کافی دیر تک بجائی جاتی رہی تو تنویر نے ہونٹ بھینچتے ہوئے میز پر رکھا ہوا ریموٹ کنٹرول اٹھا کر اس سے ٹی وی آف کیا اور پھر ریموٹ کنٹرول واپس میز پر رکھ کر وہ کرسی سے اٹھا اور تیز تیز قدم اٹھاتا بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس کے چہرے پر کبیدگی کے ساتھ ساتھ غصے کے تاثرات نمایاں تھے۔ اس کے انداز سے یوں لگ رہا تھا جیسے وہ دروازہ کھولتے ہی کال بیل بجانے والے کو گردن سے پکڑ کر

زمین پر پٹخ دے گا۔

"کون ہے باہر"...... تنویر نے دروازہ کھولنے سے پہلے تقریباً دھاڑتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"دروازہ کھولیئے"...... باہر سے ایک نرم و نازک سی نسوانی آواز سنائی دی تو تنویر بے اختیار چونک پڑا۔ اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔ اس نے چٹخنی ہٹا کر دروازہ کھولا تو سامنے ایک نوجوان لڑکی انتہائی قیمتی لباس میں ملبوس کھڑی تھی۔ لڑکی اپنے لباس اور رکھ رکھاؤ سے کسی اعلیٰ خاندان کی فرد دکھائی دیتی تھی۔

"آپ کا نام تنویر احمد ہے"...... لڑکی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"جی ہاں مگر آپ کون ہیں"...... تنویر نے حیران ہو کر پوچھا۔

"کیا آپ مجھے اندر آنے کے لئے نہیں کہیں گے"...... لڑکی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آیئے"...... تنویر نے ایک طرف ہٹتے ہوئے کہا۔

"شکریہ"...... لڑکی نے اسی طرح مسکراتے ہوئے کہا اور اندر داخل ہو گئی۔

"آیئے ادھر"...... تنویر نے سٹنگ روم کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا اور لڑکی سر ہلاتی ہوئی اسی طرف کو بڑھ گئی۔ تنویر نے دروازہ اسی طرح کھلا رہنے دیا اور اس لڑکی کے پیچھے سٹنگ روم میں آ گیا۔

"آپ نے دروازہ بند نہیں کیا حالانکہ پہلے تو آپ نے باقاعدہ چٹخنی

لگائی ہوئی تھی"...... لڑکی نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

"آپ اس بات کو چھوڑیں کہ میں کیا کرتا ہوں اور کیا نہیں۔ پہلے آپ اپنا تعارف کرائیں اور پھر یہاں آنے کی وجہ بتائیں"۔ تنویر نے اکھڑے ہوئے لہجے میں کہا۔

"آپ میری آمد پر اس قدر ناراض کیوں ہیں۔ پہلے بھی آپ نے اس قدر غصیلے لہجے میں پوچھا تھا کہ میں سہم گئی تھی۔ کیا یہاں کسی لڑکی کا آنا جرم ہے"...... لڑکی نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"محترمہ میں نے پہلے بھی آپ کو بتایا ہے کہ میں کیا کرتا ہوں کیا نہیں اس سے آپ کا کوئی مطلب نہیں۔ آپ اپنے بارے میں بات کریں"...... تنویر نے اور زیادہ سرد لہجے میں کہا۔

"مجھے تو بتایا گیا تھا کہ آپ بے حد نرم دل اور انتہائی سچے انسان ہیں لیکن آپ کا رویہ دیکھ کر تو اندازہ ہوتا ہے کہ آپ انتہائی سفاک طبیعت انسان ہیں۔ آپ میرے ساتھ ایسا سلوک کر رہے ہیں جیسے میں جیل سے بھاگی ہوئی ہوں اور آپ جیلر ہیں"...... لڑکی نے کہا تو تنویر کا چہرہ یکلخت غصے کی شدت سے سرخ ہو گیا۔

"اب میں مزید کیا کہوں آپ میرے گھر آئی ہیں اور لڑکی ہیں اگر آپ کی جگہ کوئی اور ہوتا تو اب تک میں اسے گردن سے پکڑ کر فلیٹ سے باہر پھینک چکا ہوتا"...... تنویر نے کہا تو لڑکی بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

"لگتا ہے آپ کی پرورش میں کسی عورت کا عمل دخل نہیں رہا۔

بہر حال میرا نام تابندہ ہے میں سردار آصف احمد کی بیٹی ہوں" ۔ لڑکی
نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" آپ کی یہاں آمد کا کیا مقصد ہے اور آپ میرا نام کیسے جانتی
ہیں"...... تنویر نے اسی طرح سپاٹ لہجے میں کہا۔

" آپ عجیب آدمی ہیں تنویر صاحب۔ میں آپ کی مہمان ہوں لیکن
آپ نے اب تک مجھ سے پینے کے لئے بھی نہیں پوچھا حالانکہ آپ کے
فلیٹ تک پہنچنے کے لئے مجھے اتنی سیڑھیاں چڑھنی پڑی ہیں کہ شاید
میں پوری زندگی میں اتنی سیڑھیاں نہ چڑھی ہوں گی" ۔ لڑکی نے تنویر
کی بات کا جواب دینے کی بجائے دوسری بات کرتے ہوئے کہا۔

" پہلے آپ میرے سوال کا جواب دیں اور یہ سن لیں کہ میں خواہ
مخواہ گلے پڑجانے والے مہمانوں کی خاطر مدارت کا قائل نہیں ہوں۔
میں نے آپ کی منت تو نہیں کی تھی کہ آپ سیڑھیاں چڑھ کر یہاں
آئیں"...... تنویر نے انتہائی روکھے سے لہجے میں کہا اور لڑکی ایک بار
پھر ہنس پڑی۔

" حیرت ہے۔ اس دور میں بھی آپ جیسے لوگ موجود ہیں جو عام
اخلاقیات سے بھی نابلد ہیں۔ بہر حال آپ کے سوال کا جواب میں بعد
میں دوں گی۔ پہلے آپ بتائیں کہ سردار آصف احمد کا نام سن کر آپ
کو کچھ یاد نہیں آیا"...... لڑکی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" نہیں میں تو یہ نام ہی پہلی بار سن رہا ہوں"...... تنویر نے اسی
طرح روکھے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

" آپ کے والد کا نام سردار کمال احمد تھا۔ میں درست کہہ رہی
ہوں ناں"...... لڑکی نے مسکراتے ہوئے کہا تو تنویر اس بار چونک
پڑا۔ اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

" یہ آپ نے میرا شجرہ نسب کہاں سے معلوم کر لیا ہے اور
کیوں"...... تنویر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا تو لڑکی بے اختیار
کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

" آپ کا اور میرا شجرہ نسب ایک ہی ہے"...... لڑکی نے جواب دیا
تو تنویر بے اختیار اچھل پڑا۔

" کیا۔ کیا کہہ رہی ہیں آپ۔ یہ کیسے ممکن ہے"...... تنویر نے
انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" تنویر صاحب اب میں وضاحت کر دوں کیونکہ مجھے اب سخت
پیاس محسوس ہونے لگ گئی ہے اور مجھے یقین آگیا ہے کہ آپ جیسے
کٹھور آدمی کے سامنے جب تک پوری وضاحت نہیں ہو گی آپ مجھے
سادہ پانی بھی پلوانا گوارہ نہیں کریں گے اس لئے اب سن لیں کہ
آپ کے دادا کا نام سردار احمد علی تھا اور میرے دادا کا نام سردار محمد
علی تھا اور وہ دونوں حقیقی بھائی تھے۔ اس لحاظ سے میرے والد سردار
آصف احمد آپ کے والد سردار کمال احمد کے چچازاد بھائی تھے اور آپ
اور میں رشتے میں کزن ہیں۔ اب تو آپ مجھے کچھ پینے کے لئے دیں گے
یا ابھی مزید کسی وضاحت کی ضرورت رہتی ہے"...... تابندہ نے
مسکراتے ہوئے کہا تو تنویر ایک جھٹکے سے اٹھا اور اس نے ریفریجریٹر

کھول کر اس میں سے جوس کا ایک ڈبہ اور سٹرا نکال کر ریفریجریٹر بند کیا اور ڈبہ اور سٹرا لا کر اس نے تابندہ کے سامنے میز پر رکھ دیا۔

"یہ پی لیں اور خاموشی سے تشریف لے جائیں"...... تنویر نے انتہائی سخت لہجے میں کہا تو لڑکی کے چہرے پر پہلی بار غصے کے تاثرات ابھر آئے۔

"کیا مطلب۔ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔آپ کیا سمجھ رہے ہیں کہ میں کوئی آوارہ لڑکی ہوں یا گداگر ہوں یا زبردستی آپ کے گلے پڑنا چاہتی ہوں"...... تابندہ نے اس بار انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"آپ جو کچھ بھی ہیں مجھے اس سے کوئی دلچسپی نہیں ہے لیکن آپ جس مقصد کے لئے یہ طوطا کہانی مجھے سنا رہی ہیں وہ مقصد آپ کا پورا نہیں ہو سکتا"...... تنویر نے پہلے سے زیادہ سرد لہجے میں کہا تو تابندہ نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔اس کا چہرہ ایک بار پھر نارمل ہو گیا تھا۔اس نے ڈبہ کی سائیڈ کھولی اور اس میں سٹرا ڈالا اور پھر اس طرح اطمینان بھرے انداز میں چسکیاں لینی شروع کر دیں جیسے وہ یہاں آئی ہی جوس پینے کے لئے ہو۔ساتھ ہی اس نے اس انداز میں ادھر ادھر دیکھنا شروع کر دیا جیسے فلیٹ کی حالت زار کا مشاہدہ کر رہی ہو۔

"مجھے افسوس ہے آپ کی مالی حالت شاید کچھ اچھی نہیں ہے۔آپ کیا کرتے ہیں"...... لڑکی نے جوس پی کر ڈبہ واپس میز پر رکھتے ہوئے کہا۔

"میں جھک مارتا ہوں۔آپ سے مطلب اور اب آخری بار کہہ رہا ہوں کہ آپ یہاں سے تشریف لے جائیں ورنہ پھر شاید آپ جانا بھی چاہیں تو نہ جا سکیں"...... تنویر نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"اچھا تو کیا آپ کے ارادے میرے بارے میں خطرناک ہیں لیکن آپ کٹھور، اکھڑ اور سرد مہر ہونے کے باوجود شکل سے تو انتہائی شریف لگتے ہیں اور ویسے بھی آپ جس خاندان کے فرد ہیں وہ انتہائی شریف خاندان ہے۔ایسی صورت میں آپ کو بھی شریف ہونا چاہئے اور ویسے یہ بتا دوں کہ میں نے کارمن سے مارشل آرٹ میں باقاعدہ بلیک بیلٹ حاصل کر رکھی ہے"...... تابندہ نے کہا تو تنویر پہلی بار بے اختیار ہنس پڑا۔

"بیلٹوں کا کیا ہے۔ہر کلر کی بیلٹیں یہاں دکانوں سے عام مل جاتی ہیں اور میرا کوئی ایسا مقصد بھی نہ تھا جو آپ سمجھی ہیں۔میرا مطلب تھا کہ ابھی میں آپ کو جانے کے لئے خود کہہ رہا ہوں ورنہ پھر میں آپ سے یہ ساری تفصیل پوچھ کر آپ کو جانے کی اجازت دیتا کہ آپ نے میرے بارے میں یہ ساری تفصیلات کہاں سے حاصل کیں اور اس کے پیچھے آپ کا اصل مقصد کیا ہے"...... تنویر نے کہا۔

"بہرحال آپ کی بات سے یہ تو ظاہر ہو گیا کہ میں نے آپ کے بارے میں جو کچھ بتایا ہے وہ درست ہے"...... تابندہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں میرے والد اور میرے دادا کا یہی نام تھا اور یہ بھی درست

ہے کہ میرے دادا کے بھائی کا نام سردار محمد علی تھا اور میرے دادا نے مجھے بتایا تھا کہ سردار محمد علی طویل عرصہ قبل اپنے خاندان سمیت ہجرت کر کے جزیرہ ماکھا چلے گئے تھے اور پھر وہاں سے وہ کسی ایسے مقام پر چلے گئے کہ جہاں سے ان کی بعد میں کوئی خبر نہ آئی اور اتنے طویل عرصے بعد آپ نمودار ہوئی ہیں اور آپ اپنے آپ کو سردار محمد علی کی پوتی بتا رہی ہیں"...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"میرے پاس اس کا ثبوت موجود ہے۔آپ کم از کم اپنے والد کی تصویر تو پہچانتے ہی ہوں گے"...... تابندہ نے ہنستے ہوئے کہا اور پھر پرس اٹھا کر اس نے اسے کھولا اور اس میں سے ایک لفافہ نکال کر اس نے اس میں سے دو تصویریں نکالیں اور تنویر کی طرف بڑھا دیں۔

"یہ دیکھیں۔یہ تصویر آپ کے دادا اور میرے دادا کی ہے۔ان کے ساتھ آپ کے والد میرے والد بھی موجود ہیں"...... تابندہ نے کہا تو تنویر نے تصویر لے کر اسے غور سے دیکھا۔اس کے چہرے پر حقیقتاً حیرت کے تاثرات ابھر آئے کیونکہ نہ صرف وہ اپنے والد کی تصویر کو پہچانتا تھا بلکہ اسے یاد آ گیا تھا کہ اس کے والد کے پاس بھی ایسی ہی تصویر تھی جو اس نے بچپن میں دیکھی تھی۔

"اور یہ دیکھیں یہ دوسری تصویر۔یہ آپ کی والدہ اور میری والدہ کی تصویر ہے۔ساتھ ہی آپ کے والد اور میرے والد بھی موجود ہیں"...... تابندہ نے دوسری تصویر تنویر کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا اور تنویر نے دوسری تصویر لے کر اسے دیکھا اور اس کے چہرے پر

ایک بار پھر مزید حیرت کے تاثرات ابھر آئے کیونکہ وہ اپنی والدہ کی تصویر بھی اچھی طرح پہچانتا تھا۔اس نے تصویر کو پلٹ کر دیکھا لیکن اس کی پشت پر کسی قسم کی کوئی تاریخ درج نہیں تھی۔

"اور اب یہ خط دیکھیں۔یہ آپ کے والد کی طرف سے میرے والد کو لکھا گیا ہے"...... تابندہ نے لفافے میں سے ایک خط نکال کر تنویر کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا تو تنویر نے خط لے کر اسے دیکھا تو یہ واقعی اس کے والد کی طرف سے تھا۔وہ اپنے والد کی تحریر اور دستخط اچھی طرح پہچانتا تھا۔اس نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

"اور یہ دیکھیں یہ آخری ثبوت۔یہ ہمارا خاندانی شجرہ نسب ہے۔اس میں آپ کے دادا کا نام بھی موجود ہے اور آپ کے والد کا بھی"...... تابندہ نے لفافے میں سے ایک تہہ شدہ پرانا سا کاغذ نکال کر اسے تنویر کی طرف بڑھا دیا۔تنویر نے اسے کھولا اور دوسرے لمحے وہ چونک پڑا کیونکہ واقعی وہ نہ صرف خاندانی شجرہ نسب تھا بلکہ جہاں اس کے والد کا نام درج تھا وہاں نیچے اس کے والد کے دستخط بھی موجود تھے اور اس میں تابندہ کے والد اور اس کے دادا کا نام بھی درج تھا اور تنویر کے دادا کا نام بھی اور سب کے ناموں کے نیچے ان کے دستخط بھی موجود تھے البتہ تنویر کے والد کے نام کے نیچے مزید کوئی نام نہ تھا جبکہ تابندہ کے والد کے نام کے نیچے تابندہ کا نام اور اس کے دستخط موجود تھے۔

"ٹھیک ہے اب مجھے یقین آ گیا ہے کہ تم میری کزن ہو لیکن

تمہارا یہاں میرے پاس آنے کا مقصد کیا ہے اور تمہیں کس نے میرا پتہ بتایا ہے"....... تنویر نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"تمہارے پہلے سوال کا جواب تو یہ ہے کہ تم اپنے والد کے نام کے نیچے اپنا نام اپنے ہاتھ سے لکھ دو پھر نیچے دستخط کر دو تاکہ یہ شجرہ نسب مکمل ہو جائے۔ میری آمد کا یہی مقصد ہے۔ باقی رہی یہ بات کہ تمہارا پتہ میں نے کیسے معلوم کیا ہے تو اسے ایک اتفاق کہا جا سکتا ہے۔ یہاں اس رہائشی پلازہ میں میری ایک دوست رہتی ہے اس کا نام آصفہ ہے۔ میں اس سے ملنے آئی تھی لیکن مجھے اس کا کمرہ نمبر معلوم نہ تھا۔ استقبالیہ پر بیٹھی لڑکی نے جب مجھے یہ بتایا کہ آصفہ کے نام سے یہاں کوئی فلیٹ نہیں ہے تو میں پریشان ہو گئی جس پر اس نے خود ہی میری رہنمائی کی کہ ہو سکتا ہے کہ فلیٹ آصفہ کے کسی عزیز کے نام ہو اور آصفہ اس کے ساتھ رہتی ہو۔ اس نے مجھے ایک رجسٹر دیا جس میں ہر فلیٹ جس کے نام بک تھا اس کے بارے میں پوری تفصیلات درج تھیں اور اس کے ساتھ ہی جو جو اس فلیٹ میں رہتا تھا ان کے نام اور تفصیلات بھی درج تھیں۔ اس رجسٹر کو دیکھتے ہوئے اچانک میری نظروں میں آپ کا نام آ گیا اور ساتھ ہی آپ کے والد کا نام بھی درج تھا۔ میں یہ دونوں نام دیکھ کر چونک پڑی۔ رجسٹر میں درج تھا کہ آپ اکیلے اس فلیٹ میں رہتے ہیں۔ بہرحال میں نے آصفہ کا فلیٹ تلاش کر لیا۔ وہ اپنے والدین کے ساتھ دوسری منزل میں رہتی تھی لیکن جب میں وہاں گئی تو فلیٹ کو

تالا لگا ہوا تھا۔ آصفہ کہیں گئی ہوئی تھی۔ اس پر میں نے سوچا کہ آپ سے مل لوں۔ چنانچہ میں یہاں آئی اور جب آپ نے دروازہ کھولا تو میں نے آپ کو پہچان لیا کیونکہ میں نے آپ کے والد کی تصویر دیکھی ہوئی ہے اور آپ کی آپ کے والد کے ساتھ بہت مشابہت ہے اس لئے میں آپ کو پہچان گئی"....... تابندہ نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اور یہ بھی اتفاق ہو گا کہ آپ نے اپنے پرس میں یہ لفافہ رکھ لیا تھا کہ آپ مجھے ثبوت دکھا سکیں"....... تنویر نے خشک لہجے میں کہا۔

"آپ کا تعلق پولیس سے تو نہیں ہے"....... تابندہ نے چونک کر کہا۔

"کیوں آپ نے یہ بات کیوں پوچھی ہے"....... تنویر نے بھی چونک کر کہا۔

"اپ کا روکھا پن اور مشکوک انداز بتا رہا ہے کہ آپ کا تعلق پولیس سے ہے یا شاید خفیہ پولیس سے ہے لیکن آپ کی یہ بات درست ہے کہ لفافہ میرے پاس پہلے سے موجود تھا کیونکہ میں کارمن میں رہتی ہوں اور یہاں پاکیشیا پہلی بار آئی ہوں۔ وہاں سے آتے ہوئے میرے ذہن میں یہ تھا کہ میں اپنے کزن سے بھی ملوں گی کیونکہ میری پیدائش کارمن میں ہوئی ہے اور وہاں پر بزنس کر رہی ہوں اور میں نے وہاں سے ہی تعلیم حاصل کی ہے لیکن ہمارے گھر کا ماحول ویسے ہی مشرقی رہا ہے۔ ہم گھر میں بھی یہاں کی زبان بولتے

تھے۔ میں اپنے والد کی اکلوتی اولاد ہوں۔ میرے والد آٹھ سال قبل
ایک کار ایکسیڈنٹ میں ہلاک ہو گئے تھے وہ وہاں سول انجنئر تھے۔
پھر دو سال قبل میری والدہ کا بھی انتقال ہو گیا۔ اب میں وہاں اکیلی
رہتی ہوں۔ زرعی سائنس دان ہوں اور کارمن کی سنٹرل ایگری کلچر
یونیورسٹی میں پڑھاتی ہوں لیکن اکیلی ہونے کی وجہ سے وہاں مجھے
بے حد بیزاریت محسوس ہونے لگی۔ چنانچہ میں نے پاکیشیا آنے اور
یہاں گھومنے پھرنے اور اپنے خاندان کے لوگوں سے ملنے کے بارے
میں سوچا۔ چنانچہ میں چھٹی لے کر یہاں آئی پھر میں سردار پور گئی
جہاں ہماری آبائی زمینیں تھیں لیکن وہاں جا کر مجھے بے حد مایوسی
ہوئی کیونکہ وہاں کوئی بھی نہ آپ کے والد کو جانتا تھا اور نہ کسی اور
کو۔ پھر ایک بوڑھا آدمی مجھے مل گیا۔ وہ آپ کے دادا اور آپ کے والد
کو جانتا تھا۔ اس نے مجھے بتایا کہ آپ کے والد ساری جائیداد فروخت
کر کے یہاں سے دارالحکومت چلے گئے تھے اور پھر ان کی واپسی نہیں
ہوئی اور نہ وہ یہ جانتا تھا کہ ان کی اولاد کتنی ہے اور کہاں رہتی ہے۔
چنانچہ میں مایوس ہو کر یہاں دارالحکومت آ گئی۔ میں یہاں کے ہوٹل
لارڈ میں ٹھہری ہوئی ہوں۔ آصفہ وہاں اسسٹنٹ مینجر ہے۔ اس سے
ملاقات ہوئی اور پھر اس نے مجھے اپنے فلیٹ پر آنے کی دعوت دی اس
طرح میں یہاں آئی۔ یہ لفافہ میں خاص طور پر اپنے ساتھ کارمن سے
سر لے کر آئی تھی تاکہ ان کی مدد سے آپ کو تلاش کر سکوں"۔ تابندہ
نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے مجھے یقین آ گیا ہے کہ آپ میری کزن ہیں لیکن اب
آپ مجھ سے کیا چاہتی ہیں"...... تنویر نے اسی طرح روکھے سے لہجے
میں کہا۔
"میں نے آپ سے کیا چاہنا ہے میں یہاں جائیداد تقسیم کرانے تو
نہیں آئی۔ طویل عرصے کے بعد آپ سے ملاقات ہوئی ہے اور بس"۔
تابندہ نے منہ بناتے ہوئے کہا۔
"لارڈ ہوٹل میں آپ کا کمرہ نمبر کیا ہے"...... تنویر نے پوچھا۔
"کمرہ نمبر اٹھارہ دوسری منزل۔ کیوں آپ کیوں پوچھ رہے ہیں"۔
تابندہ نے حیران ہو کر پوچھا۔
"میں وہاں آؤں گا اور پھر آپ کو یہاں کی سیر کراؤں گا۔ اس کے
علاوہ میں اور کیا کر سکتا ہوں"...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔
"مطلب ہے کہ میں اب جاؤں۔ حیرت ہے کم از کم میرے ذہن
میں آپ جیسے کٹھور آدمی کا تصور تک نہ تھا۔ بہرحال آپ کو تکلیف
کرنے کی ضرورت نہیں ہے میں خود ہی سیر کر لوں گی اور واپس بھی
چلی جاؤں گی البتہ میں اپنا کارڈ آپ کو دے دیتی ہوں اگر کبھی آپ کا
کارمن آنا ہوا تو آپ مجھ سے ضرور ملیں میں آپ کا انتہائی خوش دلی
سے استقبال کروں گی کیونکہ آپ میرے بھائی ہیں اور میں بھائی
جیسی نعمت سے محروم ہوں"...... تابندہ نے کہا اور اس کے ساتھ
ہی اس نے میز پر رکھے ہوئے کاغذات اور تصویریں اٹھا کر اپنے پرس
میں ڈالیں اور پھر پرس میں سے ایک کارڈ نکال کر اس نے میز پر رکھا

اور اٹھ کھڑی ہوئی۔

"اس جوس کا بے حد شکریہ۔ خدا حافظ"....... تابندہ نے کہا اور تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف مڑ گئی۔ تنویر ہونٹ بھینچے خاموش بیٹھا رہا اور جب اسے فلیٹ کا بیرونی دروازہ بند ہونے کی آواز سنائی دی تو اس نے ایک طویل سانس لیا اور پھر اٹھ کر وہ بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے دروازے کو اندر سے بند کیا اور پھر الماری سے سپیشل گائیگر نکال کر اس نے اس کی مدد سے اس ساری جگہ کو اچھی طرح چیک کیا جہاں سے یہ لڑکی گزری تھی اور جہاں وہ بیٹھی رہی تھی لیکن جب کسی چیز کی نشاندہی نہ ہوئی تو تنویر نے گائیگر کو واپس الماری میں رکھا اور کرسی پر بیٹھ کر اس نے فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کر دیئے۔

"انکوائری پلیز"....... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

"ہوٹل لارڈ کا نمبر دیں"....... تنویر نے کہا تو دوسری طرف سے نمبر بتا دیا گیا اور تنویر نے بغیر کچھ کہے کریڈل دبایا اور ٹون آنے پر اس نے ایک بار پھر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"لارڈ ہوٹل"....... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"کمرہ نمبر اٹھارہ دوسری منزل پر ایک خاتون مس تابندہ رہتی ہیں اس سے بات کرائیں میرا نام تنویر ہے"....... تنویر نے کہا۔

"ہولڈ کریں"....... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو سر کیا آپ لائن پر ہیں"....... چند لمحوں بعد دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

"یس"....... تنویر نے کہا۔

"ان کا کمرہ لاکڈ ہے جناب آپ نے کوئی پیغام دینا ہو تو ان تک پہنچا دیا جائے گا"....... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"شکریہ۔ میں بعد میں بات کر لوں گا"....... تنویر نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ بہرحال اس حد تک تو بات کنفرم ہو چکی تھی کہ تابندہ نام بھی درست ہے اور اس نے جو کمرہ نمبر بتایا تھا وہ بھی درست ہے لیکن جو کہانی تابندہ نے بتائی تھی وہ اس کے حلق سے نہ اتر رہی تھی۔ گو اسے اتنا تو معلوم تھا کہ اس کے دادا کے بھائی یہاں سے مستقل طور پر ماکھا جیرے پر شفٹ ہو گئے تھے لیکن اس کے بعد وہ کہاں گئے تھے اس کا علم نہ تھا اور اب اتنے طویل عرصے کے بعد اچانک کسی لڑکی کا مع تمام ثبوتوں کے آنا اور اس طرح ملنا اسے یہ سب کچھ عجیب سا لگ رہا تھا۔ وہ چند لمحے بیٹھا سوچتا رہا پھر اس نے رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"صفدر بول رہا ہوں"....... رابطہ ہوتے ہی صفدر کی آواز سنائی دی۔

"تنویر بول رہا ہوں صفدر۔ کیا تم میرے فلیٹ پر آ سکتے ہو"۔ تنویر نے کہا۔

"اوہ خیریت۔ کیا کوئی خاص بات ہو گئی ہے"....... صفدر نے چونک کر کہا۔

"ہاں ایک انتہائی خاص بات ہے لیکن میں اسے صرف تم سے ڈسکس کرنا چاہتا ہوں"....... تنویر نے جواب دیا۔

"کیا جولیا کا مسئلہ ہے"....... صفدر نے پوچھا۔

"ارے نہیں۔ جولیا کا کیا مسئلہ ہو سکتا ہے۔ یہ دوسری بات ہے آ جاؤ جلدی"....... تنویر نے کہا اور پھر دوسری طرف سے بات سنے بغیر اس نے رسیور رکھ دیا۔ تابندہ کی الجھن میں اس کا فلم دیکھنے کا سارا موڈ چوپٹ ہو گیا تھا اس لئے وہ صفدر کے انتظار میں وہیں بیٹھا رہا۔ تقریباً آدھے گھنٹے بعد کال بیل بجنے کی آواز سنائی دی اور تنویر اٹھ کر دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"کون ہے"....... اس نے عادت کے مطابق دروازہ کھولنے سے پہلے پوچھا۔

"صفدر"....... باہر سے صفدر کی آواز سنائی دی تو تنویر نے چٹخنی ہٹا کر دروازہ کھول دیا اور صفدر مسکراتا ہوا اندر آیا۔

"کوئی مہمان آیا ہے اور وہ بھی خاتون"....... صفدر نے سٹنگ روم میں بیٹھتے ہوئے مسکرا کر کہا تو تنویر بے اختیار چونک پڑا۔

"اوہ کیسے معلوم ہوا"....... تنویر نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا تو صفدر بے اختیار ہنس پڑا۔

"اگر تم مجھے شرلاک ہومز کا خطاب نہ دے دو تو یہ بھی بتا سکتا

ہوں کہ آنے والی خاتون نوجوان تھی اور تھی بھی مقامی"....... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا تو تنویر کے چہرے پر انتہائی حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

"تم نے کیسے یہ سب کچھ معلوم کر لیا"....... تنویر نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا تو صفدر بے اختیار ہنس پڑا۔

"یہ بھی بتا سکتا ہوں کہ تم اس خاتون کی آمد کی وجہ سے ذہنی طور پر الجھے ہوئے ہو"....... صفدر نے کہا۔

"بس کرو اب یہ باتیں اور کھل کر بتاؤ یہ تم نے کیسے اندازہ لگایا ہے"....... تنویر نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"بڑی واضح سی بات ہے۔ میز پر جوس کا ڈبہ موجود ہے جس میں سٹرا لگا ہوا ہے اور سٹرا کے کنارے پر گہرے رنگ کی لپ سٹک کے مدھم سے نشانات بھی موجود ہیں اور کمرے میں ایسے سینٹ کی خوشبو بھی موجود ہے جو صرف خواتین استعمال کرتی ہیں اور وہ بھی نوجوان خواتین اور چونکہ اس خاتون کی باتیں تم سمجھ نہیں سکے اس لئے ظاہر ہے کہ تم ذہنی طور پر الجھے ہوئے ہو"....... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تم نے یہ کیسے کہہ دیا کہ آنے والی مقامی تھی"....... تنویر نے ہنستے ہوئے پوچھا۔

"اس لئے کہ غیر ملکی لڑکیاں ہلکے رنگ کی لپ سٹک لگاتی ہیں جبکہ مقامی لڑکیاں گہرے رنگ کی اور سٹرا پر جو نشانات نظر آ رہے

ہیں وہ گہری لپ سٹک کے ہیں"...... صفدر نے مزید وضاحت کرتے ہوئے کہا تو تنویر اس بار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

"تمہارے سارے اندازے درست ہیں لیکن یہ آخری اندازہ غلط ہے۔آنے والی کارمن نژاد تھی"...... تنویر نے کہا۔

"کارمن نژاد۔ اوہ نہیں۔ کارمن نژاد لڑکیاں ایسی گہری لپ سٹک استعمال نہیں کر سکتیں"...... صفدر نے کہا۔

"کیا تم نے لپ سٹک پر پی ایچ ڈی کر رکھی ہے جو اس قدر حتمی انداز میں بات کر رہے ہو"...... تنویر نے کہا تو صفدر بے اختیار ہنس پڑا۔

"مطالعہ اور مشاہدہ کرنے کی عادت میں نے عمران صاحب سے سیکھی ہے"...... صفدر نے کہا۔

"ٹھیک ہے تمہاری بات بھی درست ہے اور میری بھی۔آنے والی ہے تو مقامی لیکن وہ پیدا کارمن میں ہوئی اور پلی بڑھی بھی وہیں ہے اور پہلی بار پاکیشیا آئی ہے"...... تنویر نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"اچھا لیکن ان محترمہ کا حدود اربعہ کیا ہے اور یہاں تمہارے پاس کیوں آئی ہے"...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اسی الجھن کی وجہ سے تو میں نے تمہیں بلایا ہے"...... تنویر نے کہا اور اس نے تابندہ کے آنے سے لے کر اس سے ہونے والی ساری گفتگو اور پھر ہوٹل لارڈ سے کنفرمیشن تک ساری بات تفصیل سے بتا

دی۔

"تو اس میں اتنی الجھنے والی بات کیا ہے۔ وہ تمہاری کزن ہے۔ پہلی بار پاکیشیا آئی ہے۔خوب گھومو پھرو۔ تمہیں تو خوش ہونا چاہئے کہ اس قدر طویل عرصے کے بعد کسی عزیز سے تمہاری ملاقات ہو رہی ہے لیکن مجھے یقین ہے کہ تم نے اسے گھاس تو کیا ڈالنی الٹا اس کی توہین کر دی ہو گی"...... صفدر نے کہا۔

"مجھے دراصل شک ہے کہ یہ ساری گیم ہے اور میں اس گیم کا مقصد جاننا چاہتا ہوں۔ میں نے سوچا تو یہی تھا کہ اسے ہوٹل سے اغوا کر کے لے جاؤں اور پھر اس سے یہ بات معلوم کروں لیکن پھر میں نے سوچا کہ پہلے تم سے بات کر لوں"...... تنویر نے کہا تو صفدر ایک بار پھر کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

"تمہارا قصور نہیں ہے۔ تم جس پیشے سے منسلک ہو اس پیشے کی وجہ سے ہمیں ہر معاملے کے پیچھے سازش ہی نظر آتی ہے لیکن سوچنے کی بات یہ ہے کہ اگر یہ سازش ہے تو کیا سازش ہو سکتی ہے"۔ صفدر نے کہا۔

"یہی بات تو میری سمجھ میں نہیں آ رہی"...... تنویر نے کہا۔

"ٹھیک ہے بہرحال تم اس سے ملو میں کیپٹن شکیل کے ساتھ مل کر اپنے طور پر اس کے بارے میں ہوٹل سے تفصیلات حاصل کر کے کارمن سے اس کا بائیو ڈیٹا حاصل کروں گا اور اگر کوئی چکر ہوا بھی ہی تو بہرحال جلد ہی سامنے آجائے گا"...... صفدر نے کہا۔

"اوہ پھر ٹھیک رہے گا لیکن میرا خیال ہے پہلے چیف سے اجازت لے لوں ایسا نہ ہو کہ کل اس کا عتاب نازل ہو جائے کیونکہ تابندہ بہرحال غیر ملکی ہے"...... تنویر نے کہا۔

"لیکن چیف کو کیا بتاؤ گے"...... صفدر نے کہا۔

"وہی جو میں نے تمہیں بتایا ہے۔ کیوں"...... تنویر نے چونک کر کہا۔

"میرا خیال ہے چیف کی بجائے تم جولیا سے بات کر لو لیکن لاؤڈر کا بٹن پریس کر دینا"...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے اس سے بات کر لیتا ہوں"...... تنویر نے کہا اور رسیور اٹھا کر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے اور آخر میں لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا۔

"جولیا بول رہی ہوں"...... رابطہ قائم ہوتے ہی جولیا کی آواز سنائی دی۔

"تنویر بول رہا ہوں جولیا"...... تنویر نے کہا۔

"اوہ تم کیسے فون کیا ہے"...... جولیا نے چونک کر پوچھا۔

"کیوں۔ کیا تمہیں فون کرنا جرم ہے"...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ارے نہیں۔ میں نے تو اس لئے پوچھا ہے کہ خود آنے کی بجائے فون کر رہے ہو"...... دوسری طرف سے جولیا نے ہنستے ہوئے کہا تو تنویر بھی بے اختیار مسکرا دیا۔

"ابھی میرے فلیٹ پر ایک لڑکی آئی تھی"...... تنویر نے کہا اور پھر اس نے وہی پوری تفصیل دوہرا دی جو اس نے صفدر کو بتائی تھی۔

"مطلب ہے کہ تمہاری کزن آئی ہے۔ بہت خوب پھر تو میں بھی اس سے ملوں گی۔ یہ تو خوشی کی بات ہے"...... جولیا نے کہا۔

"ضرور ملنا لیکن پہلے صفدر اور کیپٹن شکیل کو یہ چیک کر لینے دو کہ اس ملاقات کے پیچھے کوئی چکر تو نہیں ہے"...... تنویر نے کہا۔

"چکر۔ کیسا چکر"...... جولیا نے چونک کر پوچھا۔

"یہی تو معلوم کرنا ہے۔ صفدر سے میری ملاقات ہوئی ہے وہ اس وقت میرے فلیٹ میں موجود ہے۔ میں تو چیف سے بات کرنا چاہتا تھا لیکن اس نے کہا کہ تم سے بات کر لوں"...... تنویر نے کہا۔

"خواہ مخواہ کی الجھنیں نہ پالا کرو۔ جب اس نے تمہیں ثبوت دکھا دیئے ہیں اور تم بھی کنفرم ہو گئے ہو تو پھر کیسا چکر۔ جو لوگ چکر چلاتے ہیں وہ اتنا لمبا چوڑا کھڑاگ نہیں پھیلایا کرتے"۔ جولیا نے کہا۔

"تمہاری بات ٹھیک ہے لیکن بہرحال ہمیں محتاط تو رہنا ہی پڑتا ہے۔ خدا حافظ"...... تنویر نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

عمران اپنے فلیٹ میں بیٹھا ایک سائنسی رسالے کے مطالعے میں مصروف تھا جبکہ سلیمان مارکیٹ گیا ہوا تھا۔ چونکہ ان دنوں سیکرٹ سروس کے پاس کوئی کام نہ تھا اس لئے عمران سائنسی رسائل کے مطالعے میں مصروف رہتا تھا۔ اچانک پاس پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں"...... عمران نے رسالے سے نظریں ہٹائے بغیر سپاٹ سے لہجے میں کہا۔

"سلطان بول رہا ہوں عمران بیٹے"...... دوسری طرف سے سرسلطان کی نقاہت بھری آواز سنائی دی تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔ اس کے چہرے پر یکلخت تشویش کے تاثرات ابھر آئے۔

"یہ آپ کی آواز کو کیا ہوا ہے۔ کیا گلے کی کوئی گراری ڈھیلی تو

نہیں ہو گئی"...... عمران نے کہا۔

"میں بیمار ہوں۔ رات سوتے ہوئے بخار ہو گیا تھا جو ابھی تک نہیں اترا اور بخار بھی اس قدر تیز ہے کہ بس کچھ نہ پوچھو۔ لگتا ہے شاید دنیا سے جانے کا وقت آ گیا ہے"...... سرسلطان نے اسی طرح نقاہت بھرے لہجے میں کہا۔

"ارے ارے اس قدر مایوسی۔ ابھی آپ کی عمر ہی کیا ہے۔ آپ نے دنیا میں دیکھا ہی کیا ہے۔ وہ کیا شعر ہے کہ حسرت ان غنچوں پر جو بن کھلے مرجھا گئے لیکن انشاء اللہ آپ نہ صرف کھلیں گے بلکہ پھول بھی بنیں گے اور یہ پھول یورپی یا ایکریمی پھول نہیں کہ بس رنگ ہی رنگ ہوتے ہیں خوشبو نام کو نہیں ہوتی۔ آپ سے خوشبو بھی آئے گی اور پھر یہ خوشبو سارے عالم میں پھیل جائے گی"۔ عمران کی زبان جو نجانے کب سے خاموش تھی پوری رفتار سے رواں ہو گئی۔

"یعنی اس عمر تک پہنچنے کے بعد تم مجھے غنچہ کہہ رہے ہو۔ ایسی صورت میں تمہیں کیا کہا جائے گا"...... سرسلطان نے ہنستے ہوئے کہا۔

"وہ کلی جو ابھی شاخ کے اندر موجود ہے"...... عمران نے جواب دیا اور سرسلطان بے اختیار ہنس پڑے۔ ویسے عمران کی اس بات سے ان کے لہجے میں موجود پہلے جیسی نقاہت اور مایوسی یکسر غائب ہو گئی تھی۔

"بہرحال نہ ہی میں مایوس ہوں اور نہ ہی موت سے خوفزدہ ہوں

کیونکہ مسلمان کے لئے موت تو اللہ تعالیٰ کا قرب اور اس کے انعامات حاصل کرنے کی سبیل ہوتی ہے۔ میں نے تمہیں اس لئے فون کیا ہے کہ کیا تم میری خاطر ایک خاتون سے ملاقات کر سکتے ہو"۔ سر سلطان نے کہا تو عمران محاورتاً نہیں حقیقتاً چونک پڑا۔

"آپ کی خاطر خاتون سے ملاقات۔ کیا مطلب۔ میں سمجھا نہیں"۔ عمران نے بڑی مشکل سے اپنے آپ کو کنٹرول کرتے ہوئے کہا ورنہ اس کی زبان پھسلنے لگی تھی لیکن وہ اس لئے اپنے آپ پر کنٹرول کر گیا تھا کہ نجانے یہ خاتون کون ہو اور سر سلطان بیمار بھی ہیں اور بیماری میں انسان نفسیاتی طور پر چڑچڑا ہو جاتا ہے اس لئے کہیں وہ ناراض نہ ہو جائیں۔

"ہمارے ملک میں ایک معروف زرعی سائنس دان ہیں آسیہ کمال وہ گندم کے کسی خاص بیج کی تیاری میں مصروف ہیں اور یہ آسیہ کمال میرے ایک عزیز دوست کمال احمد کی صاحبزادی ہیں۔ ہمارے ان سے گھریلو تعلقات ہیں اس لئے اکثر ان کے ہاں آنا جانا رہتا ہے۔ میری بیماری کا سن کر کمال احمد اور اس کی صاحبزادی آسیہ کمال دونوں کوٹھی پر تیمارداری کے لئے آئے تو آسیہ کمال سے میں نے ویسے ہی پوچھ لیا کہ اس کی تحقیقات کس مرحلے پر پہنچی ہیں تو اس نے بتایا کہ وہ گندم کا ایک ایسا بیج تیار کرنے میں کامیاب ہو چکی ہے جس سے پاکیشیا کی لاکھوں ایکڑ اراضی جو سیم و تھور کا شکار ہے، میں گندم اگائی جا سکتی ہے اس طرح پاکیشیا نہ صرف گندم میں

خود کفیل ہو جائے گا بلکہ وہ گندم باہر بھی بھجوا سکے گا لیکن ابھی یہ بیج تجرباتی مراحل میں ہے لیکن اس نے بتایا کہ اسے کئی دنوں سے محسوس ہو رہا ہے کہ کوئی اس بیج کو چرانے کی کوشش میں ہے جس کی وجہ سے وہ بے حد پریشان ہے۔ اس کا کہنا تھا کہ اگر یہ بیج چوری ہو گیا تو پاکیشیا کو ناقابل تلافی نقصان پہنچے گا۔ میں نے اس سے پوچھا کہ اسے کس پر شک ہے تو اس نے کہا کہ وہ تو تحقیق میں اس قدر مگن رہتی ہے کہ اسے کسی کے بارے میں تفصیل سے کچھ معلوم ہی نہیں ہے لیکن بہرحال وہ ذہنی طور پر پریشان ضرور ہو گئی ہے اور اس پریشانی کی وجہ سے اس کے کام میں بھی حرج ہو رہا ہے جس پر میں نے اسے بتایا کہ میں تمہیں اس کے پاس بھجوا دوں گا اور پھر اگر کوئی واقعی ایسی ہی بات ہے تو ضرور ٹریس ہو جائے گی جس پر اس نے کہا کہ وہ آج رات واپس جا رہی ہے اس لئے اگر آج تم سے ملاقات ہو سکے تو بہتر ہے۔ میں نے اس سے وعدہ بھی کر لیا ہے اور اسے تسلی بھی دے دی ہے۔ تم ایسا کرو کہ اس سے جا کر مل لو اور اس کی تسلی کرا دو اور اگر واقعی کوئی ایسی کوشش کر رہا ہے تو اس آدمی کو ٹریس ہونا چاہئے"...... سر سلطان نے کہا۔

"اس خاتون کی عمر کیا ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"کیا مطلب۔ تم نے یہ بات کیوں پوچھی ہے"...... سر سلطان نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"تاکہ اس کی عمر کے مطابق میں اس کی پریشانی دور کرنے کا سامان ساتھ لے کر جاؤں۔ مثلاً اگر خاتون نوجوان ہے تو میں اس طرح تیار ہو کر جاؤں کہ جیسے بر دکھاوے کے لیۓ جا رہا ہوں اور اگر یہ خاتون ادھیڑ عمر ہے تو پھر اس سے ان بیماریوں کے بارے میں بات کرنے کے لیۓ جو ادھیڑ عمر خواتین کو عموماً لاحق ہو جاتی ہیں، تفصیل سے سٹڈی کر کے جاؤں اور اگر یہ خاتون بوڑھی ہیں تو پھر اس سے وصیت نامے کے بارے میں گفتگو کی جا سکتی ہے"۔ عمران نے جواب دیا۔

"لیکن تم نے یہ نہیں پوچھا کہ یہ خاتون شادی شدہ ہے یا نہیں"...... سر سلطان نے ہنستے ہوئے کہا۔

"آپ نے پہلے ہی اس کی نشاندہی کر دی ہے اس لیۓ پوچھنے کی ضرورت ہی نہیں تھی"...... عمران نے جواب دیا۔

"نشاندہی وہ کیسے"...... سر سلطان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ایک تو آپ نے اسے آسیہ کمال کہا اور ساتھ ہی بتا دیا کہ وہ کمال احمد کی صاحبزادی ہیں اس طرح یہ بات طے ہو گئی کہ ان کے نام کے ساتھ کمال ان کے شوہر کی بجائے والد کا نام ہے۔ دوسرا آپ نے بتایا کہ وہ کمال احمد کے ساتھ آپ کی تیمارداری کے لیۓ آئی تھیں اور شادی شدہ خاتون ایسے مواقع پر ہمیشہ شوہر کو ساتھ لے کر جاتی ہیں۔ ان باتوں سے یہ بات بہر حال ثابت ہو گئی کہ یہ خاتون

غیر شادی شدہ ہیں"...... عمران نے کہا تو سر سلطان بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑے۔

"تم واقعی شیطانی ذہن کے مالک ہو۔ بہر حال آسیہ کمال ادھیڑ عمر ہے اور غیر شادی شدہ ہے"...... سر سلطان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یہ محترمہ کہاں رہتی ہیں"...... عمران نے کہا تو سر سلطان نے اسے رہائش گاہ کے بارے میں بتا دیا۔

"اگر آپ ناراض نہ ہوں تو ایک تجویز پیش کروں"...... عمران نے کہا۔

"کون سی تجویز"...... سر سلطان نے چونک کر پوچھا۔

"میں اپنے بجائے سلیمان کو بھیج دیتا ہوں۔ مجھے یقین ہے کہ اس ملاقات کے بعد آسیہ کمال صاحبہ گندم کی بجائے مونگ کی دال پر تحقیقات شروع کر دیں گی۔ اس طرح ان کی یہ پریشانی ہمیشہ کے لیۓ ختم ہو جائے گی کہ گندم کا بیج چوری کیا جا رہا ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"بکواس مت کرو یہ انتہائی اہم مسئلہ ہے"...... سر سلطان نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا اور رسیور رکھ دیا۔

"اب سیکرٹ سروس کے پاس یہی کام رہ گیا ہے کہ گندم کے بیج چوری کرنے والوں کو پکڑتے رہیں۔ اللہ کی شان ہے"...... عمران

نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسالہ بند کر کے میز پر رکھا اور اٹھ کر ڈریسنگ روم کی طرف بڑھ گیا۔ پھر جب وہ ڈریسنگ روم سے باہر آیا تو سلیمان واپس آ چکا تھا۔

"کیا ہوا صاحب کیا مطالعے سے دل بھر گیا ہے۔ میں تو خصوصی طور پر چائے کے چار بڑے پیکٹ لے آیا تھا"...... سلیمان نے کہا۔

"اس کی بجائے گندم کی ایک بوری لے آتے تو میرا مسئلہ حل ہو جاتا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"گندم کی بوری۔ کیا مطلب۔ کیا مسلسل مطالعے اور چائے پینے سے کوئی گڑبڑ ہو گئی ہے"...... سلیمان نے کہا تو عمران اس کی اس خوبصورت بات پر بے اختیار ہنس پڑا اور اس نے سر سلطان کے فون اور ان سائنس دان محترمہ کی پریشانی کے بارے میں بتایا۔

"میرا خیال ہے کہ یہ سب بہانہ ہے۔ سر سلطان آپ کو وہاں بردکھاوے کے لئے ہی بھیج رہے ہیں"...... سلیمان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اگر ایسا ہے بھی تو اس میں کیا برائی ہے۔ وہ گندم اگاتی رہے گی تم پکاتے رہنا اور میں کھاتا رہوں گا"...... عمران نے کہا اور تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی سپورٹس کار تیزی سے اس کالونی کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی جہاں کمال احمد صاحب کی رہائش گاہ تھی۔ ویسے شاید وہ اس ملاقات پر آمادہ نہ ہوتا لیکن سر سلطان کی بیماری کی وجہ سے وہ انکار نہ کر سکتا تھا اور

اس کے علاوہ واقعی وہ مسلسل مطالعہ کرتے کرتے بور ہو چکا تھا اس لئے اس نے سوچا کہ چلو آؤٹنگ ہی سہی اور تھوڑی دیر بعد اس کی کار کالونی کی ایک قدیم وضع کی کوٹھی کے جہازی سائز کے گیٹ پر جا کر رک گئی۔ عمران نے کار کا دروازہ کھولا اور نیچے اتر کر وہ ستون پر لگی ہوئی کال بیل کی طرف بڑھنے لگا لیکن دوسرے لمحے وہ وہاں نصب نیم پلیٹ کو دیکھ کر چونک پڑا۔ نیم پلیٹ ڈاکٹر آسیہ کمال کی تھی اور اس کے نیچے ڈگریوں کی طویل قطار موجود تھی۔

"کمال ہے اب گندم اگانے کے لئے اتنی ڈگریوں کی ضرورت ہوتی ہے جبکہ پہلے تو ہمارے ان پڑھ کسان بھی گندم اگا لیا کرتے تھے"...... عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کال بیل کا بٹن پریس کر دیا۔ چند لمحوں بعد چھوٹا پھاٹک کھلا اور ایک نوجوان باہر آ گیا۔ لباس اور انداز سے وہ ملازم ہی لگ رہا تھا۔

"میرا نام علی عمران ہے اور مجھے سر سلطان نے بھیجا ہے۔ محترمہ آسیہ کمال صاحبہ سے ملاقات کرنی ہے"...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔ شاید یہ آسیہ کمال کی ڈگریوں کا تاثر تھا کہ عمران سنجیدہ ہو گیا تھا۔

"جی میں پھاٹک کھولتا ہوں آپ کار اندر لے آئیں"...... ملازم نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا اور واپس مڑ گیا۔ عمران کار کی طرف بڑھا اور پھر دروازہ کھول کر وہ ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ چند لمحوں بعد بڑا پھاٹک کھل گیا اور عمران کار اندر لے گیا۔ پورچ میں دو

کاریں موجود تھیں۔ عمران نے کار ان کے پیچھے روکی اور پھر نیچے اتر آیا۔ چند لمحوں بعد وہ ملازم پھاٹک بند کر کے پورچ میں آگیا۔

" تشریف لائیے جناب"....... ملازم نے کہا اور برآمدے کی سیڑھیاں چڑھ کر وہ سائیڈ میں موجود دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ عمران اس کے پیچھے تھا۔ ملازم نے دروازہ کھولا اور سائیڈ میں ہو گیا۔ عمران اندر داخل ہوا تو یہ ایک خاصا بڑا ڈرائینگ روم تھا۔ اس میں البتہ فرنیچر پرانا تھا لیکن اس کی صفائی اور پالش بتا رہی تھی کہ اسے باقاعدگی سے صاف کیا جاتا ہے۔ ملازم نے عمران کے پیچھے اندر آکر لائٹس اور سیلنگ فین کے بٹن آن کئے اور پھر تیزی سے قدم بڑھاتا ہوا واپس چلا گیا۔ عمران ایک طویل سانس لیتا ہوا صوفے پر بیٹھ گیا۔ چند لمحوں بعد دروازہ کھلا اور ملازم اندر داخل ہوا۔ اس کے ہاتھ میں ایک ٹرے تھی جس پر مشروب کا گلاس موجود تھا۔ اس نے مشروب کا گلاس عمران کے سامنے ٹیبل پر رکھ دیا۔

" بی بی جی آرہی ہیں"....... ملازم نے کہا اور عمران لفظ بی بی جی سن کر بے اختیار مسکرا دیا۔ ملازم واپس چلا گیا تو عمران نے گلاس اٹھا کر مشروب کی چسکیاں لینی شروع کر دیں۔ ابھی اس نے گلاس ختم کر کے رکھا ہی تھا کہ دروازہ کھلا اور ایک ادھیڑ عمر بھاری جسم کی خاتون اندر داخل ہوئی۔ اس کی آنکھوں پر موٹے شیشوں کا چشمہ تھا۔ سر کے بالوں میں سفیدی خاصی حد تک آچکی تھی اور چہرے پر خشکی اور کرختگی کے تاثرات بھی نمایاں تھے البتہ اس کی آنکھوں میں

ذہانت کی چمک تھی۔ مجموعی لحاظ سے اس خاتون کی شخصیت خاصی رعب دار اور سنجیدہ تھی۔

" مجھے آسیہ کمال کہتے ہیں"....... خاتون نے نرم لہجے میں کہا۔

" کون کہتے ہیں"....... عمران کی زبان سے نہ چاہنے کے باوجود فقرہ پھسل کر باہر آگیا تو خاتون کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

" کیا مطلب۔ یہ میرا نام ہے"....... خاتون نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ وہ اب اس طرح غور سے عمران کو دیکھ رہی تھی جیسے اندازہ کر رہی ہو کہ عمران کا ذہنی توازن بھی ٹھیک ہے یا نہیں۔

" اچھا۔ لیکن آپ کی کوٹھی کے باہر جو نیم پلیٹ لگی ہوئی ہے اس پر بھی نام لکھا ہوا ہے لیکن اس کے نیچے اس قدر طویل ڈگریاں لکھی ہوئی ہیں کہ مجھے ایک گھنٹہ تو انہیں پڑھنے میں لگ گیا اور میں سمجھا تھا کہ آپ جب اپنا تعارف کرائیں گی تو اپنے نام کے ساتھ یہ ڈگریاں بھی دوہرائیں گی اس لئے میں نے پوچھا تھا کہ کون آپ کو صرف آسیہ کمال کہتے ہیں۔ کوئی جاہل ہی ایسا کر سکتا ہے"۔ عمران کی زبان رواں ہو گئی۔

" آپ کا ذہنی توازن درست ہے یا نہیں"....... آسیہ کمال نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر غصے کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

" کمال ہے۔ اوہ سوری کمال تو آپ کے والد محترم کا نام ہے۔ میرا

مطلب ہے کہ حیرت ہے کہ آپ نے اتنی ڈگریاں لے لیں لیکن آپ
کو یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ جس کا سر گردن پر سیدھا ہو اس کا توازن
درست ہی ہو گا اگر توازن درست نہ ہوتا تو سر لامحالہ دائیں یا بائیں
ڈھلکا ہوا ہوتا اور جہاں تک میرا خیال ہے میرا اور آپ کا سر گردن پر
سیدھا موجود ہے"...... عمران کی زبان ایک بار پھر رواں ہو گئی۔
نجانے کیا بات تھی کہ نہ چاہنے کے باوجود اس کے منہ سے مسلسل
ایسی باتیں نکل رہی تھیں۔ شاید یہ اس مطالعے کی خشکی کا ردعمل
تھا۔

"آپ جا سکتے ہیں۔ میں انکل سر سلطان سے شکایت کروں گی کہ
انہوں نے میرے ساتھ مذاق کیوں کیا ہے"...... آسیہ کمال نے
ایک جھٹکے سے مڑتے ہوئے کہا۔ اس کا چہرہ غصے کی شدت سے سرخ
پڑ گیا تھا۔

"ارے ارے محترمہ ایک منٹ۔ اگر آپ کو یہ باتیں پسند نہیں
ہیں تو میں معافی چاہتا ہوں۔ آپ کو آئندہ کوئی شکایت نہیں ہو
گی"...... عمران نے کہا تو آسیہ کمال ایک بار پھر مڑ آئی۔

"یقین کیجئے سر سلطان نے مجھے کہا تھا کہ آپ بے حد پریشان ہیں
اس لئے میں نے سوچا کہ آپ کی پریشانی دور کرنے کے لئے آپ سے
ہلکی پھلکی گفتگو کی جائے لیکن آپ ناراض ہو گئی ہیں اس لئے میں تو
کیا میرے آباؤ اجداد کی توبہ۔ آئندہ آپ سے ہلکی پھلکی کی بجائے آپ
کی طرح بھاری بھرکم گفتگو ہو گی"...... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے

میں کہا لیکن ظاہر ہے آخر میں "آپ کی طرح" کے الفاظ پھر بھی اس
کے منہ سے نکل ہی گئے تھے اور ڈاکٹر آسیہ کا چہرہ ایک بار پھر غصے
سے سرخ پڑ گیا تھا۔

"تشریف رکھیں"...... ڈاکٹر آسیہ کمال نے جھٹکے دار لہجے میں
کہا۔

"وہ پہلے میں اپنا تعارف کرا لوں۔ مجھے علی عمران ایم ایس سی۔
ڈی ایس سی (آکسن) کہتے ہیں"...... عمران نے کہا تو آسیہ کمال بے
اختیار چونک پڑی۔

"کون کہتے ہیں"...... ڈاکٹر آسیہ کمال کے منہ سے بے اختیار نکلا
اور اس کے ساتھ ہی وہ خود بھی ہنس پڑیں اور عمران بھی ان کے اس
خوبصورت جواب پر بے اختیار ہنس پڑا۔

"آپ نے دیکھی ڈگریوں کی برکت کہ اسے سنتے ہی آپ کی
ساری پریشانی دور ہو گئی ہے اس لئے آپ بھی اپنے نام کے ساتھ
پوری ڈگریاں بتایا کریں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا یہ ڈگریاں آپ نے واقعی پڑھ کر حاصل کی ہیں یا"۔ ڈاکٹر
آسیہ کمال نے مسکراتے ہوئے کہا۔ شاید وہ اب عمران کی ٹائپ کو
سمجھ گئی تھیں اس لئے وہ اس کے ساتھ ویسی ہی گفتگو کر رہی تھیں۔

"یا کسی پینٹر سے نیم پلیٹ پر لکھوائی ہیں۔ یہی کہنا چاہتی تھیں
ناں آپ۔ بہرحال اطلاعاً عرض ہے کہ یہ ڈگریاں میں نے صرف
رعب کے لئے اپنے نام کے ساتھ لگا رکھی ہیں کیونکہ اس کے بغیر

رعب قائم نہیں ہوتا"...... عمران نے جواب دیا تو ڈاکٹر آسیہ کمال نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔ ان کے چہرے پر ایک بار پھر غصے کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"آئی ایم سوری عمران صاحب۔ آپ بہر حال مہمان ہیں اس لئے میں آپ کو تو جانے کے لئے نہیں کہہ سکتی البتہ میں خود چلی جاتی ہوں"...... ڈاکٹر آسیہ کمال نے اٹھنے کا انداز بناتے ہوئے کہا۔

"ارے ارے ایک تو آپ ناراض جلدی ہو جاتی ہیں۔ یہ بات میں نے آپ کے لئے نہیں کہی اپنے لئے کہی ہے۔ بہر حال آپ مجھے بتائیں کہ آپ کی گندم کو کون چرانے کی کوشش کر رہا ہے۔ آپ نے اس کی حفاظت کا کیا انتظام کیا ہے۔ ویسے ہمارے دیہات میں کھلیان سے گندم چوری ہو جاتی ہے اس لئے کسان اس کے لئے باقاعدہ چوکیداری کرتے ہیں۔ خونخوار کتے بھی رکھے جاتے ہیں اور بڑے بڑے زمیندار تو کھلیان کے گرد خار دار تاریں لگا دیتے ہیں اور پھر ان تاروں میں الیکٹرک کرنٹ بھی چھوڑ دیا جاتا ہے لیکن اوہ اس بات کا تو مجھے خیال ہی نہ آیا تھا۔ ان دنوں تو کپاس کی فصل اترنے کا موسم ہے پھر یہ گندم کہاں سے آ گئی"...... عمران کی زبان ایک بار پھر رواں ہو گئی تھی۔

"گندم نہیں بلکہ گندم کا بیج چوری ہونے کا خدشہ ہے"۔ ڈاکٹر آسیہ کمال نے ایسے لہجے میں کہا جیسے مجبوراً بات کر رہی ہو۔

"ہاں اب بات سمجھ میں آنے لگی ہے۔ کپاس کے بعد چونکہ گندم

کی بیجائی ہوتی ہے اس لئے ان دنوں گندم کے بیج کی واقعی بے حد اہمیت ہوتی ہے لیکن کمال ہے یہ بیج کیا اس کوٹھی میں ہے یا کسی زرعی فارم کے سٹور میں"...... عمران نے کہا تو ڈاکٹر آسیہ کمال نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

"آپ پریشان نہ ہوں اگر یہ بیج چوری بھی ہو گیا تو میں اور خرید لوں گی۔ آپ کا بے حد شکریہ کہ آپ نے یہاں تشریف لانے کی زحمت گوارا کی"...... ڈاکٹر آسیہ کمال نے یکلخت انتہائی جھٹکے دار لہجے میں کہا اور عمران اس کے اس انداز پر بے اختیار مسکرا دیا۔

"ڈاکٹر آسیہ کمال آپ کون سے انسٹی ٹیوٹ میں گندم کے بیج پر ریسرچ کر رہی ہیں"...... عمران نے یکلخت انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا تو ڈاکٹر آسیہ کمال بے اختیار چونک پڑی۔ اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے کیونکہ عمران کے چہرے پر اس قدر سنجیدگی تھی کہ وہ پہلے والا عمران لگتا ہی نہ تھا۔

"نیوکلیئر انسٹی ٹیوٹ فار ایگری کلچر اینڈ بیالوجی"...... ڈاکٹر آسیہ کمال نے جواب دیا۔

"آپ کو کس طرح یہ احساس ہوا ہے کہ آپ کی ریسرچ کو چرانے کی کوشش کی جا رہی ہے کیونکہ جہاں تک میرا خیال ہے اس انسٹی ٹیوٹ میں حفاظتی انتظامات بے حد سخت ہیں۔ ڈاکٹر احسن اس معاملے میں بے حد سخت واقع ہوئے ہیں"...... عمران نے اسی طرح سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"آپ ڈاکٹر احسن کو جانتے ہیں"....... ڈاکٹر آسیہ کمال نے چونک کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"جی ہاں۔ ایک بار انہیں بھی یہی پرابلم پیش آیا تھا کہ اس انسٹی ٹیوٹ کے ایک ملازم کو کسی نے ہلاک کر دیا تھا اور اس ملازم کی جیب سے ایک اہم ریسرچ کی رپورٹ نکلی تھی جس پر مجھے وہاں جانا پڑا اور پھر اتفاق سے یا میری خوش قسمتی سے وہ مسئلہ حل ہو گیا تھا"....... عمران نے گول مول سا جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اگر ڈاکٹر احسن جیسے آدمی نے آپ کو کال کیا تھا تو اس کا مطلب ہے کہ آپ وہ نہیں ہیں جو اب تک آپ اپنے آپ کو ظاہر کرتے رہے ہیں۔ بہر حال میں مختصر طور پر بتا دیتی ہوں۔ میں طویل عرصے سے سیم اور تھور زدہ زمینوں پر گندم اگانے کے بارے میں ریسرچ کر رہی ہوں۔ تقریباً بیس سال ہو گئے ہیں اور اب میں اس قابل ہوئی ہوں کہ ایسا بیج تیار کر لوں جو سیم و تھور زدہ زمینوں پر کاشت بھی کیا جا سکے اور پیداوار بھی دے اس کے لئے لیبارٹری تجربات تو ہو چکے ہیں لیکن ابھی وسیع پیمانے پر اس کا تجربہ ہونا ہے۔ اگر یہ تجربات کامیاب ہو جاتے ہیں تو اس کا مطلب ہے کہ پاکیشیا کی سیم اور تھور زدہ لاکھوں ایکڑ اراضی پر گندم کاشت کی جا سکتی ہے اور اس طرح ہمارا ملک نہ صرف گندم کے بارے میں خود کفیل ہو جائے گا بلکہ ہم گندم باہر بھی بھجوانے کے قابل ہو جائیں گے اور اس کے ساتھ ساتھ اس ٹیکنالوجی کی بنیاد پر پوری دنیا کی سیم اور تھور زدہ زمینوں سے

گندم کی فصلیں حاصل کی جا سکتی ہیں اور دنیا کو جس خوراک کی قلت کا مستقبل میں سامنا نظر آ رہا ہے اس پر کافی حد تک قابو پایا جا سکے گا۔ لیکن گزشتہ ایک ہفتے سے مجھے احساس ہو رہا ہے کہ وہ بیج جس پر میں ریسرچ کر رہی ہوں اسے چرائے جانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ میری عادت ہے کہ میں اپنے سیکشن کو باقاعدہ لاکڈ کر کے جاتی ہوں اور بیج کے خصوصی پیکٹ میں اپنے ساتھ اپنی رہائش گاہ پر لے جاتی ہوں جہاں میں انہیں ایک مخصوص سیف میں رکھتی ہوں۔ ایسے سیف میں جس کا درجہ حرارت کنٹرولڈ ہوتا ہے لیکن مجھے کئی بار احساس ہوا ہے کہ میری عدم موجودگی میں میرے سیکشن کی تلاشی لی گئی ہے۔ گو تلاشی لینے والے نے انتہائی مہارت سے کام لیا ہے لیکن چونکہ میں طویل عرصے سے اس سیکشن میں اکیلی کام کر رہی ہوں اور پھر شاید عورت ہونے کے ناطے میں ہر چیز کو اس کے مخصوص مقام پر مخصوص سٹائل میں رکھنے کی عادی ہوں اس لئے مجھے فوراً احساس ہو جاتا ہے کہ وہاں سے چیزیں ہٹائی گئی ہیں اور تلاشی لی گئی ہے اور پھر ایک بار میرے اس سیف کو بھی کھولنے کی کوشش کی گئی ہے۔ میں نے اس کی رپورٹ انسٹی ٹیوٹ کے ڈائریکٹر جنرل ڈاکٹر احسن کو بھی دے دی ہے لیکن اس کے باوجود میرا خیال ہے کہ کوشش جاری ہے"....... ڈاکٹر آسیہ کمال نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"آپ کا کیا خیال ہے کہ یہ کام کون کر سکتا ہے"....... عمران نے کہا۔

"ظاہر ہے میرے سیکشن کے آدمیوں میں سے کسی کا ہو سکتا ہے لیکن وہ سب طویل عرصے سے میرے ساتھ کام کر رہے ہیں اور انتہائی ذمہ دار اعلیٰ تعلیم یافتہ اور محب وطن لوگ ہیں اس لئے میں کسی پر شک بھی نہیں کر سکتی لیکن باہر کا کوئی آدمی وہاں آ ہی نہیں سکتا"...... ڈاکٹر آسیہ کمال نے کہا۔

"آپ کا کیا خیال ہے کہ اس بیج کو کیوں چرایا جا رہا ہو گا جبکہ ابھی یہ تجرباتی مراحل میں ہے"...... عمران نے کہا۔

"میں کیا کہہ سکتی ہوں۔ ویسے تو کسی کو اس کے چرانے سے کوئی فائدہ نہیں ہو سکتا اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ مجھے خواہ مخواہ یہ وہم ہو گیا ہے"...... ڈاکٹر آسیہ کمال نے کہا۔

"کسی دوسرے ملک کو اس کے چرانے سے کچھ حاصل ہو سکتا ہے"...... عمران نے کہا۔

"نہیں کیونکہ ظاہر ہے جب اس پر تجربات مکمل ہو جائیں گے تو ہم خود ہی اسے پوری دنیا میں اوپن کر دیں گے اس لئے کوئی اسے چرا کر کیا کرے گا"...... ڈاکٹر آسیہ کمال نے کہا۔

"آپ کب یہاں تشریف لائی ہیں"...... عمران نے پوچھا۔

"دو روز ہوئے ہیں۔ ایک تو میں مسلسل کام کرتے کرتے تھک گئی تھی اور دوسرا میرے والد کی طبیعت بھی خراب تھی اس لئے میں چھٹی لے کر آ گئی۔ وہاں سر سلطان سے باتیں کرتے ہوئے میں نے بے خیالی میں اس چوری کی بات کر دی تو وہ پریشان ہو گئے اور

انہوں نے خود ہی مجھ سے کہا کہ میں ایک ایسے نوجوان کو تمہارے پاس بھیجوں گا جس کا نام علی عمران ہے اور میں اسے تفصیل بتا دوں تو وہ خود ہی اس سلسلے میں تمام کام کر لے گا"۔ ڈاکٹر آسیہ کمال نے کہا۔

"اب آپ کی عدم موجودگی میں یہ بیج کہاں ہو گا اور اس کی مقدار کتنی ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"یہ میری رہائش گاہ کے سیف میں ہے۔ جب تک میں موجود نہ ہوں اس پر کام نہیں ہو سکتا اور چار بڑے بڑے پیکٹ ہیں۔ تقریباً ایک ایک کلو کے سمجھ لیں"...... ڈاکٹر آسیہ کمال نے کہا۔

"آپ کی وہاں رہائش گاہ پر ملازم تو ہوں گے"...... عمران نے کہا۔

"جی نہیں۔ میں وہاں اکیلی رہتی ہوں۔ کھانا وغیرہ میس سے آ جاتا ہے۔ میں چونکہ خاتون ہوں اس لئے میں کسی ملازم کو وہاں رکھنا اچھا نہیں سمجھتی"...... ڈاکٹر آسیہ کمال نے نظریں جھکاتے ہوئے کہا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

"آپ کی واپسی کب ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"میں کل صبح واپس جا رہی ہوں"...... ڈاکٹر آسیہ کمال نے کہا۔

"کیا آپ مجھے بتانا پسند کریں گی کہ آپ نے گندم کا ایسا بیج کیسے تیار کیا ہے جسے سیم اور تھور زدہ زمین میں کاشت کیا جا سکے۔ میرے خیال کے مطابق تو ایسا ناممکن ہے"...... عمران نے کہا تو ڈاکٹر

آسیہ کمال کا چہرہ بے اختیار چمک اٹھا۔

" اسی ناممکن کو تو میں نے ممکن بنایا ہے عمران صاحب اور یہی تو میرا کریڈٹ ہے۔ میں نے اپنی زندگی کے بیس سال اسی ریسرچ پر صرف کر دیئے ہیں۔ اپنی زندگی کے وہ بیس سال جو کسی خاتون کے لیئے انتہائی قیمتی ہوتے ہیں۔ جب میں نے اس پر ریسرچ شروع کی تھی تو میں دبلی پتلی سی ایک لڑکی تھی لیکن اب آپ میری پوزیشن دیکھ رہے ہیں اور میں نے اسی ریسرچ کی خاطر دنیا کی ہر آسائش و آرام کو چھوڑ دیا تھا۔ ایک لحاظ سے میں نے اپنے ملک اور دنیا کے عوام کے لیئے اپنی قربانی دی ہے"...... ڈاکٹر آسیہ کمال نے بڑے جوشیلے لہجے میں کہا تو عمران کے چہرے پر یکلخت تحسین کے تاثرات ابھر آئے۔

" آپ درست کہہ رہی ہیں اور یہ آپ کا پاکیشیا پر احسان ہے۔ آپ واقعی پاکیشیا کی محسن ہیں"...... عمران نے حقیقی خلوص بھرے لہجے میں کہا کیونکہ اسے بھی اندازہ ہو گیا تھا کہ ڈاکٹر آسیہ کمال نے واقعی اس ریسرچ پر اپنی جوانی قربانی کر دی ہے۔

" عمران صاحب۔ آج سے بیس سال پہلے جب میں اس انسٹی ٹیوٹ میں ملازم ہوئی تھی تو اس سے پہلے میں نے اپنی زندگی مطالعے اور ڈگریاں لینے پر صرف کی تھی۔ میں نے گندم پر سپیشلائزیشن کیا تھا اور جب میں نے عملی زندگی میں قدم رکھا تو میری خواہش تھی کہ میں پاکیشیا کے ایک ایک انچ پر گندم کی فصلیں کھڑی کر دوں لیکن

لوگ میری باتیں سن کر ہنستے تھے۔ پھر میں نے جب اپنے ملک کی زمینوں کا تجزیہ کیا تو مجھے معلوم ہوا کہ ہمارے ملک کی چالیس فیصد زمینیں سیم و تھور کا شکار ہیں اور ان زمینوں پر سوائے خودرو گھاس کے اور کچھ نہیں اگایا جا سکتا۔ چنانچہ میں نے فیصلہ کر لیا کہ میں ان سیم و تھور زدہ زمینوں پر گندم کی فصلیں کھڑی کروں گی لیکن بڑے بڑے زرعی سائنس دان میری باتیں سن کر ہنستے تھے اور میرا مذاق اڑاتے تھے اور آپ کی طرح ان کا بھی یہی خیال تھا کہ ایسا ہونا ناممکن ہے لیکن مجھے اللہ تعالیٰ کی مدد اور اس کی رحمت پر پورا پورا بھروسہ تھا۔ چنانچہ میں نے کام شروع کر دیا۔ میں نے اس گھاس کا تجزیہ کیا جو اس زمین پر بغیر کسی محنت کے اگ آتی ہے۔ میں نے پوری دنیا سے اس گھاس کے نمونے اکٹھے کیئے اور انہیں سیم و تھور زدہ زمینوں پر بویا۔ زیادہ تیزی سے پروان چڑھنے والی گھاس کے بیج حاصل کیئے اور پھر میں نے طویل ریسرچ سے ان میں وہ کریکٹر تلاش کیا جو ناموافق زمین پر پودے کو زندہ رکھتا ہے۔ پھر میں نے اس کریکٹر کو ڈویلپ کیا۔ جب وہ ایک مخصوص سطح پر پہنچ گیا تو اسے گندم کے پودے میں منتقل کیا۔ اس کے بیج لیئے انہیں بویا پھر بیج لیئے پھر انہیں بویا۔ وہ بیج میں بوتی رہی سٹے آتے رہے اس طرح گھاس کا وہ کریکٹر گندم کے بطن میں پروان چڑھتا رہا یہاں تک کہ پھر اس بیج کو سیم و تھور زدہ زمین میں بویا تو کونپلیں پھوٹ پڑیں اور لوگ یہ کونپلیں دیکھ کر حیرت زدہ رہ گئے۔ انہیں یقین نہ آ رہا تھا لیکن اللہ

تعالیٰ نے میری مدد کی تھی۔ میری محنت کو پھل لگایا تھا۔ پھر میں نے اس کے مزید وسیع پیمانے پر تجربات کئے اور ان تجربات سے یہ نتیجہ نکلا کہ سیم و تھور زدہ زمین میں اس بیج سے پیدا ہونے والی فصل عام زرخیز زمین سے زیادہ پیداوار دے رہی ہے جبکہ اس پر لاگت بھی نہ ہونے کے برابر ہے کیونکہ سیم و تھور زدہ زمین میں پانی، کھاد اور دوسرے ضروری لوازمات کی ضرورت نہیں پڑتی اور اب میں اس بیج کو مزید وسیع پیمانے پر کاشت کرنا چاہتی ہوں تاکہ حتمی نتائج سامنے آ جائیں اور پھر انشاء اللہ پاکیشیا کی چالیس فیصد ضائع شدہ اراضی پر اسے کاشت کیا جائے گا اور پاکیشیا میں اس قدر گندم ہو جائے گی کہ جس کا آپ تصور بھی نہیں کر سکتے اور پھر اس بیج کو پوری دنیا میں اوپن کیا جائے گا اور اس طرح پوری دنیا کی غذائی قلت دور ہو جائے گی اور لوگ کم از کم بھوک سے مرنا بند ہو جائیں گے۔ گو میری زندگی کے بیس سال بلکہ میری پوری زندگی دنیاوی طور پر ضائع ہو گئی ہے لیکن مجھے یقین ہے کہ میں اس بیج کی وجہ سے قیامت تک لوگوں کے دلوں میں زندہ رہوں گی اور یقیناً اللہ تعالیٰ بھی مجھ پر رحمت کرے گا لیکن عمران صاحب اگر اس موقع پر بیج چوری کر لیا جائے اور اسے ضائع کر دیا جائے تو آپ بتائیں کہ کیا ہو گا۔ یہ کتنا بڑا نقصان ہو گا۔ یہ میرا ہی نہیں پاکیشیا کا بلکہ پوری دنیا کا نقصان ہو گا۔ پھر کون ہو گا جو نئے سرے سے کام شروع کرے گا۔ پھر کون اس پر اپنی زندگی ضائع کرے گا اس لئے میں پریشان ہوں"۔ ڈاکٹر

آسیہ کمال نے انتہائی جذباتی لہجے میں کہا تو عمران بے اختیار اٹھ کر کھڑا ہوا۔

"میں آپ کی عظمت کو سلام کرتا ہوں ڈاکٹر آسیہ کمال۔ آپ نے واقعی وہ کچھ کیا ہے جس کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ آپ نہ صرف پاکیشیا بلکہ پوری دنیا کی محسن ہیں۔ آپ اب بے فکر ہو جائیں۔ آپ کی محنت کو ضائع نہیں ہونے دیا جائے گا۔ کسی حالت میں اور کسی صورت میں بھی نہیں۔ آپ اطمینان سے واپس جائیں میں جلد وہاں آؤں گا اور پھر میں اس آدمی کو یقیناً ٹریس کر لوں گا جو آپ کی اس محنت کو چرانا چاہتا ہے"۔ عمران نے انتہائی تحسین آمیز لہجے میں اپنے سر کو ڈاکٹر آسیہ کمال کے سامنے جھکاتے ہوئے کہا۔

"آپ کا بے حد شکریہ عمران صاحب۔ میں معافی چاہتی ہوں کہ میں نے آپ سے ناروا باتیں کی۔ آپ نے واقعی مجھے بے حد حوصلہ دیا ہے"...... ڈاکٹر آسیہ کمال نے مسکراتے ہوئے کہا اور وہ بھی اٹھ کر کھڑی ہو گئیں۔

"میں بھی آپ سے معافی کا خواستگار ہوں۔ مجھے یہ اندازہ ہی نہ تھا کہ میری ملاقات اس قدر عظیم شخصیت سے ہو رہی ہے"۔ عمران نے کہا اور ڈاکٹر آسیہ کمال کا چہرہ بے اختیار جگمگا سا اٹھا۔ پھر عمران نے ان سے اجازت لی اور چند لمحوں بعد اس کی کار تیزی سے دانش منزل کی طرف بڑھتی چلی جا رہی تھی۔ اس کے چہرے پر گہری سنجیدگی تھی شاید یہ آسیہ کمال سے ہونے والی گفتگو کا نتیجہ تھا۔

تنویر کے فلیٹ میں صفدر اور کیپٹن شکیل بھی موجود تھے اور وہ سب تنویر کی کزن تابندہ کے بارے میں ہی بات چیت کر رہے تھے۔

"مجھے تو اب یقین آگیا ہے کہ تابندہ کی تم سے ملاقات میں کوئی چکر نہیں ہے کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو اب تک یقیناً کچھ نہ کچھ سامنے آ جاتا"....... صفدر نے کہا۔

"ہم نے تو اس بات کا بھی خیال رکھا ہے کہ کہیں تابندہ کی نگرانی تو نہیں ہو رہی اور اس کو چیک کرنے کے لئے ہم نے بعض جگہوں پر اپنے آپ کو اس انداز میں ظاہر کیا کہ ہم تم دونوں کی نگرانی کر رہے ہیں تاکہ اگر کوئی تابندہ کی نگرانی کر رہا ہو تو وہ سامنے آسکے لیکن ایسا بھی نہیں ہوا"....... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"میں نے بھی باتوں باتوں میں اسے ٹٹولنے کی کوشش کی ہے لیکن بظاہر شک والی کوئی بات سامنے نہیں آئی"....... تنویر نے کہا۔

"تو پھر مبارک ہو"....... صفدر نے کہا تو تنویر بے اختیار چونک پڑا۔

"کس بات کی مبارک"....... تنویر نے حیران ہو کر پوچھا۔

"تمہارا مسئلہ تو حل ہوا۔ تابندہ کو واپس جانے سے روک دو۔ چیف سے اجازت تمہیں جولیا لے کر دے دے گی اور پھر بقول عمران صاحب کے ٹیاؤں ٹیاؤں اور چیاؤں میاؤں"....... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا تو کیپٹن شکیل بھی بے اختیار ہنس پڑا۔

"تمہارا مطلب ہے کہ میں عمران کے لئے میدان کھلا چھوڑ دوں"۔ تنویر نے مسکرا کر کہا۔

"کیا مطلب۔ کیا دو دو کا ارادہ ہے"....... صفدر نے چونک کر کہا تو اس بار تنویر اور کیپٹن شکیل دونوں بے اختیار ہنس پڑے۔

"نہیں میرا مطلب ہے کہ پھر عمران جولیا سے شادی کر لے گا اور یہ مجھے گوارا نہیں ہے"....... تنویر نے کہا۔

"یعنی تم صرف اس لئے جولیا کے ساتھ اپنے آپ کو اٹیچ کئے ہوئے ہو کہ عمران جولیا کے ساتھ شادی نہ کر لے"....... صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"مجھے تابندہ سے کوئی دلچسپی نہیں ہے سمجھے۔ بس میرا یہی جواب ہے"....... تنویر نے اس بار انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"تو کس سے دلچسپی ہے"....... صفدر نے شرارت بھرے لہجے میں کہا۔

"اب یہ بتانے کی ضرورت نہیں ہے اس لئے چھوڑو اس موضوع کو کوئی اور بات کرو"...... تنویر نے مسکراتے ہوئے کہا۔ وہ ظاہر ہے براہ راست جولیا سے دلچسپی کا اظہار کرنے سے کترا رہا تھا۔

"اگر عمران صاحب کو تابندہ سے ملوا دیا جائے تو پھر تمہارا کیا رد عمل ہو گا"...... صفدر نے کہا تو تنویر بے اختیار چونک پڑا۔

"کیا مطلب میں سمجھا نہیں تمہاری بات"...... تنویر نے حیران ہو کر پوچھا۔

"اگر عمران صاحب تمہارے لئے میدان کھلا چھوڑ دیں پھر"۔ صفدر نے دوسرے زاویئے سے بات کرتے ہوئے کہا۔

"یہ کیسے ممکن ہے عمران کے جذبات جولیا کے لئے مجھ سے زیادہ شدید ہیں"...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ وہ ظاہر ہے صفدر کی بات سمجھ گیا تھا۔

"اس کے باوجود تم اپنی بات پر اڑے ہوئے ہو"...... صفدر نے کہا۔

"ہاں یہ میری مجبوری ہے"...... تنویر نے دو ٹوک لہجے میں جواب دیا تو صفدر نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

"حیرت انگیز معاملہ ہے۔ بہرحال اب کیا کرنا ہے۔ مس تابندہ مزید کتنے روز یہاں رہے گی"...... صفدر نے کہا۔

"اس کا تو کہنا ہے کہ وہ ویسے تو ایک ماہ یہاں رہنے کا ارادہ کر کے آئی ہے لیکن جس وقت بھی اس کا موڈ آف ہوا وہ واپس چلی جائے

گی"...... تنویر نے جواب دیا۔

"مس تابندہ کے بارے میں اگر کارمن سے بھی معلومات حاصل کر لی جائیں تو میرا خیال ہے کہ ہر قسم کا شک ختم ہو جائے گا"۔ اچانک کیپٹن شکیل نے کہا تو تنویر بے اختیار چونک پڑا اور صفدر کے چہرے پر بھی حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"کیا اس کی ضرورت ہے"...... صفدر نے حیران ہو کر کہا۔

"میں تو تنویر کی وجہ سے کہہ رہا ہوں ورنہ میرے خیال کے مطابق تو اس کی ضرورت نہیں ہے"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"چھوڑو اب اس سلسلے کو۔ زیادہ سے زیادہ یہی ہو سکتا ہے کہ جب تک تابندہ یہاں موجود ہو اس سے چند ملاقاتیں مزید کر لی جائیں"...... تنویر نے بیزار سے لہجے میں کہا۔

"لیکن اب تمہیں یہ فلیٹ چھوڑنا ہو گا"...... صفدر نے کہا۔

"وہ کیوں"...... تنویر نے چونک کر پوچھا۔

"کیونکہ بہرحال ایک غیر ملکی عورت نے یہ فلیٹ دیکھ لیا ہے اور تم جانتے ہو کہ چیف ان معاملات میں کتنا سخت ہے"...... صفدر نے کہا۔

"چیف کو اس بارے میں یقیناً علم ہو گا لیکن اس نے کوئی ہدایت نہیں دی۔ اس کا تو یہ مطلب ہے کہ وہ اسے اہمیت نہیں دے رہا"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"چیف کو کیسے معلوم ہو سکتا ہے۔ وہ ہماری نگرانی تو نہیں

کراتا رہتا"....... تنویر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"پہلی بات تو یہ ہے کہ جولیا نے لازماً چیف کو رپورٹ دے دی ہو گی۔ دوسری بات یہ کہ چیف بہرحال اپنے ممبرز کی نقل و حرکت سے آگاہ رہتا ہے۔ کیسے رہتا ہے اس کا مجھے علم نہیں ہے"....... صفدر نے جواب دیتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی ساتھ پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی اور تینوں چونک پڑے۔ تنویر نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"تنویر بول رہا ہوں"....... تنویر نے کہا۔ صفدر نے اس دوران ہاتھ بڑھا کر لاؤڈر کا بٹن آن کر دیا تھا۔

"جولیا بول رہی ہوں تنویر۔ تابندہ کے بارے میں تم نے کوئی رپورٹ ہی نہیں دی"....... جولیا کی مسکراتی ہوئی آواز سنائی دی۔

"کیا رپورٹ دیتا۔ سب اوکے ہے۔ صفدر اور کیپٹن شکیل نے اس کی نگرانی کی ہے۔ میں نے بھی اس سے باتوں ہی باتوں میں پوچھ گچھ کی ہے لیکن کسی قسم کی کوئی شبہ والی بات سامنے ہی نہیں آئی"....... تنویر نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

"میرا پہلے ہی یہی خیال تھا۔ وہ بیچاری اتنی دور سے اپنے کزن سے ملاقات کے لئے آئی اور کزن صاحب نے اسے مشکوک سمجھنا شروع کر دیا"....... جولیا نے ہنستے ہوئے کہا۔

"ہماری تو اب یہ حالت ہو گئی ہے مس جولیا کہ کوئی اگر ہمیں گھور کر دیکھ لے تو ہم چونک پڑتے ہیں کہ شاید کوئی دشمن ایجنٹ نہ

ہو"....... تنویر نے جواب دیا اور دوسری طرف سے جولیا بے اختیار ہنس پڑی۔

"پھر ایسا کیوں نہ کیا جائے کہ تمہاری کزن کی آمد کی خوشی میں ایک بڑی دعوت دی جائے جس میں ہم سب شامل ہوں"....... جولیا نے کہا۔

"لیکن میں سب کے بارے میں اسے بتاؤں گا کیا"....... تنویر نے حیران ہو کر پوچھا۔

"تم نے اپنے بارے میں اسے کیا بتایا ہے"....... جولیا نے جواب دینے کی بجائے الٹا سوال کر دیا۔

"وہ تو بار بار یہ شک ظاہر کر رہی تھی کہ میرا تعلق پولیس سے ہے۔ اس کا کہنا تھا کہ میں جس طرح کے سوالات کرتا ہوں اور جس طرح کی باتیں کرتا ہوں اس طرح کی باتیں پولیس یا خفیہ پولیس والے کرتے ہیں لیکن میں نے اسے بتایا کہ میرا امپورٹ ایکسپورٹ کا فری لانسنگ بزنس ہے۔ میرا مطلب ہے کہ میں آرڈر بکنگ کرتا ہوں اور پھر آرڈرز کو فارورڈ کر کے ان سے کمیشن وصول کرتا ہوں کیونکہ اگر میں یہ بات نہ کرتا تو پھر مجھے اپنا آفس دکھانا پڑتا"۔ تنویر نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تو تم ہمیں اپنے کاروباری ساتھی بتا دینا"....... جولیا نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے جیسے تم کہو مجھے کیا اعتراض ہو سکتا ہے"....... تنویر

نے جواب دیا۔

"لیکن یہ پارٹی میری طرف سے ہو گی تمہاری طرف سے نہیں اور عمران بھی اس میں شامل ہو گا"...... جولیا نے کہا تو تنویر بے اختیار چونک پڑا۔

"عمران کی بات نہ کرو۔ اس نے تو میرا تماشہ بنا دینا ہے"۔ تنویر نے کہا۔

"ایسی کوئی بات نہیں۔ میں اسے سمجھا دوں گی"...... جولیا نے ہنستے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے جیسے تمہاری مرضی"...... تنویر نے کہا۔

"تو پھر آج شام شیراز میں دعوت طے ہو گئی۔ میں تمام ساتھیوں کو خود ہی اطلاع کر دوں گی تم تابندہ کو ساتھ لے آنا"۔ جولیا نے کہا۔

"ٹھیک ہے"...... تنویر نے کہا تو دوسری طرف سے خدا حافظ کہہ کر رسیور رکھ دیا گیا اور تنویر نے بھی ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

"تابندہ کو فون کر کے کہہ دو۔ خواتین تیار ہونے میں کافی وقت لیتی ہیں اس لئے ایسا نہ ہو کہ ہم وہاں بیٹھے انتظار کرتے رہیں اور وہ تیار ہوتی رہے"...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا تو تنویر نے اثبات میں سر ہلایا اور رسیور اٹھا کر اس نے تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"ہوٹل لارڈ"...... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"روم نمبر اٹھارہ دوسری منزل مس تابندہ سے ملاقات کرائیں میں تنویر بول رہا ہوں"...... تنویر نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"یس سر ہولڈ آن کریں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو تابندہ بول رہی ہوں"...... چند لمحوں بعد تابندہ کی آواز سنائی دی۔

"تنویر بول رہا ہوں تابندہ۔ میرے کاروباری دوست تمہارے اعزاز میں پارٹی دینا چاہتے ہیں آج شام کو ہوٹل شیراز میں۔ تم تیار رہنا میں تمہیں لینے کے لئے آجاؤں گا"...... تنویر نے کہا۔

"اچھا۔ یہ تو میرے لئے انتہائی خوشی کی بات ہے۔ میں تیار رہوں گی"...... دوسری طرف سے تابندہ نے مسرت بھرے لہجے میں کہا اور تنویر نے مسکراتے ہوئے خدا حافظ کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

عمران آسیہ کمال سے ملاقات کے بعد سیدھا دانش منزل پہنچا۔ وہ
جیسے ہی آپریشن روم میں داخل ہوا بلیک زیرو احتراماً اٹھ کھڑا ہوا۔
"بیٹھو"....... عمران نے سلام دعا کے بعد سنجیدہ لہجے میں کہا تو
بلیک زیرو کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔
"خیریت۔ آپ کے چہرے پر اس قدر سنجیدگی کیوں ہے"۔ بلیک
زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔
"ملک کا ایک انتہائی قیمتی اثاثہ چوری کئے جانے کی کوشش کی
جا رہی ہے اور سیکرٹ سروس کو علم ہی نہیں"....... عمران نے اسی
طرح سنجیدہ لہجے میں کہا تو بلیک زیرو بے اختیار چونک پڑا۔
"قیمتی اثاثہ۔ کیا مطلب۔ کیا نوادرات وغیرہ کی چوری کا کوئی
سلسلہ ہے لیکن ایسے کیس تو سیکرٹ سروس کے دائرہ کار میں نہیں
آتے"....... بلیک زیرو نے پہلے کی طرح حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ویسے تو نوادرات ہی اثاثہ ہوتے ہیں لیکن یہ اثاثہ ایسا ہے کہ
اگر اسے چوری کر لیا گیا تو سمجھو پاکیشیا کا شاندار مستقبل خطرے میں
پڑ جائے گا۔ یہاں بسنے والے کروڑوں افراد کی معاشی خوشحالی ختم ہو
جائے گی"....... عمران نے اسی طرح سنجیدہ لہجے میں کہا۔
"اوہ۔ ایسی کیا چیز ہے کچھ بتائیں تو سہی"....... بلیک زیرو نے
چونک کر کہا۔
"گندم کے چار پیکٹ چوری کئے جا رہے ہیں۔ جن میں سے ہر
پیکٹ میں ایک یا ڈیڑھ کلو گندم ہے"....... عمران نے کہا تو بلیک
زیرو بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔
"اچھا مذاق ہے۔ یہ واقعی انتہائی قیمتی اثاثہ ہے"....... بلیک زیرو
نے ہنستے ہوئے کہا۔
"تم ہنس رہے ہو۔ اس کا مطلب ہے کہ میری طرح تمہیں بھی
اس بات پر یقین نہیں آیا کہ گندم کے یہ چار پیکٹ پاکیشیا اور
پاکیشیا تو کیا پوری دنیا کے اربوں کھربوں انسانوں کے لئے انتہائی
اہمیت رکھتے ہیں"....... عمران نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔
"عمران صاحب اس قدر سنجیدگی سے مذاق نہ کیا کریں۔ میں تو
واقعی پریشان ہو گیا تھا"....... بلیک زیرو نے کہا۔
"اس کا مطلب ہے کہ تمہیں بھی وہ تفصیل بتائی جائے جو مجھے
بتائی گئی ہے اور جسے سننے کے بعد میرا دل کہہ رہا ہے کہ اس خاتون
کی عظمت کا ایک لمبا چوڑا قصیدہ لکھوا کر پورے پاکیشیا کے گلی

کوچوں میں اس قصیدے کی کاپیاں تقسیم کر دوں لیکن افسوس کہ میں شاعر نہیں ہوں اور حقیقت پوچھو تو آج مجھے شاعروں پر بے پناہ رشک آ رہا ہے"....... عمران نے کہا تو بلیک زیرو ایک بار پھر ہنس پڑا۔

"آپ یہ قصیدہ نثر میں بھی کہہ سکتے ہیں"....... بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے کہا۔ ظاہر ہے وہ یہی سمجھ رہا تھا کہ عمران مذاق کر رہا ہے۔

"ہاں آج تک میرا بھی یہی خیال تھا کہ میں جس طرح چاہوں اپنے جذبات کے اظہار پر قادر ہوں لیکن آج پہلی بار مجھے احساس ہوا ہے کہ میرے پاس وہ الفاظ ہی نہیں ہیں جن سے میں مس آسیہ کمال کی عظمت کو بیان کر سکوں۔ آج مجھے حقیقتاً محسوس ہوا ہے کہ میں مفلس و قلاش ہوں"....... عمران نے کہا تو بلیک زیرو کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

"مس آسیہ کمال۔ وہ کون ہیں"....... بلیک زیرو نے کہا۔

"یہی تو المیہ ہے کہ ہم پاکیشیائی اپنے عظیم محسنوں کا نام تک نہیں جانتے"....... عمران نے کہا۔

"عمران صاحب پلیز اب اس سے زیادہ سسپنس برداشت نہیں ہو سکے گا"....... بلیک زیرو نے انتہائی منت بھرے لہجے میں کہا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

"اچھا تو پھر سنو اور پورے ہوش و حواس میں رہ کر عظمت و

قربانی کی حقیقی کہانی سنو۔ مس آسیہ کمال ایک زرعی سائنس دان ہیں اور انہوں نے گندم کا ایک ایسا بیج تیار کیا ہے جس سے ملک کی سیم و تھور زدہ زمینوں پر گندم کی فصل لہلہا اٹھے گی۔ سیم و تھور کے بارے میں تم جانتے ہو گے۔ نہیں جانتے تو میں بتا دیتا ہوں کہ ہمارے ملک میں دریاؤں اور نہروں کی کثرت ہے اور بارشیں بھی خوب ہوتی ہیں اس کی وجہ سے زمینوں میں پانی کی سطح بلند ہو جاتی ہے یہاں تک کہ یہ پانی زمین کی سطح پر آ جاتا ہے اور پھر اس کی وجہ سے تھور پیدا ہو جاتا ہے۔ سفید رنگ کا نمکین مادہ جو زمین کی سطح پر جھاگ کی طرح جم جاتا ہے جسے شور بھی کہا جاتا ہے، اس سیم و تھور سے زمین ہر لحاظ سے ناقابل کاشت ہو جاتی ہے۔ تم خود سوچو اگر اس سیم و تھور زدہ زمینوں پر گندم کی فصل لہلہا رہی ہو اور پھر عام زرخیز زمین سے بھی زیادہ پیداوار دے تو کیا ہو گا۔ کیا ہمارے ملک میں غذا کی کوئی کمی رہ جائے گی۔ بولو"....... عمران نے کہا۔

"یہ کیسے ممکن ہے عمران صاحب کہ سیم و تھور زدہ زمین میں گندم کاشت ہو سکے۔ ایسا تو سوچنا ہی حماقت ہے۔ یہ تو ناممکن ہے۔ گندم تو ایک طرف رہی وہاں دنیا کی کوئی فصل کسی صورت میں ہو ہی نہیں سکتی"....... بلیک زیرو نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

"اسی ناممکن کو مس آسیہ کمال نے اپنی زندگی کے بیس سال صرف کر کے ممکن بنایا ہے اور اب جب یہ ممکن ہو گیا ہے تو اس کے بیس سالوں کی محنت کو چرائے جانے کی کوشش کی جا رہی ہے

اور نہ صرف اس کی محنت بلکہ پاکیشیا کا روشن مستقبل چرایا جا رہا ہے"...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو کے چہرے پر ایسے تاثرات ابھر آئے جیسے اسے عمران کی بات پر سرے سے یقین ہی نہ آیا ہو۔

"کیا واقعی ایسا ممکن ہے عمران صاحب۔ یہ تو افسانوی بات ہے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"میں بھی پہلے اسی طرح سمجھا تھا لیکن جب مس آسیہ کمال نے مجھے تفصیل بتائی تو مجھے یقین آگیا۔ اسی لئے تو میں اس کی عظمت کا قصیدہ لکھنا چاہتا تھا"...... عمران نے کہا۔

"حیرت ہے۔ مجھے تو واقعی یقین نہیں آرہا"...... بلیک زیرو نے کہا تو عمران نے سرسلطان کے فون آنے سے لے کر آسیہ کمال سے ملاقات اور پھر آسیہ کمال کی بتائی ہوئی ساری تفصیل دوہرا دی تو بلیک زیرو کے چہرے پر بھی حیرت کے ساتھ ساتھ تحسین کے تاثرات ابھر آئے۔

"اوہ۔ اوہ واقعی۔ آپ درست کہہ رہے ہیں۔ اوہ یہ تو اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے۔ مس آسیہ کمال نے تو واقعی ناممکن کو ممکن بنا دیا ہے اور عمران صاحب اس سے تو نہ صرف پاکیشیا گندم میں خود کفیل ہو جائے گا بلکہ وہ تو گندم باہر بھیجنے کے بھی قابل ہو جائے گا۔ حیرت انگیز۔ یہ تو واقعی ایسا کارنامہ ہے جس پر قصیدے لکھے جانے چاہئیں۔ حیرت ہے کہ یہاں پاکیشیا میں اس قدر عظیم کام ہو رہا ہے اور ہمیں اس کا علم تک نہیں"...... بلیک زیرو نے انتہائی تحسین

بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ میری بھی یہی حالت ہوئی تھی۔ میں آسیہ کمال کی رہائش گاہ سے سیدھا یہاں آرہا ہوں اور یقین کرو پورے راستے میں یہ سوچتا آیا ہوں کہ ہم اپنے ملک بلکہ اپنا ملک کیا پوری دنیا کے محسنوں کے بارے میں سرے سے کچھ جانتے ہی نہیں کیونکہ یہ بیج جب پوری دنیا میں اوپن کیا جائے گا تو پوری دنیا کی سیم و تھور زدہ زمین گندم اگلنا شروع کر دے گی اور کروڑوں اربوں لوگ غذائی قلت کا شکار ہو کر بھوک سے ایڑیاں رگڑ رگڑ کر مرنے سے بچ جائیں گے"...... عمران نے کہا اور بلیک زیرو نے اس انداز میں سر ہلا دیا جیسے وہ عمران سے سو فیصد متفق ہو۔

"لیکن عمران صاحب اس بیج کو کون چرا رہا ہے اور کیوں۔ اسے اس سے کیا فائدہ ہو گا"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"یہی بات تو میری سمجھ میں نہیں آرہی کیونکہ یہ بیج ابھی تجرباتی مراحل میں ہے اور پھر اسے تو ویسے بھی پوری دنیا میں اوپن کر دیا جائے گا پھر اس حالت میں اسے چرانے کا کسی کو کیا فائدہ ہو گا"۔ عمران نے کہا۔

"کہیں یہ کام کوئی زرعی سائنس دان تو نہیں کر رہا۔ وہ اس کا کریڈٹ خود لینا چاہتا ہو"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"نہیں۔ یہاں پاکیشیا میں سب زرعی سائنس دان جانتے ہوں گے کہ یہ کام آسیہ کمال کا ہے۔ آخر بیس سال طویل عرصہ ہے"۔

عمران نے جواب دیا۔

"کسی غیر ملک کا زرعی سائنس دان بھی تو اس کا کریڈٹ لے سکتا ہے"....... بلیک زیرو نے کہا۔

"ہاں ایسا ہو سکتا ہے۔ اوہ۔ واقعی ایسا ہو سکتا ہے کہ وہ اس بیج کو چرا کر اپنے ملک میں ڈویلپ کر لے اور پھر پاکیشیا سے پہلے اسے دنیا پر اوپن کر کے اس کا تمام کریڈٹ خود لے جائے واقعی ایسا ممکن ہو سکتا ہے"....... عمران نے کہا اور بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"پھر آپ نے کیا سوچا ہے"....... بلیک زیرو نے کہا۔

"فی الحال تو میں اس انسٹی ٹیوٹ کا دورہ کروں گا۔ وہاں آسیہ کمال کا سیکشن چیک کروں گا۔ ظاہر ہے یہ کام اگر ہو گا تو وہاں کے کسی ملازم کے ذریعے ہی ہو گا"....... عمران نے کہا اور بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

تابندہ دارالحکومت کے نیشنل پارک کی ایک بیچ پر بیٹھی وہاں موجود مردوں اور عورتوں کو دیکھنے میں مصروف تھی۔ اس کے جسم پر مقامی لباس ہی تھا اور اس لباس میں وہ مقامی لڑکی ہی لگ رہی تھی۔ اسے وہاں بیٹھے ہوئے تقریباً آدھا گھنٹہ گزر گیا تھا کہ اچانک ایک دبلا پتلا نوجوان بیچ کے قریب آیا اور تابندہ نے اسے چونک کر دیکھا۔ نوجوان خاموشی سے بیچ کی سائیڈ پر بیٹھ گیا۔ بیچ پر بیٹھتے ہی اس نے اپنی جیب سے سرخ رنگ کا رومال نکالا اور پھر اس نے رومال کو ایک مخصوص انداز میں تہہ کر کے اپنے کوٹ کی اوپر والی جیب میں رکھا تو تابندہ بے اختیار چونک پڑی۔

"کیا آپ سے تعارف ہو سکتا ہے مسٹر"....... تابندہ نے مسکراتے ہوئے اس نوجوان سے کہا تو نوجوان بے اختیار مسکرا دیا۔

"جی ہاں کیوں نہیں لیکن پہلے آپ اپنا تعارف کرا دیجئے کیونکہ کارمن کی طرح یہاں بھی لیڈیز فرسٹ کا اصول قائم ہے"۔ نوجوان نے مسکراتے ہوئے جواب دیا تو تابندہ کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات ابھر آئے کیونکہ جس سے ملاقات کے لئے وہ یہاں موجود تھی وہ یہی نوجوان تھا۔ رومال کو نکال کر مخصوص انداز میں تہہ کرنا اور پھر جیب میں ڈالنا اور پھر اس کا یہ فقرہ یہ سب کوڈ تھے جو پہلے سے باقاعدہ طے شدہ تھے۔

"میرا نام تابندہ ہے"...... تابندہ نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"میرا نام راشد ہے۔ آپ نے سر پر جو ملٹی کلر رومال باندھا ہوا ہے یہ کہاں کا بنا ہوا ہے"۔ نوجوان نے کہا تو تابندہ ایک بار پھر ہنس پڑی۔

"یہ کارمن کا بنا ہوا ہے"...... تابندہ نے کہا تو راشد نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔ اس کے چہرے پر اب گہرے اطمینان کے تاثرات نمایاں تھے۔

"میں نے بڑی مشکل سے پورے پارک میں گھوم کر آپ کو تلاش کیا ہے۔ یہاں اس قدر رش تھا کہ مجھے سمجھ نہ آ رہی تھی کہ آپ کو کیسے اور کہاں تلاش کیا جائے بہرحال آپ تک چونکہ پیغام پہنچانا ضروری تھا اس لئے مجھے بہرحال کوشش تو کرنی تھی"...... راشد نے اس بار انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"کیسا پیغام"...... تابندہ نے چونک کر پوچھا۔

"آپ کی نگرانی ہو رہی ہے اور یہ نگرانی ملٹری انٹیلی جنس کر رہی ہے"...... راشد نے کہا تو تابندہ کے چہرے پر انتہائی حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

"ملٹری انٹیلی جنس اور میری نگرانی۔ کیا مطلب"...... تابندہ نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"آپ جن صاحب کے ساتھ گھومتی پھر رہی ہیں اس کا تعلق بھی ملٹری انٹیلی جنس سے ہے اور اس کے بھی دو ساتھی خفیہ طور پر آپ کی مسلسل نگرانی کر رہے ہیں حتیٰ کہ آپ کے کاغذات بھی ہوٹل سے حاصل کئے گئے ہیں اور آپ کا کمرہ بھی چیک کیا جا رہا ہے"۔ راشد نے جواب دیا۔

"کیا راسٹر ان لوگوں کو جانتا ہے"...... تابندہ نے ہونٹ چباتے ہوئے پوچھا۔

"مجھے تو نہیں معلوم۔ مجھے تو راسٹر نے جو پیغام دیا ہے وہ میں نے آپ تک پہنچا دیا ہے۔ ویسے اگر آپ چاہیں تو راسٹر سے براہ راست بات بھی کر سکتی ہیں کیونکہ اس وقت آپ کی نگرانی نہیں ہو رہی"۔ راشد نے جواب دیا۔

"کیا آپ بھی کارمن کے شہری ہیں یا آپ کو مقامی طور پر ہائر کیا گیا ہے"...... تابندہ نے پوچھا۔

"ہمارا تعلق یہاں کے ایک مقامی گروپ سے ہے۔ ہمارے

گروپ سے راسٹر صاحب کا رابطہ ہے اور راسٹر صاحب کے کہنے پر ہم کام کر رہے ہیں۔ مجھے راسٹر صاحب نے یہ سارے کوڈ بتا کر یہاں پیغام دے کر بھجوایا ہے کیونکہ وہ اس نگرانی کی وجہ سے براہ راست آپ سے نہ ہی کوئی بات کرنا چاہتے ہیں اور نہ آپ سے براہ راست رابطہ رکھنا چاہتے ہیں"....... راشد نے جواب دیا۔

"تو پھر میں راسٹر سے کیسے رابطہ کروں"....... تابندہ نے کہا۔

"میں نمبر بتا دیتا ہوں آپ اس نمبر پر کسی پبلک فون بوتھ سے انہیں کال کر سکتی ہیں۔ میں آپ کے ارد گرد رہوں گا۔ اگر کال کے دوران کوئی نگرانی کرنے والا نظر آیا تو میں آپ کو سر پر ہاتھ پھیر کر مخصوص اشارہ کر دوں گا ورنہ آپ اطمینان سے بات چیت کرتی رہیں"۔ راشد نے کہا۔

"ٹھیک ہے کیا نمبر ہے"....... تابندہ نے کہا تو راشد نے نمبر بتا دیا۔

"کیا اس نمبر پر براہ راست راسٹر سے بات ہو گی"....... تابندہ نے پوچھا۔

"جی ہاں لیکن آپ نے اپنا نام آصفہ بتانا ہے اور راسٹر صاحب کا نام آپ جانسن لیں گی۔ ویسے جس نمبر پر راسٹر صاحب موجود ہیں وہ محفوظ نمبر ہے اس لئے آپ کھل کر بات کر سکتی ہیں"....... راشد نے کہا تو تابندہ سر ہلاتی ہوئی اٹھی اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتی اس طرف کو بڑھ گئی جہاں پبلک فون بوتھ موجود تھا۔ یہاں دارالحکومت میں

ایک ہی کمپنی کی طرف سے پبلک فون بوتھ نصب کئے گئے تھے اس لئے اس نے پہلے ہی اس کمپنی کی طرف سے ایک کارڈ خرید رکھا تھا جس کی مدد سے وہ ایک سو کالیں کر سکتی تھی۔ اس نے ایک خالی فون بوتھ کا دروازہ کھولا اور اندر داخل ہو کر اس نے پرس سے کارڈ نکالا اور کارڈ کو مخصوص خانے میں دبا کر اس نے رسیور اٹھایا اور وہ نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے جو اس نوجوان راشد نے بتائے تھے۔

"یس"....... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی اور تابندہ آواز سنتے ہی پہچان گئی کہ یہ راسٹر کی آواز ہے۔

"آصفہ بول رہی ہوں"....... تابندہ نے اپنا نام بدل کر بولتے ہوئے کہا۔

"یس جانسن بول رہا ہوں میڈم"....... دوسری طرف سے مودبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"یہ تم نے کیا پیغام بھیجا ہے کہ میری نگرانی ملٹری انٹیلی جنس کے ایجنٹ کر رہے ہیں"....... تابندہ نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ ایسا ہی ہے میڈم اور اسی وجہ سے مجھے راشد کو بھیجنا پڑا ہے"....... راسٹر نے جواب دیا۔

"تمہیں کیسے معلوم ہوا ہے کہ نگرانی کی جا رہی ہے اور نگرانی کرنے والوں کا تعلق ملٹری انٹیلی جنس سے ہے"....... تابندہ نے

ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔
"میڈم جس نوجوان سے آپ کی اکثر ملاقات ہو رہی ہے اس کا مخصوص قدوقامت اور اس کا انداز یہ سب کچھ بتا رہا ہے کہ اس کا تعلق کسی حساس ایجنسی سے ہے۔ آپ دونوں کی نگرانی بھی دو آدمی کر رہے ہیں۔ ان دونوں کا انداز اور قدوقامت بھی ایسا ہے کہ جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان کا تعلق بھی ملٹری انٹیلی جنس سے ہے اور پھر ان کی نگرانی کرنے کا انداز بھی بے حد ماہرانہ ہے اور یہ انتہائی تربیت یافتہ لوگ لگتے ہیں"....... راسٹر نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا تو تابندہ بے اختیار ہنس پڑی۔
"سنو راسٹر جس آدمی سے میں مل رہی ہوں اس کا تعلق ملٹری انٹیلی جنس سے ہے یا کسی دیگر ایجنسی سے لیکن وہ میرا کزن ہے اور میں نے اسے خود تلاش کیا ہے اور اس سے ملی ہوں۔ تمہیں شاید معلوم نہ ہو کہ میرے آباؤ اجداد کا تعلق اس علاقے سے رہا ہے اس لئے جب میں پاکیشیا آنے لگی تھی تو میں خاص طور پر وہاں سے اپنے آباؤ اجداد کے بارے میں ثبوت لے کر یہاں آئی تھی تاکہ یہاں میں اپنے کزن کو تلاش کر سکوں۔ تم تو اب پاکیشیا پہنچے ہو جبکہ میں تم سے پہلے اس علاقے میں بھی ہو آئی ہوں جہاں سے میرے آباؤ اجداد کا تعلق ہے اور پھر اس شخص جس کا نام تنویر ہے ایک اتفاق کی وجہ سے ملاقات ہو گئی اور وہ میرا کزن ہے۔ میں نے بھی محسوس کیا ہے کہ اس کا تعلق پولیس یا خفیہ پولیس سے ہو سکتا ہے لیکن چونکہ میرا

مشن ایسا ہے کہ اس کا کوئی تعلق حکومت یا اس کے کسی ایسے ادارے سے نہیں ہے جس سے انٹیلی جنس یا کسی خفیہ ادارے کو کوئی دلچسپی ہو اس لئے مجھے اس بات کی کوئی پرواہ نہیں ہے۔ چونکہ میں اس سے اچانک اور خود جا کر ملی ہوں اس لئے ہو سکتا ہے کہ اسے شک پڑا ہو اور اس کے ساتھیوں نے ہماری نگرانی کی ہو لیکن تمہیں میری طرف سے بے فکر رہنا چاہئے تم نے اپنا کام کرنا ہے"....... تابندہ نے اس بار قدرے سخت لہجے میں کہا۔
"ٹھیک ہے میڈم۔ اب چونکہ آپ نے وضاحت کر دی ہے اس لئے اب مجھے کوئی فکر نہیں رہی ورنہ میں حقیقتاً بے حد پریشان ہو گیا تھا"....... راسٹر نے جواب دیا۔
"تم بتاؤ کہ تم نے اب تک کیا کیا ہے کیونکہ تمہاری طرف سے مال ملنے کے بعد ہی میں اپنے مشن پر کام شروع کروں گی"۔ تابندہ نے کہا۔
"میں نے یہاں پہنچ کر ایک گروپ سے رابطہ کیا ہے۔ اس گروپ نے انسٹی ٹیوٹ کے ایک ملازم سے رابطہ کیا اور پھر اس ملازم نے اس انسٹی ٹیوٹ کے گندم سیکشن کی تلاشی لی ہے لیکن اسے ہماری مطلوبہ چیز کہیں نہیں مل سکی۔ اس نے اس سیکشن کی انچارج آسیہ کمال کی رہائش گاہ کی بھی تلاشی لی ہے لیکن وہاں سے بھی مطلوبہ چیز نہیں مل سکی۔ آسیہ کمال ان دنوں چھٹی پر گئی ہوئی ہیں اس لئے اس کا سیکشن آف ہے۔ چنانچہ اب میں نے یہی سوچا ہے کہ اس آسیہ

کمال کو ہی اغوا کر کے اس سے مطلوبہ چیز حاصل کر لی جائے لیکن اس کے لئے آپ کی اجازت کی بھی ضرورت ہے"۔ راسٹر نے کہا۔

"آسیہ کمال اس سائنس دان کا نام ہے جو مطلوبہ ٹارگٹ پر کام کر رہی ہے"...... تابندہ نے کہا۔

"جی ہاں"...... راسٹر نے جواب دیا۔

"تمہارا مطلب ہے کہ اس سے جبراً یہ چیز حاصل کر لی جائے"۔ تابندہ نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"یس میڈم اور کیا ہو سکتا ہے"...... راسٹر نے کہا۔

"تم احمق ہو جانسن۔ مکمل احمق۔ اگر یہ کام اس طرح کرنا ہوتا تو اس کے لئے کیا ہماری حکومت کے پاس دوسری ایجنسیاں نہ تھیں۔ اس طرح تو سارا مشن ہی ختم ہو جائے گا۔ ہم نے وہاں سے اپنی چیز اس انداز میں حاصل کرنی ہے کہ کسی کو معلوم تک نہ ہو سکے اور تم کہہ رہے ہو کہ ہم اس سائنس دان کو اغوا کر کے اس سے جبراً یہ چیز حاصل کر لیں"...... تابندہ نے اس بار انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"لیکن مجھے تو چیف نے کہا تھا کہ یہ کام ہر صورت میں ہونا چاہئے اس وجہ سے میں نے یہ بات کی ہے میڈم۔ میرا خیال تھا کہ وہاں سے وہ چیز مل جائے گی اور میں اسے آپ تک پہنچا دوں گا لیکن اب یہ مشن کیسے مکمل ہو گا"...... راسٹر نے کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ تم اپنے مشن میں مکمل طور پر ناکام ہو گئے

ہو۔ بہر حال ٹھیک ہے اب یہ کام بھی مجھے خود ہی کرنا ہو گا۔ کہاں ہے وہ انسٹی ٹیوٹ اس کا مکمل پتہ کیا ہے اور آسیہ کمال چھٹی لے کر کہاں گئی ہوئی ہے۔ اس کا پتہ کیا ہے"...... تابندہ نے کہا تو راسٹر نے اسے انسٹی ٹیوٹ کا پتہ بتانے کے ساتھ ساتھ اس کالونی کا پتہ اور کوٹھی نمبر بھی بتا دیا جہاں آسیہ کمال رہتی ہے۔

"ٹھیک ہے تم کارمن واپس چلے جاؤ۔ اب یہ کام میں اکیلے کر لوں گی"...... تابندہ نے کہا۔

"اگر آپ کہیں تو آپ کی حفاظت کے لئے یہاں کام کروں"۔ راسٹر نے کہا۔

"کس قسم کی حفاظت۔ مجھے یہاں کیا خطرہ ہے"...... تابندہ نے چونک کر کہا۔

"کسی بھی وقت کچھ بھی ہو سکتا ہے میڈم اور یہاں آپ مکمل طور پر اجنبی ہیں"...... راسٹر نے کہا۔

"میں نے کوئی ایسا کام نہیں کرنا جس سے میری زندگی کو خطرہ ہو۔ ایک زرعی سائنس دان سے ملنے اور جو عورت بھی ہے اور اس انسٹیٹیوٹ کا دورہ کرنے میں مجھے کیا خطرہ ہو سکتا ہے۔ نانسنس"۔ تابندہ نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"اوکے ٹھیک ہے جیسے آپ کا حکم میڈم۔ پھر میں چیف کو جا کر کیا رپورٹ دوں"...... راسٹر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"میں خود چیف سے بات کر لوں گی۔ تم نے بس یہی کہنا ہے کہ

میں نے تمہیں واپس بھجوا دیا ہے"...... تابندہ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ایک جھٹکے سے رسیور کریڈل پر رکھا اور پھر کارڈ نکال کر اس نے جیب میں ڈالا اور فون بوتھ سے باہر نکل کر وہ تیز تیز قدم اٹھاتی پارک کے بیرونی گیٹ کی طرف بڑھتی چلی گئی۔ پارک کے باہر ایک طرف باقاعدہ ٹیکسی سٹینڈ بنا ہوا تھا۔ وہ ایک ٹیکسی کی طرف بڑھ گئی۔

"یس مس۔ کہاں جانا ہے آپ نے"...... ٹیکسی کے باہر کھڑے ہوئے ڈرائیور نے اس سے پوچھا۔

"وانش کالونی"...... تابندہ نے جواب دیا۔

"تشریف رکھیں"...... ڈرائیور نے کہا اور پھر خود ہی اس نے پچھلی نشست کا دروازہ کھول دیا۔ تابندہ ٹیکسی میں بیٹھ گئی تو ڈرائیور اپنی سیٹ پر بیٹھا اور چند لمحوں بعد ٹیکسی سڑک پر تیز رفتاری سے آگے بڑھتی چلی جا رہی تھی۔ پھر تقریباً آدھے گھنٹے کے مسلسل سفر کے بعد ٹیکسی ایک رہائشی کالونی میں داخل ہوئی۔

"کوٹھی نمبر بارہ"...... تابندہ نے کہا تو ٹیکسی ڈرائیور نے اثبات میں سر ہلا دیا لیکن پھر ٹیکسی میں انہوں نے تقریباً ساری کالونی گھوم ڈالی لیکن کسی کوٹھی پر بھی کوئی نمبر درج نہ تھا۔

"مس کوٹھی کے مالک کا نام پوچھنا پڑے گا"...... ڈرائیور نے کہا۔

"آسیہ کمال"...... تابندہ نے کہا تو ٹیکسی ڈرائیور نے ایک

سائیڈ پر بنے ہوئے ایک کھوکھے کے قریب ٹیکسی روکی اور پھر نیچے اتر کر وہ کھوکھے کی طرف بڑھ گیا۔ تابندہ سامنے بنی ہوئی قدیم دور کی کوٹھیوں کو بڑی دلچسپی سے دیکھ رہی تھی کہ کچھ فاصلے پر ایک کوٹھی کا پھاٹک کھلا اور ایک جدید ماڈل کی سپورٹس کار اس سے نکلی اور تیزی سے اس طرف کو آنے لگی جس طرف تابندہ کی ٹیکسی موجود تھی۔ چند لمحوں بعد وہ سپورٹس کار قریب سے گزرتی چلی گئی۔ چونکہ سپورٹس کار نہ صرف جدید ساخت کی تھی بلکہ اس کی ساخت بتا رہی تھی کہ وہ خصوصی طور پر بنوائی گئی ہے اس لئے تابندہ اس کار اور اس میں موجود ڈرائیور کو غور سے دیکھ رہی تھی کیونکہ اس کے اپنے پاس بھی سپورٹس کار تھی اور وہ سپورٹس کار رکھنے کی شوقین تھی لیکن یہ سپورٹس کار اس سے زیادہ جدید ماڈل کی تھی۔ کار کی ڈرائیونگ سیٹ پر ایک وجیہہ نوجوان موجود تھا لیکن اس کے چہرے پر گہری سنجیدگی تھی۔ اس نے ٹیکسی کے قریب سے گزرتے ہوئے ایک نظر ٹیکسی اور عقبی سیٹ کی کھڑکی سے جھانکتی ہوئی تابندہ پر ڈالی اور پھر آگے بڑھ گیا۔

"مس ہم خواہ خواہ ادھر ادھر چکراتے رہے ڈاکٹر آسیہ کمال کی کوٹھی وہ سامنے ہے"...... اسی لمحے ٹیکسی ڈرائیور نے دروازہ کھول کر پنی سیٹ پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"کون سی"...... تابندہ نے چونک کر پوچھا۔

"وہی مس جس میں سے عمران صاحب کی سپورٹس کار نکلی

ہے"۔ ڈرائیور نے ٹیکسی سٹارٹ کرتے ہوئے کہا تو تابندہ چونک پڑی۔

"عمران صاحب کی سپورٹس کار۔ کیا مطلب۔ یہ عمران صاحب کون ہیں"...... تابندہ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اوہ آپ انہیں نہیں جانتیں۔ حیرت ہے ورنہ یہاں دارالحکومت میں تو ہر آدمی تقریباً انہیں جانتا ہے۔ انتہائی مخیر اور رحم دل آدمی ہیں۔ سنٹرل انٹیلی جنس بیورو کے ڈائریکٹر جنرل سر عبدالرحمن کے اکلوتے صاحبزادے ہیں۔ یہ ٹیکسی بھی انہوں نے ہی مجھے دلوائی ہے۔ میرے والد سنٹرل انٹیلی جنس بیورو میں چپڑاسی تھے۔ اچانک ان کی وفات ہو گئی اور ہم بے آسرا ہو گئے۔ حکومت کی طرف سے ہمیں خاصی امداد دی گئی لیکن کوئی ذریعہ روزگار نہ تھا۔ مجھے چپڑاسی کی نوکری کی آفر کی گئی لیکن میں چپڑاسی نہ بننا چاہتا تھا۔ پھر عمران صاحب نے مجھے یہ ٹیکسی دلا دی اور اب میں اچھا خاصا کما لیتا ہوں"...... ٹیکسی ڈرائیور نے ٹیکسی آگے بڑھاتے ہوئے کہا تو تابندہ کے ذہن میں بے اختیار دھماکے سے ہونے لگے۔ اسے راسٹر کی بات یاد آ گئی کہ اس کی نگرانی ملٹری انٹیلی جنس کر رہی ہے لیکن اس عمران کے اس ڈاکٹر آسیہ کمال سے ملاقات کا مطلب تھا کہ ملٹری انٹیلی جنس نہیں بلکہ سنٹرل انٹیلی جنس یہ کام کر رہی ہے لیکن وجہ اس کی سمجھ میں نہ آ رہی تھی۔ اسی لمحے ڈرائیور نے ٹیکسی کوٹھی کے بڑے پھاٹک کے سامنے روک دی۔

"کیا میں آپ کی واپسی کا انتظار کروں مس"...... ڈرائیور نے نیچے اتر کر ٹیکسی کا عقبی دروازہ کھولتے ہوئے کہا۔

"ہاں بے فکر رہو کرایہ بھی دوں گی اور بھاری ٹپ بھی"۔ تابندہ نے ٹیکسی سے نیچے اترتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

"یس مس"...... ڈرائیور نے مسکراتے ہوئے کہا تو تابندہ آگے بڑھ گئی۔ اس نے کال بیل کا بٹن پریس کر دیا۔ چند لمحوں بعد چھوٹا پھاٹک کھلا اور ایک نوجوان باہر آ گیا۔

"میرا نام تابندہ ہے اور میں کارمن سے آئی ہوں۔ ڈاکٹر صاحبہ سے ملنا ہے"...... تابندہ نے کہا۔

"تشریف لائیں"...... ملازم نے پیچھے ہٹتے ہوئے کہا تو تابندہ آگے بڑھ کر کوٹھی میں داخل ہو گئی۔ کوٹھی قدیم وضع کی تھی لیکن خاصی بڑی تھی۔ اس نوجوان نے تابندہ کو ڈرائنگ روم میں جا کر بٹھایا اور خود واپس چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا اور ایک ادھیڑ عمر لیکن انتہائی باوقار اور رعب دار شخصیت کی مالکہ خاتون اندر داخل ہوئی تو تابندہ اٹھ کھڑی ہوئی۔

"میرا نام ڈاکٹر آسیہ کمال ہے"...... خاتون نے اندر داخل ہو کر حیرت بھری نظروں سے تابندہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"میرا نام تابندہ ہے اور میں کارمن سے آئی ہوں۔ آپ کی مہربانی کہ آپ نے ملاقات کا وقت دے دیا"...... تابندہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کارمن سے لیکن آپ تو مقامی ہیں"...... ڈاکٹر آسیہ کمال نے
حیرت بھرے لہجے میں کہا۔
"آپ کی حیرت بجا ہے۔ میرے آباؤ اجداد یہیں کے رہنے والے
تھے لیکن میرے والد طویل عرصہ پہلے یہاں سے نقل مکانی کر کے
چلے گئے تھے۔ میں کارمن میں ہی پیدا ہوئی اور وہیں پلی بڑھی ہوں اور
پہلی بار پاکیشیا آئی ہوں۔ چونکہ میرے والد اور میری والدہ دونوں کا
تعلق اسی علاقے سے تھا اس لئے ہمارے گھر کا ماحول وہاں کارمن
میں بھی ایشیائی ہی رہا اور مجھے یہاں کی زبان بھی اسی لئے آتی
ہے"...... تابندہ نے جواب دیا تو ڈاکٹر آسیہ کمال بے اختیار مسکرا
دی۔
"بہت خوب۔ پھر تو آپ مہمان ہیں۔ فرمائیے کیسے آنا ہوا"۔
ڈاکٹر آسیہ کمال نے کہا۔ اسی لمحے دروازہ کھلا اور ملازم ٹرے میں
مشروب کا ایک گلاس رکھے اندر داخل ہوا اور اس نے گلاس تابندہ
کے سامنے رکھ دیا۔
"لیجئے"...... ڈاکٹر آسیہ کمال نے کہا۔
"آپ نہیں پیئیں گی"...... تابندہ نے کہا۔
"میں ابھی ایک مہمان کے ساتھ پی چکی ہوں"...... ڈاکٹر آسیہ
کمال نے کہا۔
"مہمان۔ اوہ شاید عمران صاحب کی بات کر رہی ہیں آپ جو
ابھی تھوڑی دیر پہلے گئے ہیں"...... تابندہ نے مسکراتے ہوئے کہا تو

ڈاکٹر آسیہ کمال بے اختیار چونک پڑی۔
"اوہ کیا آپ جانتی ہیں انہیں"...... ڈاکٹر آسیہ کمال نے کہا۔
"جی نہیں۔ میں نے تو انہیں شاید غور سے بھی نہیں دیکھا۔
دراصل آپ کی کوٹھی پر نمبر پلیٹ نہیں ہے اس لئے ٹیکسی ڈرائیور
نے ساری کالونی گھوم ڈالی پھر میں نے اسے آپ کا نام بتایا تو آپ کی
کوٹھی سے کچھ فاصلے پر اس نے ٹیکسی روکی اور ایک کھوکھے والے سے
پوچھنے چلا گیا تو آپ کی کوٹھی سے ایک جدید ماڈل کی سپورٹس کار
نکلی۔ چونکہ مجھے بھی سپورٹس کار رکھنے کا شوق ہے اس لئے میں اسے
غور سے دیکھ رہی تھی۔ اس کار کو ایک نوجوان چلا رہا تھا۔ پھر ٹیکسی
ڈرائیور نے مجھے بتایا کہ ان صاحب کا نام عمران ہے اور یہ سنٹرل
انٹیلی جنس بیورو کے ڈائریکٹر جنرل سر عبدالرحمن کے صاحبزادے
ہیں اور انتہائی مخیر اور رحم دل آدمی ہے اور یہاں سب اسے جانتے
ہیں۔ ٹیکسی ڈرائیور نے بتایا کہ ان کا والد انٹیلی جنس بیورو میں
چپڑاسی تھا۔ پھر وفات پا گیا تو عمران صاحب نے اسے یہ ٹیکسی دلا دی
اس طرح اس کے لئے اچھے روزگار کا بندوبست ہو گیا۔ اب آپ نے
مہمان کی بات کی ہے تو مجھے عمران صاحب کا خیال آ گیا"۔ تابندہ
نے پوری وضاحت سے بات کرتے ہوئے کہا۔
"ہاں اس کا نام علی عمران ہے لیکن مجھے معلوم نہ تھا کہ ان کے
والد سر عبدالرحمن ہیں حالانکہ سر عبدالرحمن سے میرے والد کے
خاصے اچھے تعلقات ہیں لیکن میں کبھی ان کے گھر نہیں گئی کیونکہ

میں اپنے کام میں بے حد مصروف رہتی ہوں"....... ڈاکٹر آسیہ کمال
نے مسکراتے ہوئے کہا۔
" ڈاکٹر آسیہ کمال میرا تعلق بھی ایگری کلچر سے ہی ہے۔ میں
کارمن کی سنٹرل ایگری کلچر یونیورسٹی میں پڑھاتی ہوں اور میں نے
تیل دار اجناس میں سپیشلائزیشن کیا ہوا ہے۔ وہاں آپ کا ذکر اکثر
ہوتا رہتا ہے کیونکہ آپ کے بارے میں سب کو معلوم ہے کہ آپ
گندم کے ایسے بیجوں پر ریسرچ کر رہی ہیں جو سیم و تھور زدہ زمینوں پر
پیداوار دے سکتے ہیں لیکن سچی بات یہ ہے کہ وہاں کسی کو بھی اس
کا یقین نہیں ہے کہ ایسا ممکن بھی ہو سکتا ہے۔ بہرحال میرا چونکہ
گندم کے شعبے سے کوئی تعلق نہیں ہے اس لئے میں اس بارے میں
کوئی رائے نہیں دے سکتی۔ میں ذاتی طور پر یہاں پاکیشیا آئی ہوں
تاکہ اپنے آبائی وطن کو دیکھ سکوں۔ یہاں پہلے میں اپنے آبائی گاؤں
گئی لیکن وہاں سے معلوم ہوا کہ میرے آباؤ اجداد کے تمام رشتہ دار
یہاں سے زمینیں فروخت کر گئے ہیں تو میں بے حد مایوس ہوئی لیکن
پھر اتفاقاً ایک صاحب سے ملاقات ہو گئی اور پھر پتہ چلا کہ وہ میرے
کزن ہیں۔ ان کا نام تنویر ہے اور وہ امپورٹ ایکسپورٹ کا بزنس
کرتے ہیں۔ میرے والد اور ان کے والد آپس میں حقیقی کزن تھے
اس طرح میری یہ خواہش قدرت نے خود بخود پوری کر دی۔ پھر
اچانک مجھے آپ کا خیال آیا۔ میں نے سوچا کہ اب یہاں آئی ہوئی
ہوں تو آپ سے ملاقات ہی کر لوں کیونکہ آپ جیسی بین الاقوامی

شہرت کی حامل سائنس دان سے ملاقات میرے لئے باعث فخر ہو گی
لیکن نہ ہی مجھے آپ کے انسٹی ٹیوٹ کے بارے میں معلوم تھا اور نہ
ہی آپ کی رہائش گاہ کے بارے میں لیکن پھر ایک صاحب سے
ملاقات ہو گئی وہ شاید ایگری کلچر کے محکمے سے متعلق تھے تو انہوں
نے آپ کے انسٹی ٹیوٹ کا پتہ بتا دیا۔ میں نے وہاں فون کیا تو مجھے
بتایا گیا کہ آپ ان دنوں چھٹی پر ہیں اور پھر وہیں سے مجھے آپ کی اس
کوٹھی کا پتہ معلوم ہوا اور میں حاضر ہو گئی اور میری خوش قسمتی ہے
کہ آپ سے ملاقات بھی ہو گئی"....... تابندہ نے پوری تفصیل سے
بات کرتے ہوئے کہا۔
" یہ میری عزت افزائی ہے کہ آپ نے مجھ سے ملاقات کے لئے اتنی
تکلیف اٹھائی ہے پھر آپ کا تعلق بھی چونکہ میرے ہی شعبے سے ہے
اس لئے مجھے اور بھی زیادہ خوشی ہوئی ہے۔ میں کارمن کی سنٹرل
ایگری کلچر یونیورسٹی میں اکثر آتی جاتی رہی ہوں لیکن میرا واسطہ وہاں
گندم کے شعبے کے ڈاکٹر جوہن روز سے ہی رہا ہے۔ وہ انتہائی قابل
استاد ہیں۔ میں نے ان سے بہت کچھ سیکھا ہے"....... ڈاکٹر آسیہ کمال
نے مسکراتے ہوئے کہا۔
" وہ واقعی بے حد قابل اور شفیق استاد ہیں۔ میں دراصل آپ کے
انسٹی ٹیوٹ کو بھی دیکھنا چاہتی ہوں اور خاص طور پر اس کے تیل دار
اجناس کے شعبے میں کام کرنے والے سائنس دانوں سے ملنا چاہتی
ہوں۔ کیا اس کا انتظام ہو سکتا ہے۔ ویسے اگر کوئی قانونی رکاوٹ ہو

میرا مطلب ہے میرے غیر ملکی ہونے کی وجہ سے تو میں اصرار نہیں کروں گی"...... تابندہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ایسی کوئی بات نہیں وہ ریسرچ انسٹی ٹیوٹ ہے کوئی اسلحہ کی فیکٹری تو نہیں ہے کہ وہاں کوئی غیر ملکی داخل ہی نہ ہو سکے۔ ویسے بھی وہاں دوسرے ممالک سے لوگ آتے جاتے رہتے ہیں۔ تیل دار اجناس کے شعبے کے انچارج ڈاکٹر ہاشمی ہیں۔ وہ بھی بے حد اچھے اور بااخلاق انسان ہیں۔ وہ بھی آپ سے مل کر بے حد خوش ہوں گے اور پھر آپ میری مہمان ہوں گی۔ آپ کہاں رہائش پذیر ہیں"۔ ڈاکٹر آسیہ کمال نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"ہوٹل لارڈ میں"...... تابندہ نے کہا۔

"میں کل دس بجے واپس جا رہی ہوں۔ میں آپ کو ہوٹل سے پک کر لوں گی۔ کیا نمبر ہے آپ کے کمرے کا"...... ڈاکٹر آسیہ کمال نے کہا۔

"کمرہ نمبر اٹھارہ دوسری منزل لیکن اس طرح آپ کو تکلیف ہو گی"...... تابندہ نے کہا۔

"ارے نہیں تکلیف کیسی"...... ڈاکٹر آسیہ کمال نے کہا۔

"بے حد شکریہ۔ آج تو میرے لئے خوش قسمت دن ہے کہ آپ سے ملاقات بھی ہو گئی اور انسٹی ٹیوٹ بھی دیکھنے کی دعوت بھی مل گئی"...... تابندہ نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ایسی کوئی بات نہیں۔ مجھے تو آپ سے ملاقات کر کے واقعی

خوشی ہوئی ہے۔ آپ یہاں رہیں رات کا کھانا کھا کر ہی جائیں"۔ ڈاکٹر آسیہ کمال نے کہا۔

"اوہ نہیں۔ آپ کا بے حد شکریہ لیکن آج شام کو میرے کزن اور اس کے دوستوں کی طرف سے دعوت ہے۔ آپ کی یہ دعوت وہاں انسٹی ٹیوٹ میں قبول کر لوں گی۔ اب مجھے اجازت دیں کیونکہ ٹیکسی ڈرائیور باہر میرا انتظار کرتا ہوا انتہائی بے چین ہو رہا ہو گا"۔ تابندہ نے اٹھتے ہوئے کہا اور ڈاکٹر آسیہ کمال نے بھی مسکراتے ہوئے سر ہلایا اور اٹھ کھڑی ہوئیں اور پھر وہ انہیں پھاٹک تک خود چھوڑنے آئیں اور تابندہ انہیں سلام کر کے پھاٹک سے باہر آ کر ایک طرف موجود ٹیکسی کی طرف بڑھتی چلی گئی۔ اس کے چہرے پر اطمینان اور مسرت کے تاثرات نمایاں تھے کیونکہ ایک لحاظ سے اس کے مشن کا آغاز کافی اچھے انداز میں ہو گیا تھا اور اسے یقین تھا کہ وہ آسانی سے اپنا مشن پورا کر لے گی۔

عمران اپنے فلیٹ میں بیٹھا ایک کتاب کے مطالعے میں مصروف تھا کہ پاس پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی۔

"سلیمان دیکھنا کس کی انگلی میں خارش ہوئی ہے۔ اسے کہہ دو کہ وہ نیم کے پتوں کو ابال کر پیا کرے"...... عمران نے اونچی آواز میں کہا لیکن اس نے کتاب سے نظریں نہ ہٹائی تھیں۔

"یہ نسخہ آپ خود ہی بتا دیں ورنہ مجھے نیم کے پتے بھی توڑ کر پہنچانے پڑیں گے"...... دور سے سلیمان نے صاف جواب دیتے ہوئے کہا۔ گھنٹی مسلسل بج رہی تھی۔ سلیمان کی طرف سے صاف جواب ملنے پر عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"حکیم الحکماء جناب آغا سلیمان پاشا مدظلہ دام ظلکم۔ سوری اس سے زیادہ القابات مجھے نہیں آتے کا نسخہ آپ کو بغیر فیس کے بتا دیتا ہوں کہ"...... عمران کی زبان رواں ہو گئی تھی۔

"میں جولیا بول رہی ہوں"...... دوسری طرف سے جولیا نے اس کی بات کو درمیان سے ہی کاٹتے ہوئے کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

"جولیا۔ یعنی آپ خاتون ہیں۔ اوہ پھر تو آپ حکیم الحکماء آغا سلیمان پاشا کی بجائے مجھے نبض دکھا سکتی ہیں۔ میں نے خواتین کی نبض شناسی پر سپیشلائزیشن کیا ہوا ہے"...... عمران نے کہا۔

"نبض کیسے دیکھی جا سکتی ہے۔ وہ تو محسوس کی جا سکتی ہے"۔ جولیا نے دوسری طرف سے حیرت بھرے لہجے میں کہا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا کیونکہ وہ سمجھ گیا تھا کہ جولیا چونکہ آج تک کسی حکیم کے پاس علاج کرانے نہیں گئی اس لئے اسے علم نہیں کہ حکیم کیسے علاج کرتے ہیں۔

"اس کا مطلب ہے کہ آپ نے آج تک کسی حکیم سے علاج نہیں کرایا۔ اوہ آپ کا نام بتا رہا ہے کہ آپ غیر ملکی ہیں جہاں لیبارٹری ٹیسٹ کے بغیر مرض کی تشخیص ممکن ہی نہیں سمجھی جاتی۔ محترمہ جو کام مغرب کے انتہائی جدید آلات نہیں کر سکتے وہ مشرق کے حکیم صرف مریض کی نبض کو انگلیوں میں پکڑ کر کر لیتے ہیں اور یہاں تو ایسے ایسے حکیم گزرے ہیں جو کلائی سے بندھا ہوا دھاگہ پکڑ کر مرض کی تشخیص اس طرح کر لیتے تھے کہ لیبارٹریوں کے جدید ترین آلات بھی نہ کر سکتے ہوں۔ اگر آپ کو یقین نہ آ رہا ہو تو آپ تجربہ کر سکتی ہیں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تو تم عورتوں کے حکیم ہو اور عورتوں کی کلائیوں کو پکڑ کر ان کے امراض کی تشخیص کرتے ہو۔ کیوں"....... جولیا نے پھنکارتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ارے ارے میں تو وہ حکیم ہوں جو دھاگہ پکڑ کر مرض تشخیص کرتے ہیں۔ اگر آپ کو یقین نہ آرہا ہو تو اس کا ثبوت بھی پیش کر سکتا ہوں اور ابھی"....... عمران نے کہا۔

"ابھی وہ کیسے"....... جولیا نے حیران ہو کر کہا۔

"آپ نے ٹیلی فون کا رسیور پکڑا ہوا ہے جبکہ یہاں میں نے بھی فون کا رسیور پکڑا ہوا ہے اس طرح بہرحال ہم دونوں کے درمیان میرا مطلب ہے کہ حکیم اور مریض کے درمیان ایک رابطہ موجود ہے اور میں اس طرح بھی آپ کی بیماری کی تشخیص کر سکتا ہوں"۔ عمران نے کہا تو دوسری طرف سے جولیا بے اختیار ہنس پڑی۔

"اچھا ٹھیک ہے بتاؤ"....... جولیا نے ہنستے ہوئے کہا۔

"آپ دماغی خلل کی مریضہ ہیں"....... عمران نے کہا۔

"یہ کیا بکواس ہے۔ تم مجھے پاگل کہہ رہے ہو"....... جولیا نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"ہمارے ایک مشہور شاعر نے عشق کو خلل دماغ کہا ہے اور چونکہ ہم حکیم مشرقی تہذیب کے پیروکار ہیں اس لئے ہم کسی خاتون کو براہ راست عشق کی مریضہ کہنا بداخلاقی سمجھتے ہیں اس لئے ہم عشق کی مریضہ کو خلل دماغ کی مریضہ کہتے ہیں جیسے یہاں ماشکی کو بہشتی،

جمعدار کو حلال خور اور نائی کو خلیفہ کہا جاتا ہے اور کانے کو کانا نہیں بلکہ یک چشم گل کہا جاتا ہے"....... عمران کی زبان رواں ہو گئی تھی۔

"تمہیں معلوم ہے کہ آج کل کارمن سے تنویر کی کزن آئی ہوئی ہے"....... جولیا نے شاید موضوع بدلنے کے لئے کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

"تنویر کی کزن اور کارمن سے۔ کیا مطلب۔ کیا تنویر کارمن کا رہنے والا ہے"....... عمران کے لہجے میں حقیقی حیرت تھی۔

"اس کا مطلب ہے کہ ابھی تک تمہیں اس کی اطلاع نہیں ملی"....... جولیا نے ہنستے ہوئے کہا۔

"لیکن میں تو مقامی اخبارات پڑھتا رہتا ہوں۔ مجھے تو یہ اہم ترین خبر کہیں نظر نہیں آئی"....... عمران نے کہا تو جولیا بے اختیار ہنس پڑی۔

"ہاں۔ یہ واقعی اہم خبر ہے لیکن اخبار والوں کو شاید اس کی اہمیت کا احساس نہیں ہو سکا۔ بہرحال آج شام سات بجے ہوٹل شیراز میں میری طرف سے تنویر کی کزن کے اعزاز میں دعوت دی جا رہی ہے تم نے بھی اس میں شامل ہونا ہے۔ تیار رہنا"....... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے بے اختیار اپنے بالوں پر ہاتھ پھیرنا شروع کر دیا۔

"کیا اب جولیا کو بھی مذاق کرنے کا سلیقہ آ گیا ہے۔ حیرت

ہے"...... عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر اس نے کریڈل دبا کر ٹون آنے پر تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"ایکسٹو"...... رابطہ قائم ہوتے ہی مخصوص آواز سنائی دی۔

"عمران بول رہا ہوں بلیک زیرو۔ یہ تنویر کی کزن کا کیا سلسلہ ہے۔ تم نے تو مجھے کچھ نہیں بتایا تھا"...... عمران نے کہا۔

"تنویر کی کزن کا سلسلہ۔ کیا مطلب۔ میں سمجھا نہیں آپ کی بات"...... دوسری طرف سے بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ یا تو تمہیں بھی معلوم نہیں اور یا جولیا نے واقعی دلچسپ اور انوکھا مذاق کیا ہے"...... عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"کیا یہ اطلاع آپ کو جولیا نے دی ہے"...... بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"ہاں"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جولیا کا فون آنے اور یہ بات کرنے کے ساتھ ساتھ دعوت کے بارے میں بھی بتا دیا۔

"جولیا نے واقعی مذاق کیا ہو گا عمران صاحب ورنہ یہ بات اگر جولیا کو معلوم ہوتی تو وہ لامحالہ مجھے اطلاع دیتی"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"اگر واقعی جولیا نے مذاق کیا ہے تو پھر مجھے جولیا کے بارے میں

واقعی سنجیدگی سے سوچنا پڑے گا"...... عمران نے کہا۔

"کیا مطلب۔ کیا آپ شادی کی بات کر رہے ہیں"...... بلیک زیرو نے چونک کر پوچھا۔

"ہاں۔ اس کا مطلب ہے کہ اب جولیا کی واقعی شادی ہو جانی چاہئے کیونکہ ایسے مذاق اس وقت کئے جاتے ہیں جب بزرگ بچوں کی شادی پر توجہ نہیں دیتے"...... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔

"آپ جولیا کے بزرگ کیسے بن گئے ہیں"...... بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے کہا۔

"وہ مجھ سے بہرحال عمر میں چھوٹی ہے اس لئے بزرگ تو میں ہوں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"جولیا نے یہ مذاق کر کے آپ کو آپ کی شادی پر غور کرنے کا موقع دیا ہے عمران صاحب"...... بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے کہا۔

"تمہارا مطلب ہے کہ اس نے یہ پیغام دیا ہے کہ اب تنویر کا کانٹا نکل گیا ہے اس لئے میدان صاف ہے"...... عمران نے چونک کر کہا۔

"جی ہاں۔ اس کا یہی مطلب ہے اور شاید اسی خوشی میں وہ دعوت بھی دے رہی ہے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"اوہ پھر تو واقعی بڑا ظلم ہوا"...... عمران نے بڑے افسوس بھرے لہجے میں کہا۔

"ظلم ہوا۔ کیا مطلب۔ اس میں ظلم کا پہلو کہاں سے نکل آیا ہے"...... دوسری طرف سے بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ایک ہی تو میرا رقیب تھا وہ بھی گیا ہاتھ سے۔ یہ تو واقعی ظلم ہے کیونکہ جب تک رقیب نہ ہو مثلث قائم نہیں ہوتی اور مثلث قائم نہ ہو تو صرف دو زاویئے رہ جاتے ہیں اور یہ دونوں زاویئے ظاہر ہے ایک دوسرے سے دور ہی رہتے ہیں مل نہیں سکتے۔ ویسے بھی میں نے ایک رکشے کے پیچھے لکھا ہوا ایک شعر پڑھا تھا کہ جس کا مفہوم کچھ اس طرح تھا کہ میرے دشمن کو زندہ رہنا چاہئے کیونکہ اگر میرا دشمن مر گیا تو پھر میرے مرنے کی دعا کون کرے گا"...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

"تم ہنس رہے ہو اور مجھے اس لمحے کے خوف سے ہی جھرجھریاں آ رہی ہیں جب واقعی تنویر میدان سے ہٹ جائے گا تو پھر کیا ہو گا۔ تم ہی کچھ بتاؤ"...... عمران نے بڑے سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔

کیا ہونا ہے۔ شہنائیاں بجیں گی اور کیا ہو گا"۔ بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے کہا۔

"کہیں وہ پلاؤ کھائیں گے احباب والا سلسلہ نہ ہو جائے"۔ عمران نے رو دینے والے لہجے میں کہا اور بلیک زیرو ایک بار پھر ہنس پڑا۔

"آپ گھبرائیں نہیں، ہو سکتا ہے کہ تنویر اپنی اس کزن صاحبہ کو

لفٹ ہی نہ کرائے۔ آخر آپ کی بھی تو کزن ہوں گی آپ نے کون سی لفٹ کرا دی ہے انہیں"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"اللہ تمہارا بھلا کرے۔ تم نے میرے ڈوبتے ہوئے دل کو حوصلہ دیا ہے۔ اب کچھ چین آنے لگا ہے۔ خدا حافظ"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کریڈل دبا دیا اور ٹون آنے پر نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"تنویر بول رہا ہوں"...... رابطہ قائم ہوتے ہی تنویر کی آواز سنائی دی۔

"یعنی ابھی تک بول رہے ہو۔ حیرت ہے۔ اس قدر ڈھٹائی۔ تمہاری کزن بھی آ گئی ہے اور پھر بھی تم بول رہے ہو"...... عمران نے لہجے میں حیرت پیدا کرتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب۔ میری کزن کیا میری زبان کی بریک ہے"۔ تنویر نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

"بزرگ تو یہی کہتے ہیں اور شادی شدہ افراد کو دیکھ کر اس بات پر واقعی یقین آ جاتا ہے کہ بس ادھر دولہن نے گھر میں قدم رکھا اور ادھر دولہا صاحب کی زبان بند"...... عمران نے کہا۔

"میری کزن دولہن کیسے بن گئی۔ یہ آپ نے بیٹھے بٹھائے فتویٰ کیسے دے دیا"...... تنویر نے مسکراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ارے کیا کہہ رہے ہو۔ کیوں بدشگونی کی بات منہ سے نکال رہے ہو۔ وہ بے چاری کتنی آس لے کر کارمن سے پاکیشیا آئی ہے اور

تم ایسی باتیں کر رہے ہو۔ کچھ تو خدا کا خوف کرو۔ ویسے بھی کزن کا پہلا حق ہوتا ہے".......عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

"کیا آپ کی یہاں پاکیشیا میں کوئی کزن نہیں رہتی جس کا پہلا حق ہو".......تنویر نے کہا۔

"ضرور رہتی ہوں گی لیکن کسی نے میری خاطر اتنا نہیں کیا کہ پہلے کارمن جائے اور پھر کارمن سے کزن بن کر پاکیشیا آئے۔ یہ اعزاز صرف تمہیں ہی حاصل ہے".......عمران نے جواب دیا۔

"تابندہ کارمن جا کر واپس نہیں آئی بلکہ وہ وہاں کی شہری ہے۔ وہیں پیدا ہوئی، وہیں پلی بڑھی اور وہیں کی کسی ایگری کلچر یونیورسٹی میں پڑھاتی ہے۔ وہ اپنے روٹس کی تلاش میں آئی تھی".......تنویر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اور اسے روٹس تو کیا ملی تھیں کوڑتے کی ایک جڑ مل گئی ہو گی جس میں کڑواہٹ ہی کڑواہٹ ہو گی۔ بے چاری کزن۔ ارے ہاں کیا نام بتایا ہے تابندہ۔ واہ کزن بھی ہے اور ہم نام بھی۔ تنویر کا مطلب بھی روشنی چمک اور تابندہ کا مطلب بھی روشن ہوتا ہے۔ واہ ہر طرف روشنی ہی روشنی ہے اور شادی کے موقع پر بھی تو ہر طرف روشنی ہی روشنی ہوتی ہے".......عمران کی زبان رواں ہو گئی تھی۔

"تم منہ دھو رکھو میں اس سے شادی نہیں کروں گا اور نہ میرا ایسا کوئی ارادہ ہے۔ البتہ اگر تم چاہو تو میں تابندہ سے بات کر سکتا ہوں".......دوسری طرف سے تنویر نے ہنستے ہوئے کہا۔

"یعنی واقعی تمہاری کزن دریافت ہو گئی ہے۔ اچھا میں سمجھا کہ جولیا اور تمہیں مذاق کرنے کا سلیقہ آ گیا ہے".......عمران نے کہا۔

"ہاں واقعی ایسا ہے".......تنویر نے ہنستے ہوئے کہا۔

"لیکن یہ اس صدی کی عظیم دریافت آخر وقوع پذیر کس طرح ہوئی".......عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا تو تنویر نے تابندہ کے فلیٹ میں آنے سے لے کر ثبوت وغیرہ دکھانے اور پھر تنویر کے مشکوک ہونے اور صفدر اور کیپٹن شکیل کی نگرانی سمیت ساری تفصیل دوہرا دی۔

"مطلب ہے کہ تم نے صفدر اور کیپٹن شکیل کے ساتھ مل کر چھان بین بھی کر ڈالی ہے اور اس کے باوجود بھی کہہ رہے ہو کہ تمہارا کوئی ارادہ نہیں ہے".......عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"وہ تو اس کے اس طرح اچانک آنے اور باقاعدہ ثبوت دکھانے پر مجھے شک پڑا تھا کہ اس کے پیچھے کوئی چکر ہو گا لیکن کوئی بات سامنے نہیں آئی".......تنویر نے کہا۔

"تم نے چیف کو تو اطلاع دی ہو گی".......عمران نے کہا۔

"میں نے جولیا کو اطلاع دے دی تھی۔ چیف سے کیا کہتا کوئی بات سامنے آتی تو کہتا".......تنویر نے جواب دیا۔

"اوکے اس کا مطلب ہے کہ آج شام دعوت میں شریک ہونا ہی پڑے گا تاکہ اس صدی کی اس عظیم الشان اور حیرت انگیز دریافت کا اپنی آنکھوں سے نظارہ کیا جا سکے".......عمران نے کہا۔

"یہ سن لو اگر تم نے وہاں کوئی حماقت کی تو میں سخت ایکشن لوں گا۔ یہ میری عزت کا سوال ہے"...... تنویر نے کہا۔

"تمہاری عزت کا سوال۔ کیا مطلب۔ یہ تمہاری عزت کہاں سے درمیان میں آگئی"...... عمران نے لہجے میں حیرت پیدا کرتے ہوئے کہا۔

"وہ میری کزن ہے تمہاری نہیں۔ بس اتنی بات یاد رکھنا"۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے بے اختیار مسکراتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

بڑے سے آفس میں موجود آفس ٹیبل کے پیچھے ایک ادھیڑ عمر آدمی ریوالونگ چیئر پر بیٹھا ایک فائل کے مطالعے میں مصروف تھا کہ سامنے پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ ادھیڑ عمر نے چونک کر فائل سے نظریں ہٹائیں۔ ایک لمحے کے لئے فون کی طرف دیکھا اور پھر ہاتھ بڑھا کر اس نے رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... ادھیڑ عمر نے سخت سے لہجے میں کہا۔

"باس۔ راسٹر آپ سے بات کرنا چاہتا ہے"...... دوسری طرف سے ایک مودبانہ نسوانی آواز سنائی دی۔

"کیا پاکیشیا سے کال ہے اس کی"...... باس نے پوچھا۔

"نو سر وہ یہاں آفس میں موجود ہے"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو باس بے اختیار چونک پڑا۔

"اوہ اسے میرے آفس میں بھجوا دو"...... باس نے کہا اور رسیور

رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر الجھن کے تاثرات ابھر آئے تھے۔ اس نے سامنے پڑی ہوئی فائل بند کر کے اسے میز کی دراز میں رکھ دیا۔ چند لمحوں بعد دروازے پر دستک کی آواز سنائی دی۔

" یس کم ان "....... باس نے اونچی آواز میں کہا تو دروازہ کھلا اور ایک خوش رو نوجوان اندر داخل ہوا۔ اس نے بڑے مؤدبانہ انداز میں باس کو سلام کیا۔

" بیٹھو۔ تم پاکیشیا سے کب آئے ہو۔ مجھے تو کوئی اطلاع نہیں ملی "....... باس نے میز کی دوسری طرف رکھی ہوئی کرسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا تو نوجوان جس کا نام راسٹر تھا بڑے مؤدبانہ انداز میں کرسی پر بیٹھ گیا۔

" میں ابھی ایئرپورٹ سے سیدھا یہاں آیا ہوں باس۔ میں نے میڈم ٹی اے سے پوچھا تھا کہ میں باس کو اطلاع دے دوں لیکن انہوں نے کہا کہ وہ خود اطلاع دے دیں گی اس لئے میں نے اپنی آمد کی کوئی اطلاع نہیں دی تھی "....... راسٹر نے جواب دیا۔

" تم واپس کیوں آئے ہو۔ کیا ہوا ہے۔ کیا مشن مکمل ہو گیا ہے لیکن ٹی اے نے تو اب تک کوئی رابطہ ہی نہیں کیا "....... باس نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" باس میرا مشن ناکام ہو گیا ہے اور اب مادام ٹی اے خود اپنے طور پر مشن مکمل کر رہی ہیں اس لئے انہوں نے مجھے واپس جانے کا حکم دے دیا "....... راسٹر نے جواب دیا تو باس کے چہرے پر غصے کے

تاثرات ابھر آئے۔

" تم مشن میں ناکام رہے ہو۔ کیوں "....... باس نے غصیلے لہجے میں کہا۔

" باس اس انسٹی ٹیوٹ میں کسی غیر ملکی کا داخلہ اس وقت تک ممنوع ہے جب تک وہاں کا کوئی سائنس دان اسے خصوصی طور پر اجازت نہ دے اور پھر اس غیر ملکی کی انتہائی سختی سے نگرانی کی جاتی ہے اس لئے میرا خود وہاں جانا فضول تھا۔ چنانچہ میں نے پاکیشیا دارالحکومت میں ایک ایسے گروپ سے رابطہ کیا جن کے رابطے ایسے سائنس دانوں اور وہاں کام کرنے والے لوگوں سے تھے۔ میں نے ان کی مدد سے دو کام کئے۔ ایک تو میں نے میڈم ٹی اے کی نگرانی کرائی کیونکہ آپ نے حکم دیا تھا کہ جب تک مشن مکمل نہ ہو جائے میڈم کو کسی طرح سامنے نہیں آنا چاہئے اور دوسرا اس انسٹی ٹیوٹ میں اپنے ٹارگٹ کو تلاش کرایا۔ وہ گندم کے شعبے کی وہاں انچارج ڈاکٹر آسیہ کمال ہے۔ اس سیکشن میں کام کرنے والے ایک آدمی کو گانٹھا گیا۔ اس نے وہاں تلاشی لی لیکن مال نہ مل سکا۔ اس نے اس ڈاکٹر آسیہ کمال کی رہائش گاہ کی بھی تلاشی لی لیکن کامیابی نہ ہو سکی۔ پھر ڈاکٹر آسیہ کمال چھٹی لے کر دارالحکومت میں اپنی رہائش گاہ پر آ گئی اور سیکشن کلوز ہو گیا۔ اس کلوز سیکشن سے زیادہ فائدہ اٹھایا گیا اور پوری تفصیل سے تلاشی لی گئی لیکن مطلوبہ مال کسی صورت دستیاب نہ ہو سکا۔ ادھر مادام ٹی اے کی نگرانی کی اطلاع ملی "۔ راسٹر

نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"نگرانی"...... باس نگرانی کا لفظ سن کر بے اختیار چونک پڑا۔

"جی ہاں۔ مادام ٹی اے ایک مقامی آدمی کے ساتھ گھومتی پھرتی نظر آنے لگیں اور پھر دو آدمی ان کی نگرانی کرتے نظر آئے۔ مادام ٹی اے کے کاغذات پراسرار انداز میں حاصل کئے گئے اور مادام سے ملنے والا اور اس کی نگرانی کرنے والے سب افراد تربیت یافتہ ایجنٹ لگتے تھے اس لئے خیال پیدا ہوا کہ ان کا تعلق ملٹری انٹیلی جنس سے ہے۔ چنانچہ میں نے مادام سے فون پر بات کی تو مادام نے بتایا کہ وہ جس آدمی سے ملتی رہتی ہے وہ ان کا کزن ہے اور اس کا تعلق خفیہ پولیس سے ہے اور چونکہ مادام نے اسے ٹریس کر کے اس سے اچانک ملاقات کی تھی اس لئے ہو سکتا ہے کہ وہ لوگ اس کی طرف سے مشکوک ہوں اس لئے نگرانی کر رہے ہوں لیکن مادام نے بتایا کہ اسے خود اس بارے میں معلوم ہے اور وہ مطمئن ہے تو مجھے بھی اطمینان ہو گیا۔ میں نے مادام کو بتایا کہ مطلوبہ مال کی تلاشی میں ناکامی ہوئی ہے اس لئے کیوں ناں ڈاکٹر آسیہ کمال کو اغوا کر لیا جائے اور پھر اس سے جبراً مال حاصل کر لیا جائے لیکن مادام نے سختی سے منع کر دیا اس طرح سارا مشن ہی ختم ہو کر رہ گیا۔ چنانچہ انہوں نے مجھے واپس جانے کا حکم دے دیا اور کہا کہ وہ اب خود ہی یہ مال حاصل کریں گی اس لئے میں واپس آ گیا ہوں"...... راسٹر نے تفصیل بیان کرتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ تو یہ بات ہے۔ ٹی اے نے ان حالات میں درست فیصلہ کیا ہے۔ اگر تم اس سائنس دان کو اغوا کر کے اس سے مال حاصل کرتے تو واقعی سارا مشن ہی ختم ہو جاتا۔ اب تم جا سکتے ہو"...... باس نے کہا تو راسٹر اٹھا، اس نے سلام کیا اور مڑ کر دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ جب وہ دروازہ کھول کر کمرے سے باہر چلا گیا تو باس نے میز کی دراز سے ایک چھوٹا سا لیکن انتہائی جدید ساخت کا ٹرانسمیٹر نکالا اور اسے میز پر رکھ کر اس نے اس پر فریکوئنسی ایڈجسٹ کرنی شروع کر دی۔

"ہیلو ہیلو سائمن کالنگ۔ اوور"...... باس نے بار بار کال دیتے ہوئے کہا۔

"یس ٹی اے اٹنڈنگ یو۔ اوور"...... چند لمحوں بعد ایک نسوانی آواز سنائی دی لیکن لہجہ بے حد مؤدبانہ تھا۔

"ٹی اے ابھی راسٹر میرے آفس میں آیا تھا اس نے تفصیل سے رپورٹ دی ہے۔ تم نے واقعی درست فیصلہ کیا ہے اور یہ کام جبراً نہیں کرایا ورنہ واقعی سارا مشن ختم ہو جاتا۔ اوور"...... باس نے کہا۔

"باس چونکہ آپ نے مجھے مشن کی پوری تفصیل اور اس کے پس منظر سے آگاہ کر دیا تھا اس لئے میں نے یہ فیصلہ کیا۔ اوور"...... ٹی اے نے جواب دیا۔

"لیکن اب تم خود یہ مشن کیسے مکمل کرو گی جبکہ راسٹر نے بتایا

ہے کہ تمہاری نگرانی کی جارہی ہے۔اوور"....... باس نے کہا۔

"وہ نگرانی والا سلسلہ اب ختم ہو گیا ہے۔ راسٹر نے آپ کو ساری تفصیل بتادی ہو گی اس لئے اسے دوہرانے کی ضرورت نہیں البتہ میں نے اس مشن پر کام شروع کر دیا ہے اور مجھے اس میں بنیادی اور اہم کامیابی حاصل ہوئی ہے۔اوور"....... ٹی اے نے کہا۔

"کیا تفصیل ہے۔اوور"....... باس نے چونک کر پوچھا تو دوسری طرف سے ٹی اے نے ڈاکٹر آسیہ کمال سے ملنے اور پھر اس کے ساتھ مہمان بن کر انسٹی ٹیوٹ جانے کی پوری تفصیل دوہرا دی۔

"گڈ شو۔ لیکن کیا تم مختصر سے وقت میں وہاں سے مال نکال سکو گی۔اوور"....... باس نے کہا۔

"یس باس۔ جو کام راسٹر کے آدمی نہیں کر سکے وہ میں آسانی سے کر لوں گی۔ میں اس ڈاکٹر آسیہ کمال سے ایسی باتیں کروں گی کہ وہ مجھے خود ہی تجربات میں استعمال ہونے والی گندم کا بیج دکھائے گی اور اس طرح مجھے معلوم ہو جائے گا کہ یہ مال کہاں موجود ہے اور اس کی مقدار بھی۔ پھر اس میں سے اتنی مقدار آسانی سے حاصل کی جا سکتی ہے کہ جس سے ہمارے تجربات آگے بڑھ سکیں اور اس ڈاکٹر آسیہ کمال کو بھی اس کا احساس نہ ہو سکے۔اوور"....... ٹی اے نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ بس اس بات کا خیال رکھنا کہ اس ڈاکٹر آسیہ کمال کو اس کا علم نہ ہو سکے کہ گندم کا یہ بیج وہاں سے حاصل کیا گیا

ہے۔ ساری بنیاد اسی بات پر ہے۔اوور"....... باس نے کہا۔

"میں سمجھتی ہوں باس۔ آپ بے فکر رہیں۔اوور"....... ٹی اے نے جواب دیا۔

"اوکے اوور اینڈ آل"....... باس نے انتہائی مطمئن لہجے میں کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر کے اس نے اسے میز کی دراز میں رکھا اور پھر دوسری دراز سے فائل نکال کر اس نے میز پر رکھی اور اسے کھول کر اس پر جھک گیا لیکن چند ہی لمحوں بعد میز پر رکھے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے چونک کر سر اٹھایا اور رسیور اٹھا لیا۔

"یس"....... باس نے کہا۔

"چیف سیکرٹری صاحب کی کال ہے جناب"....... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اوہ اچھا۔ بات کراؤ"....... باس نے کہا۔

"ہیلو"....... چند لمحوں بعد ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

"یس سر میں سائمن بول رہا ہوں"....... باس نے اس بار مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"مجھے سیکرٹری زراعت کی طرف سے ایک فائل موصول ہوئی ہے جس میں درج ہے کہ آپ لوگ پاکیشیا سے گندم کا کوئی بیج حاصل کرنا چاہتے ہیں اور اس سلسلے میں سیکرٹری زراعت نے آپ کی ایجنسی کی ڈیوٹی لگائی ہے۔ یہ کیا سلسلہ ہے"....... چیف سیکرٹری نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یس سر۔ ہماری ایجنسی کا چونکہ کام ہی یہی ہے کہ پوری دنیا میں زراعت کے سلسلے میں جو تحقیق ہو رہی ہے اس کو چیک کیا جائے اور جو کارمن کے مفاد میں ہو اسے حاصل کیا جائے۔ چنانچہ اس سلسلہ میں ہمیں ایک مصدقہ اطلاع ملی کہ پاکیشیا کے ایک زرعی تحقیقی سنٹر میں گندم کا ایسا بیج تیار کیا جا رہا ہے جو سیم و تھور زدہ زمین میں نہ صرف اگتا ہے بلکہ غیر معمولی پیداوار دیتا ہے۔ یہ بات چونکہ بظاہر ناممکن تھی اس لئے میں نے اس اطلاع کی تصدیق کرائی اور میکسیکو سے اس کی تصدیق ہو گئی کیونکہ پاکیشیا کی زرعی سائنس دان ڈاکٹر آسیہ کمال جو اس بیج پر تحقیقات کر رہی ہیں ان کا رابطہ میکسیکو کے تحقیقاتی سنٹر سے مسلسل رہتا ہے کیونکہ میکسیکو میں گندم پر سب سے زیادہ تحقیقاتی کام ہوتا ہے اور میکسیکو کے ماہرین نے بتایا کہ ڈاکٹر آسیہ کمال اس بیج کی تیاری میں کامیاب ہو چکی ہیں اب صرف حتمی تجربات باقی رہتے ہیں جیسے ہی یہ تجربات مکمل ہوئے اس کا تحقیقی پیپر اوپن کر دیا جائے گا اور پھر اس حیرت انگیز اور ناقابل یقین تحقیق پر یقیناً اس ڈاکٹر آسیہ کمال اور پاکیشیا کو نوبل پرائز مل جائے گا۔ جب مجھے یہ اطلاع ملی تو میں نے سیکرٹری زراعت صاحب کو ساری تفصیل بتائی۔ سیکرٹری صاحب بھی اس بیج کی تیاری سے بے حد متاثر ہوئے اور انہوں نے کہا کہ جب یہ بیج اوپن ہو جائے گا تو پھر اس سے کارمن کو بھی بے حد فائدہ پہنچے گا کیونکہ کارمن میں بھی سیم و تھور زدہ زمینیں بہت ہیں لیکن میں نے انہیں

بتایا کہ ہمارے ہاں بھی ایسے بیج پر طویل عرصے سے کام ہو رہا ہے اور اس کا علم بھی میکسیکو، ایکریمیا اور دوسرے زرعی سنٹروں کو ہے۔ گو آج تک ہم اس میں کوئی قابل ذکر کامیابی حاصل نہیں کر سکے لیکن بہر حال اس آئیڈیئے پر کام ہوتا رہا ہے اس لئے کیوں ناں اس کا کریڈٹ ایشیا کے پسماندہ ملک پاکیشیا کی بجائے کارمن حاصل کرے۔ اس پر سیکرٹری زراعت صاحب نے بھی میری بات سے اتفاق کیا۔ چنانچہ میں نے یہ فیصلہ کیا کہ ہم پاکیشیا کے اس زرعی تحقیقاتی سنٹر سے بیج کی کچھ مقدار چرالیں اور پھر یہاں اس کا تجربہ کر کے اس بیج کو اوپن کر دیں گے اس طرح نہ صرف کارمن کو نوبل پرائز مل جائے گا بلکہ پوری دنیا میں غذا کی قلت ختم کرنے کا تاریخی کریڈٹ بھی کارمن کو مل جائے گا اور پاکیشیا منہ دیکھتا رہ جائے گا۔ اس پر سیکرٹری زراعت نے ریسرچ ماہرین کی میٹنگ طلب کی اور پھر اس میٹنگ میں ماہرین نے اس بات کی تصدیق کر دی کہ اگر اس خصوصی تیار شدہ بیج کی صرف معمولی سی مقدار بھی مل جائے تو وہ اسے پاکیشیا سے زیادہ تیزی سے مزید بہتر بنا کر اسے دنیا پر اوپن کر سکتے ہیں۔ چنانچہ سیکرٹری زراعت نے اس منصوبے کی باقاعدہ نہ صرف منظوری دے دی بلکہ انہوں نے یہ ٹاسک میری ایجنسی کے ذمہ لگا دیا"۔ سائمن نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

" پھر آپ نے اب تک کیا کیا ہے"...... چیف سیکرٹری نے سپاٹ لہجے میں پوچھا۔

"میری ایجنسی کی ایک خصوصی ایجنٹ جس کے آباؤ اجداد پاکیشیا کے ہی رہنے والے ہیں وہ سنٹرل ایگری کلچر یونیورسٹی میں پڑھاتی بھی ہے اس طرح وہ بھی زرعی سائنس دان بھی ہے۔ میں نے یہ کام اس کے ذمے لگا دیا اور وہ پاکیشیا پہنچ گئی ہے۔ ابھی آپ کی کال آنے سے پہلے اس کی کال آئی تھی کہ وہ پاکیشیائی سائنس دان ڈاکٹر آسیہ کمال سے مل چکی ہے اور تحقیقاتی سنٹر میں پہنچ رہی ہے۔ وہاں سے وہ آسانی سے مطلوبہ مقدار میں یہ ترقی یافتہ بیج حاصل کر لے گی اور پھر واپس آجائے گی اور وہاں کسی کو اس کا علم بھی نہ ہو سکے گا"...... سائمن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اور اگر اس کی اطلاع وہاں کی سیکرٹ سروس کو ہو گئی تو پھر"۔ چیف سیکرٹری نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"سیکرٹ سروس۔ جناب سیکرٹ سروس کا زرعی تحقیق سے کیا تعلق۔ انہیں کیسے علم ہو سکتا ہے"...... سائمن نے حیران ہو کر کہا۔

"پاکیشیا کے خلاف جب بھی کوئی مشن ترتیب دیا گیا اور اسے جس قدر بھی خفیہ رکھا گیا سیکرٹ سروس کو بہرحال اس کا علم ہو گیا اور پھر نہ صرف وہ مشن ناکام ہو گیا بلکہ بین الاقوامی طور پر بھی پریشانیاں پیدا ہوئیں۔ اب اگر پاکیشیا سیکرٹ سروس کو اس کا علم ہو گیا تو نہ صرف آپ کی یہ ایجنٹ پکڑی جائے گی بلکہ یہ بات بین الاقوامی سطح پر ثبوتوں کے ساتھ پیش کی جائے گی کہ کارمن کریڈٹ

لینے کے لئے اس طرح دوسروں کی چیزوں کو حاصل کرتا ہے۔ پھر آپ کو معلوم ہے کہ ہمارے ملک کی کس قدر بے عزتی ہو گی۔ کیا اندازہ ہے اس کا آپ کو"...... چیف سیکرٹری کے لہجے میں بے پناہ غصہ تھا۔

"سر ایسی کوئی بات نہیں۔ کسی کو اس کا علم نہیں ہو گا۔ یہ میری ذمہ داری ہے سر آپ بے فکر رہیں۔ میں نے منصوبہ ہی ایسا بنایا ہے"...... سائمن نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"آپ اپنی ایجنٹ کو یہ کہہ دیں کہ اگر وہ ٹریس ہو جائے یا پکڑی جائے تو اپنے آپ کو حکومت کارمن یا آپ کی ایجنسی سے متعلق ظاہر نہ کرے بلکہ یہ ظاہر کرے کہ اس نے یہ کام ذاتی طور پر کیا ہے اور ہاں اگر وہ پکڑی نہ گئی اور اس نے کام بھی کر دیا تو پھر واقعی کارمن کو بہت بڑا کریڈٹ مل جائے گا اس صورت میں آپ کی ایجنسی کو اور آپ کی اس ایجنٹ کو حکومت کی طرف سے کریڈٹ دیا جائے گا"...... چیف سیکرٹری نے کہا تو سائمن کے چہرے پر مسکراہٹ رینگنے لگی۔

"یس سر میں کہہ دیتا ہوں سر"...... سائمن نے کہا۔

"اوکے"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رسیور رکھ دیا گیا تو سائمن نے بے اختیار ایک طویل سانس لے کر رسیور رکھا اور پھر میز کی دراز سے ٹرانسمیٹر باہر نکال کر اسے میز پر رکھا اور اس پر فریکونسی ایڈجسٹ کرنے میں مصروف ہو گیا۔ اسے

چیف سیکرٹری کی بات واقعی سمجھ میں آگئی تھی کہ اگر ٹی اے پکڑی
جائے تو وہ کارمن حکومت کا نام نہ لے۔ گو ویسے اسے سو فیصد یقین
تھا کہ وہ پکڑی نہ جائے گی لیکن پھر بھی وہ یہ اطلاع ٹی اے تک پہنچا
دینا چاہتا تھا تاکہ چیف سیکرٹری صاحب کے حکم کی تعمیل بھی ہو
جائے اور پکڑے جانے کی صورت میں بہرحال حکومت کا تحفظ بھی ہو
سکے لیکن فریکونسی ایڈجسٹ کرتے کرتے اسے اچانک ایک اور خیال
آیا تو وہ بے اختیار چونک پڑا۔ اس نے ٹرانسمیٹر کو چھوڑا اور فون کا
رسیور اٹھا کر فون پیس کے نیچے لگے ہوئے ایک بٹن کو پریس کر کے
اس نے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔ اس طرح اس بٹن کے
پریس ہونے سے کال ڈائریکٹ ہو گئی تھی۔

"یس بلیک ایجنسی ہیڈ کوارٹر"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک
مردانہ آواز سنائی دی۔

"سائمن بول رہا ہوں چیف آف ایگروسان۔ آرتھر سے بات
کراؤ"...... سائمن نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"یس سر۔ ہولڈ آن کریں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو آرتھر بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد بلیک ایجنسی کے
چیف آرتھر کی آواز سنائی دی۔

"سائمن بول رہا ہوں آرتھر"...... سائمن نے نرم لہجے میں کہا
کیونکہ وہ اور آرتھر بڑے گہرے دوست تھے۔

"آج کیسے آفس ٹائم میں فون کیا ہے۔ خیریت ہے"...... آرتھر

نے مسکراتے ہوئے لہجے میں پوچھا۔

"تمہاری ایجنسی دنیا بھر کی سیکرٹ سروسز اور سرکاری ایجنسیوں
کے خلاف کام کرتی رہتی ہے۔ کیا تم پاکیشیا سیکرٹ سروس کے
بارے میں کچھ جانتے ہو"...... سائمن نے کہا۔

"ہاں۔ کیوں کیا ہوا۔ تمہارا پاکیشیا سیکرٹ سروس سے کیا تعلق
پیدا ہو گیا۔ تمہاری ایجنسی تو زرعی تحقیقات کے سلسلے میں کام کرتی
ہے"...... آرتھر نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ایک میٹنگ میں چیف سیکرٹری صاحب اس سیکرٹ سروس کی
بڑی تعریف کر رہے تھے۔ مجھے بے حد حیرت ہوئی کیونکہ وہ جس ٹائپ
کے آدمی ہیں تم مجھ سے زیادہ اچھی طرح جانتے ہو اس لئے مجھے
تجسس پیدا ہوا۔ ان سے تو پوچھنے کی جرأت نہ ہوئی میں نے سوچا کہ
تم سے پوچھ لوں"...... سائمن نے اصل بات کو چھپاتے ہوئے
کہا۔

"چیف سیکرٹری صاحب درست کہہ رہے ہیں۔ یہ دنیا کی سب
سے خطرناک سیکرٹ سروس ہے۔ اس قدر خطرناک کہ کارمن تو
ایک طرف پوری دنیا کی سپر پاورز اور بڑی بڑی بین الاقوامی مجرم
تنظیمیں اس کے نام سے ہی خوف کھاتی ہیں"...... آرتھر نے جواب
دیا تو سائمن کے چہرے پر انتہائی حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

"کیا تم درست کہہ رہے ہو۔ پاکیشیا تو انتہائی پسماندہ سا ملک
ہے"...... سائمن نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"پہلے تھا اب نہیں ہے۔ ویسے وہ ملک جیسا بھی ہے بہر حال اس کی سیکرٹ سروس ایسی ہی ہے"۔۔۔۔۔۔ آرتھر نے جواب دیا۔

"یہ کیسے ممکن ہے۔ سپر پاورز کے پاس بڑی بڑی ایجنسیاں ہیں اور بے پناہ وسائل ہوتے ہیں۔ وہ چاہیں تو اس چھوٹے سے ملک کی سیکرٹ سروس کو ایک لمحے میں کچل کر رکھ دیں"۔۔۔۔۔۔ سائمن نے کہا۔

"پہلی بات تو یہ ہے کہ کسی کو اس سروس کے بارے میں کسی قسم کا علم نہیں ہے۔ نہ ہی اس کے چیف کے بارے میں اور نہ اس کے ممبرز کے بارے میں اور وہ جب چاہتے ہیں جہاں چاہتے ہیں پہنچ جاتے ہیں اور اس قدر تیزی اور مہارت سے کام کرتے ہیں کہ بس کچھ نہ پوچھو۔ ان کی کارکردگی کو الفاظ میں بیان نہیں کیا جا سکتا۔ خاص طور پر اس سروس کے لئے کام کرنے والا ایک آدمی جس کا نام علی عمران ہے اس کا تو نام ہی لوگوں کو دہشت زدہ کر دیتا ہے حالانکہ یہ آدمی بظاہر مسخرہ سا ہے اور انتہائی مزاحیہ اور شگفتہ باتیں کرتا ہے اور مسخروں جیسی حرکتیں کرتا ہے لیکن یہ دنیا کا خطرناک ترین ایجنٹ سمجھا جاتا ہے"۔۔۔۔۔۔ آرتھر نے جواب دیا۔

"تو کیا اس آدمی کو ہلاک نہیں کیا جا سکتا ہے جبکہ بقول تمہارے وہ سامنے ہے"۔۔۔۔۔۔ سائمن نے منہ بناتے ہوئے کہا تو دوسری طرف سے آرتھر بے اختیار ہنس پڑا۔

"اگر ایسا ممکن ہوتا تو اب تک لاکھوں بار ایسا ہو چکا ہوتا کیونکہ

سب جانتے ہیں کہ علی عمران وہاں پاکیشیا کے دارالحکومت میں ایک فلیٹ میں اپنے باورچی کے ساتھ رہتا ہے لیکن آج تک کوئی اسے انگلی لگانے میں بھی کامیاب نہیں ہو سکا"۔۔۔۔۔۔ آرتھر نے کہا۔

"فلیٹ میں رہتا ہے۔ تو کیا پاکیشیا میں بھی جگہ کی تنگی ہے کہ وہاں لوگ فلیٹس میں رہنے پر مجبور ہیں کارمن کی طرح"۔۔۔۔۔۔ سائمن نے کہا۔

"نہیں۔ وہاں بڑی بڑی کالونیاں ہیں جن میں بڑی بڑی وسیع رہائشی کوٹھیاں ہیں وہاں فلیٹس میں تو غریب لوگ رہتے ہیں"۔ آرتھر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تو کیا یہ عمران غریب ہے۔ حیرت ہے"۔۔۔۔۔۔ سائمن کی سمجھ میں واقعی یہ بات نہ آ رہی تھی۔

"اس کا والد سر عبدالرحمن پاکیشیا کا ایک بڑا جاگیردار ہے اور وہاں کی سنٹرل انٹیلی جنس بیورو کا ڈائریکٹر جنرل ہے یہ عمران اس کا اکلوتا لڑکا ہے لیکن عمران انتہائی مسخری طبیعت کا آدمی ہے جبکہ اس کے والد انتہائی باوقار اور اصول پسند آدمی ہیں اس لئے انہوں نے عمران کو اس کی مزاحیہ حرکتوں کی وجہ سے عاق کر رکھا ہے اور عمران فلیٹ میں رہتا ہے"۔۔۔۔۔۔ آرتھر نے کہا۔

"اچھا ہو گا۔ بہر حال میرا اس سے کیا تعلق۔ کیا تمہاری اس سے کبھی ملاقات ہوئی ہے"۔۔۔۔۔۔ سائمن نے کہا۔

"ہاں کئی بار کیوں"۔۔۔۔۔۔ آرتھر نے پوچھا۔

"اگر کبھی وہ کارمن آئے تو مجھے ضرور اس سے ملوانا۔ تمہاری باتیں سن کر مجھے اس سے ملاقات کا شوق ہو گیا ہے"....... سائمن نے کہا۔

"او کے اگر کبھی ایسا موقع آیا تو ضرور ملواؤں گا"....... آرتھر نے کہا۔

"او کے بے حد شکریہ۔ گڈ بائی"....... سائمن نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کر دیا۔ فریکونسی چونکہ وہ پہلے ہی اس پر ایڈجسٹ کر چکا تھا اس لئے اس نے صرف اسے آن کیا تھا۔

"ہیلو ہیلو سائمن کالنگ۔ اوور"....... سائمن نے کہا۔

"یس ٹی اے اٹنڈنگ یو۔ اوور"....... چند لمحوں بعد دوسری طرف سے ٹی اے کی آواز سنائی دی۔

"ٹی اے میں نے تمہیں اس لئے کال کیا ہے کہ چیف سیکرٹری صاحب کو ہمارے مشن کا علم ہوا تو انہوں نے کہا ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس انتہائی خطرناک ہے اور خاص طور پر اس کے لئے کام کرنے والا ایک مسخرہ سا نوجوان ہے جس کا نام علی عمران ہے جو وہاں کے سنٹرل انٹیلی جنس بیورو کے ڈائریکٹر جنرل کا لڑکا ہے اور پاکیشیا دارالحکومت میں اپنے باورچی کے ساتھ کسی فلیٹ میں رہتا ہے۔ اس تک یہ معاملہ نہ پہنچے کیونکہ یہ عمران اور یہ سیکرٹ سروس پوری دنیا میں انتہائی خطرناک سمجھے جاتے ہیں۔ اس طرح ہمارا مشن

ناکام ہو سکتا ہے لیکن میرے یقین دلانے پر کہ ایسا نہیں ہو گا انہوں نے مشن کی منظوری دے دی ہے لیکن انہوں نے حکم دیا ہے کہ میں تمہیں اطلاع کر دوں کہ اگر تم پکڑی جاؤ تو پھر تم نے اپنے آپ کو ایگروسان یا حکومت کارمن سے متعلق ظاہر نہیں کرنا بلکہ اسے اپنا ذاتی فعل ظاہر کرنا ہے تاکہ حکومت اور ملک کی بدنامی نہ ہو۔ اوور"۔ سائمن نے آرتھر سے ملی ہوئی تفصیل بھی ساتھ ہی دوہراتے ہوئے کہا۔

"باس ہمارے مشن کا سیکرٹ سروس سے کیا تعلق ہو سکتا ہے۔ اس کا تو کسی کو علم تک نہ ہو گا۔ اوور"....... ٹی اے نے جواب دیا۔

"میں نے اس لئے تمہیں یہ اطلاع دی ہے کہ ہو سکتا ہے کہ وہ تمہارا کزن اور اس کے ساتھیوں کا کوئی تعلق بھی سیکرٹ سروس سے ہو اس لئے تم نے ہر طرف سے محتاط رہنا ہے۔ اوور"۔ سائمن نے کہا۔

"یس سر۔ آپ بے فکر رہیں۔ میں ہر طرح سے محتاط رہوں گی۔ اوور"....... ٹی اے نے جواب دیا۔

"او کے اوور اینڈ آل"....... سائمن نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ٹرانسمیٹر آف کیا اور پھر اسے اٹھا کر اس نے میز کی دراز میں رکھا اور پھر سامنے پڑی ہوئی فائل کی طرف متوجہ ہو گیا۔ اس کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات نمایاں تھے۔

عمران نے کار ہوٹل شیراز کی پارکنگ میں روکی اور پھر وہ نیچے اتر آیا۔ اس نے اس وقت شلوار قمیض کے اوپر ہلکے براؤن رنگ کی شیروانی پہن رکھی تھی۔ پاؤں میں سلیم شاہی جوتا تھا۔ اس لباس میں وہ واقعی بے حد وجیہہ دکھائی دے رہا تھا۔ پارکنگ بوائے نے اسے ٹوکن دیا اور عمران اس سے ٹوکن لے کر مسکراتا ہوا ہوٹل کے مین گیٹ کی طرف بڑھ گیا۔ ہوٹل شیراز کا افتتاح ابھی حال ہی میں ہوا تھا اور یہ ہوٹل انتہائی اعلیٰ طبقے کے لئے ریزرو تھا۔ یہی وجہ تھی کہ یہاں آنے والا ہر مرد سوٹ میں ملبوس ہوتا تھا اور شاید مقامی لباس کو پہن کر یہاں آنے کا کسی نے تصور بھی نہ کیا ہو اس لئے پارکنگ بوائے تو ایک طرف وہاں موجود ہر آدمی اس طرح حیرت سے عمران کو دیکھ رہا تھا جیسے وہ دنیا کا کوئی عجوبہ ہو لیکن عمران اطمینان سے چلتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا۔ چونکہ وہ چند بار ہی اس ہوٹل میں آیا تھ

اس لئے ہوٹل کا عملہ اس سے واقف نہ تھا۔ عمران جیسے ہی گیٹ پر پہنچا وہاں موجود ایک دربان نے ہاتھ اٹھا کر اسے روک دیا۔

"مجھے افسوس ہے جناب آپ اس لباس میں اندر نہیں جا سکتے"...... دربان کا لہجہ مؤدبانہ تھا لیکن اس کی آواز میں ہلکی سی کرختگی موجود تھی۔

"یہ لباس اندر نہیں جا سکتا یا میں اندر نہیں جا سکتا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یہ لباس پہن کر آپ اندر نہیں جا سکتے جناب۔ یہاں داخلے کے لئے سوٹ لازمی ہے"...... دربان نے اس بار قدرے سخت لہجے میں کہا۔

"لیکن یہ تو پاکیشیا کا قومی لباس ہے۔ تمہارے باپ دادا بھی ایسا ہی لباس پہنتے تھے اور میرے باپ دادا بھی"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"میں کیا عرض کر سکتا ہوں جناب مالکوں کا حکم ہے"۔ دربان نے جان چھڑانے کے سے انداز میں کہا۔

"تو میں یہ لباس یہیں اتار دیتا ہوں واپسی پر پہن لوں گا"۔ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے شیروانی کے بٹن کھولنے شروع کر دیئے۔

"یہ آپ کیا کر رہے ہیں۔ کیا آپ ہوش میں ہیں"...... دربان نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا کیونکہ عمران کے چہرے پر ابھر آنے

والے تاثرات دیکھ کر ہی وہ سمجھ گیا تھا کہ عمران واقعی اپنا لباس اتارنے پر آمادہ ہے۔

"اب کیا ہوا"...... عمران نے حیران ہو کر کہا۔

"آپ واپس جائیں اور سوٹ پہن کر آئیں"...... دربان نے اس بار انتہائی سخت لہجے میں کہا۔ اسی دوران آنے جانے والے بڑی حیرت بھری نظروں سے عمران کو دیکھ رہے تھے لیکن ان میں سے کسی نے اس سے کوئی بات نہ کی تھی۔

"تو پھر نکالو سوٹ کی رقم میں ابھی جا کر لے آتا ہوں"۔ عمران نے کہا۔

"جناب اگر آپ کے پاس سوٹ کے لئے رقم بھی نہیں ہے تو آپ کیوں یہاں وقت ضائع کرنے آئے ہیں۔ چلیں جائیں واپس"۔ دربان کا لہجہ یکلخت بدل گیا تھا۔ گو اس نے الفاظ میں جناب ضرور کہا تھا لیکن اس کا انداز ایسے تھا جیسے عمران مفلس آدمی ہو۔

"اگر رقم نہیں دے سکتے تو پھر چل کر ضمانت ہی دے دو۔ کرائے پر تو سوٹ مل ہی جائے گا تمہاری ضمانت پر۔ آخر تم اتنے بڑے ہوٹل کے معزز دربان ہو۔ میری طرح کوئی عام آدمی تو نہیں ہو"...... عمران بھلا کہاں آسانی سے باز آنے والا تھا۔

"میں کہتا ہوں واپس جاؤ ورنہ"...... دربان آخر اپنے اصل لہجے پر آ ہی گیا۔

"او کے پھر تو تمہیں خود بھی سوٹ پہننا چاہئے اور اگر تمہارے

مالک اس قدر مفلس و قلاش ہیں کہ تمہیں سوٹ کے لئے رقم نہیں دے سکتے تو چلو میں دے دیتا ہوں۔ آخر تم میرے بھائی ہو"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے شیروانی کی جیب سے بڑی مالیت کے چند نوٹ نکالے اور دربان کے ہاتھ پر رکھ دیئے۔

"یہ۔ یہ رقم۔ یہ"...... دربان اتنی بڑی مالیت کے نوٹ دیکھ کر بری طرح بوکھلا گیا تھا۔

"سوٹ نہ سہی بنیان تو آ ہی جائے گی۔ وہی پہن لینا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے دروازہ کھولا اور اندر داخل ہو گیا۔ دربان جو ہاتھوں میں پکڑے ہوئے نوٹوں کو دیکھ رہا تھا اسے روک ہی نہ سکا۔ عمران جیسے ہی ہال میں داخل ہوا ہال میں موجود مرد اور عورتیں یکلخت چونک کر اسے دیکھنے لگے۔ ان کے چہروں پر ایسی حیرت تھی جیسے کسی اور سیارے کی مخلوق ہال میں داخل ہو گئی ہو۔

"جناب یہ لباس"...... اچانک ایک سپروائزر نے تیزی سے اس کے قریب آتے ہوئے کہا۔

"سوری میرے پاس جو رقم تھی وہ میں دربان کو دے آیا ہوں البتہ تمہارا ادھار رہا اگر میں زندہ رہا تو خود ہی ادھار اتار دوں گا ورنہ وصیت میں لکھ دوں گا کہ میری موت کے بعد کسی نہ کسی طریقے سے ادھار اتار دیا جائے"...... عمران نے کہا اور پھر تیزی سے اس طرف

کو بڑھ گیا جس طرف سپیشل ہال تھا۔ یہ سپیشل ہال دعوتوں کے لئے علیحدہ بنایا گیا تھا اور عمران جانتا تھا کہ جولیا اور اس کے ساتھی اس سپیشل ہال میں ہی موجود ہوں گے۔

" جناب یہ لباس ممنوع ہے۔ جناب آپ باہر جائیں جناب "۔ سپروائزر نے اس کے پیچھے آتے ہوئے کہا۔

" کیا کہہ رہے ہو۔ قومی لباس کو ممنوع کہہ رہے ہو۔ تمہاری یہ جرأت میں ابھی یہیں اسی ہال میں پریس کانفرنس کرتا ہوں۔ پھر میں دیکھوں گا کہ تمہارا یہ ہوٹل کیسے قائم رہتا ہے "....... عمران نے کہا تو سپروائزر بے اختیار جھجک کر پیچھے ہٹ گیا اور عمران اطمینان سے آگے بڑھنے لگا لیکن ابھی وہ سپیشل ہال تک پہنچا بھی نہ تھا کہ ایک ادھیڑ عمر آدمی تیزی سے چلتا ہوا اس کے قریب آیا۔

" عمران صاحب میں شرمندہ ہوں کہ سپروائزر نے آپ سے غلط بات کی ہے۔ میں آپ کو جانتا ہوں۔ آپ پلیز اس معاملے پر پریس کو کوئی بیان نہ دیں "....... اس ادھیڑ عمر آدمی نے عمران کے قریب آکر انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

" اوہ واسطی صاحب آپ اور یہاں "....... عمران نے چونک کر حیرت بھرے لہجے میں اس ادھیڑ عمر آدمی سے کہا کیونکہ وہ اسے جانتا تھا۔ وہ ہوٹل رین بو کا طویل عرصے تک مینجر رہا تھا۔

" جی۔ میں یہاں مینجر ہوں عمران صاحب اور اگر آپ نے پریس میں قومی لباس کے بارے میں بیان دے دیا تو لوگ واقعی ہوٹل کی

اینٹ سے اینٹ بجا دیں گے۔ یہ میری سروس کا سوال ہے آپ پلیز مہربانی کریں "....... مینجر نے گھگھیائے ہوئے لہجے میں کہا۔

" لیکن آپ نے کیوں قومی لباس پر بندش لگا رکھی ہے۔ اس کی وجہ "....... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" جناب مالکان کا حکم تھا لیکن میرا وعدہ کہ اب ایسا نہیں ہو گا۔ میں مالکان کو خود ہی سمجھا لوں گا "....... مینجر نے کہا۔ وہ چونکہ عمران سے واقف تھا اس لئے اسے جب سپروائزر نے جا کر بتایا اور اس نے عمران کو دیکھا تو اسے احساس ہو گیا کہ عمران سے کچھ بعید نہیں کہ وہ ایسی کانفرنس کر ہی ڈالے یا پریس میں بیان دے دے اس لئے وہ اس وقت گھگھیا رہا تھا۔

" اوکے پھر میں پریس کانفرنس ملتوی کر دیتا ہوں "....... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو مینجر نے اس کا شکریہ ادا کیا۔ اس کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات ابھر آئے تھے اور عمران مسکراتا ہوا آگے بڑھا اور پھر سپیشل ہال کا دروازہ کھول کر وہ اندر داخل ہوا تو وہاں واقعی پوری سیکرٹ سروس موجود تھی جبکہ ایک نوجوان لڑکی بھی وہاں موجود تھی۔ اسے دیکھتے ہی عمران بے اختیار چونک پڑا کیونکہ اس کے ذہن میں فوراً اس لڑکی کا چہرہ آگیا تھا لیکن اسے یاد نہ آ رہا تھا کہ وہ اسے کہاں دیکھ چکا ہے۔

" السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ یا اہل ہوٹل شیراز و سپیشل ہال "۔ عمران نے آگے بڑھتے ہوئے بڑے خشوع و خضوع سے سلام

کرتے ہوئے کہا۔ وہ لڑکی بڑی حیرت بھری نظروں سے عمران کو دیکھ رہی تھی۔ صفدر اور اس کے ساتھی عمران کے استقبال کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے تو جولیا بھی اٹھی اور ساتھ ہی وہ لڑکی بھی اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔

"کلاس سٹ ڈاؤن اور آج میرا پڑھانے کا موڈ نہیں ہے اس لئے کیا خیال ہے لطیفے نہ سنائے جائیں"....... عمران نے ایسے لہجے میں کہا جیسے وہ سب پرائمری سکول کے بچے ہوں اور عمران ان کا استاد ہو اور سوائے جولیا اور تنویر کے باقی سب بے اختیار ہنس پڑے۔

"کم از کم مہمان کا تو خیال کر لیا کرو اور پھر یہ کیا لباس پہن کر آ گئے ہو"....... جولیا نے غراتے ہوئے کہا۔

"مہمان۔ اوہ تو یہاں کوئی مہمان بھی ہے۔ پھر تو میرا خیال ہے کہ میرا لباس ٹھیک ہے فاتحہ خوانی کے لئے ایسا ہی لباس پہنا جاتا ہے"....... عمران نے کہا۔

"شٹ اپ یو نانسنس۔ ان سے ملو یہ ہیں مس تابندہ آصف۔ یہ کارمن کی رہنے والی ہیں اور تنویر کی کزن ہیں اور تابندہ یہ ہے علی عمران"....... جولیا نے اس لڑکی اور عمران کا باہمی تعارف کراتے ہوئے کہا۔

"آپ سے مل کر بے حد خوشی ہوئی ہے علی عمران صاحب"۔ لڑکی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یا اللہ تیرا لاکھ لاکھ شکر ہے۔ اس دنیا میں کوئی تو ایسی شخصیت

ہے جو مجھ سے مل کر مسرت کا اظہار کرتی ہے۔ آپ کا بے حد شکریہ مس تابندہ آصف۔ آپ نے مجھ ناچیز سے ملاقات پر خوشی کا اظہار کر کے مجھے بے داموں خرید لیا ہے۔ ویسے ان مس صاحبہ نے شاید میرا پورا تعارف نہیں کرایا اور کیوں نہیں کرایا اس کی وجہ میں تعارف کے بعد بتاؤں گا۔ مجھے حقیر فقیر پر تقصیر بندہ نادان ہیچ مدان کو علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) کہتے ہیں اور اب وہ وجہ بھی بتا دوں ویسے آپ کا تو مجھے علم نہیں ہے البتہ آپ کے علاوہ یہ خاتون اور یہاں جتنے بھی حضرات موجود ہیں ان بیچاروں کے پاس سرے سے کوئی ڈگری ہی نہیں ہے اس لئے یہ میرا پورا تعارف نہیں کراتے"۔ عمران کی زبان رواں ہو گئی۔

"بکواس مت کرو اور بیٹھ جاؤ"....... جولیا نے غراتے ہوئے لہجے میں کہا تو عمران اس طرح پیچھے ہٹا جیسے جولیا کی گھرکی سے خوفزدہ ہو گیا ہو۔

"یہ۔ یہ۔ میں تو سمجھا تھا کہ یہاں کھانے پینے کی دعوت ہو گی لیکن لگتا ہے یہاں تو گھرکیوں اور جھڑکیوں کی دعوت ہے"۔ عمران نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔

"عمران صاحب مجھے خوشی ہے کہ آپ جیسے خوش اخلاق اور شگفتہ مزاج سے میرا تعارف ہو گیا ہے"....... تابندہ نے ہنستے ہوئے کہا۔

"آپ کا تعارف نہیں ہوا۔ کیا تنویر کی کزن ہونا تعارف ہے"....... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"عمران میں نے تمہیں کہا تھا کہ ہوش میں رہنا"....... اچانک تنویر نے غراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ہوش میں۔ اوہ اوہ ایک منٹ"....... عمران نے چونک کر کہا اور پھر کرسی سے اٹھ کر وہ صفدر کے پیچھے سے ہو کر اس کے ساتھ بیٹھے ہوئے تنویر کی طرف بڑھ گیا۔

"سونگھو میرا منہ سونگھو پھر بتاؤ کیا میں نے پی رکھی ہے"۔ عمران نے اس کے منہ کے قریب اپنا منہ لے جاتے ہوئے کہا تو سب بے اختیار قہقہہ مار کر ہنس پڑے۔ تابندہ بھی عمران کے اس انداز پر بے اختیار ہنس پڑی تھی۔

"جولیا تم اسے سمجھاؤ"....... تنویر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"تمہاری قوت شامہ اگر کمزور ہے تو چلو میں مس تابندہ سے اپنا منہ سنگھوا لیتا ہوں"....... عمران نے واپس مڑتے ہوئے کہا۔

"بیٹھ جاؤ۔ بیٹھ جاؤ"....... جولیا نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔ اسے معلوم تھا کہ اگر عمران کو نہ روکا گیا تو وہ واقعی اپنا منہ تابندہ کے منہ کے قریب لے جائے گا۔

"پہلے تنویر کو بتا دو کہ میں واقعی ہوش میں ہوں"....... عمران نے بڑے احتجاج بھرے لہجے میں کہا۔

"میں نے تو محاورتاً کہا تھا"....... تنویر نے کہا اور سب اس کے

اس فقرے پر ایک بار پھر ہنس پڑے۔

"محاورتاً۔ اوہ اچھا پھر ٹھیک ہے"....... عمران نے بڑے اطمینان بھرے لہجے میں کہا اور پھر دوبارہ اپنی کرسی پر بیٹھ گیا۔

"ویسے یہ بات محاورہ نہیں ہو سکتی کہ مس تابندہ کو دیکھنے کے بعد کوئی آدمی ہوش میں رہ جائے۔ کیوں مس تابندہ آپ کی تابندگی دیکھنے والوں کو یقیناً ہوش سے بیگانہ کر دیتی ہے"۔ عمران نے کہا تو جولیا کا چہرہ بگڑ سا گیا۔

"اس خوبصورت تعریف کا بے حد شکریہ عمران صاحب"۔ تابندہ نے بڑے مسرت بھرے لہجے میں کہا اور جولیا کا چہرہ مزید بگڑ گیا۔

"عمران صاحب اس لباس میں آپ کو اس ہوٹل میں کیسے داخل ہونے دیا گیا۔ یہاں تو سوٹ پہننا لازمی ہے"....... صفدر نے جولیا کا چہرہ بگڑتے دیکھ کر موضوع بدلتے ہوئے کہا۔

"دربان نے روک لیا تھا۔ میں نے جب اس سے پوچھا کہ تمہیں لباس پر اعتراض ہے یا مجھ پر تو اس نے کہا لباس پر۔ اس پر میں نے بڑی نیک نیتی سے اسے آفر کر دی کہ میں لباس باہر ہی اتار کر اندر چلا جاتا ہوں"....... عمران نے جواب دیا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔

"پھر تو اس نے اجازت دے دی ہو گی"....... صفدر نے ہنستے ہوئے کہا۔

"اجازت دے دیتا تو میں اس لباس میں یہاں تمہارے سامنے

کیسے بیٹھا ہوتا اس لئے مجبوراً مجھے اسی لباس سمیت اندر آنا پڑا"۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا تو سب ایک بار پھر ہنس پڑے۔

" اجازت سے میرا مطلب لباس اتارنے کی اجازت سے نہ تھا بلکہ اس لباس سمیت اندر آنے کی اجازت سے تھا"۔ صفدر نے ہنستے ہوئے کہا۔

" ایک ہی بات ہے۔ مسئلہ تو لباس تھا"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اندر کسی نے نہیں روکا"...... اس بار نعمانی نے کہا۔

" سپروائزر نے روکا تھا۔ میں نے اسے دھمکی دے دی کہ میں ابھی پریس کانفرنس بلاتا ہوں تاکہ کل اخبار میں شائع ہو سکے کہ ہوٹل شیراز کی انتظامیہ نے قومی لباس کو ممنوع قرار دے رکھا ہے پھر نہ رہے گا بانس اور نہ بجے گی بانسری۔ نہ ہوٹل رہے گا اور نہ لباس کا مسئلہ جس پر بے چارہ مینجر بھاگتا ہوا آیا اور اس نے میری منتیں شروع کر دیں کہ میں پریس کانفرنس نہ بلاؤں وہ اس ممانعت کو ختم کر دے گا۔ چنانچہ اس کے شریفانہ وعدے پر میں نے پریس کانفرنس بلانے کا ارادہ ملتوی کر دیا"...... عمران نے جواب دیا تو سب ایک بار پھر ہنس پڑے اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی ویٹروں نے جولیا کے دیئے ہوئے مینو کے مطابق سروس کا آغاز کر دیا۔ کھانے کے درمیان بھی عمران کی باتوں کا سلسلہ جاری رہا۔ کھانے کے بعد کافی کا دور چلا۔

" آپ نے میرے اعزاز میں دعوت دے کر میری عزت افزائی فرمائی ہے مس جولیا لیکن ایک بات میری سمجھ میں نہیں آئی کہ آپ سب تو کاروباری افراد ہیں لیکن عمران صاحب مجھے کسی بھی لحاظ سے کاروباری نہیں لگتے۔ ان کی طبیعت کا آدمی تو کاروبار کر ہی نہیں سکتا اور پھر ان کی ڈگریاں"...... تابندہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" ارے آپ کو انہوں نے نہیں بتایا کہ میں دنیا کا سب سے مقدس کاروبار کرتا ہوں"...... عمران نے چونک کر اور چہرے پر حیرت پیدا کرتے ہوئے کہا۔

" مقدس کاروبار۔ کیا مطلب"...... تابندہ نے چونک کر کہا۔ باقی ساتھی بھی حیرت بھری نظروں سے عمران کو دیکھنے لگے۔

"شادی ایک مقدس بندھن ہے اور میرا کاروبار شادی کرانا ہے جیسے میں کوشش کر رہا ہوں کہ تنویر اور آپ کی شادی کرا سکوں۔ آپ کا کیا خیال ہے"...... عمران نے کہا تو تابندہ بے اختیار چونک پڑی جبکہ تنویر کے چہرے پر غصے کے تاثرات ابھر آئے۔

" تنویر میرا کزن ہے اور اگر تنویر مجھ سے شادی پر آمادہ ہو جائے تو مجھے منظور ہے لیکن شرط یہ ہے کہ تنویر پاکیشیا چھوڑ کر کارمن کی شہریت اختیار کرے"...... تابندہ نے بڑے بے باکانہ لہجے میں کہا۔

" مبارک ہو تنویر۔ اب تو تمہیں کوئی اعتراض نہیں ہے۔ ماشاءاللہ میرا خیال ہے دعائے خیر پڑھ لی جائے"...... عمران نے کہا۔

"فی الحال میرا شادی کرنے کا کوئی ارادہ نہیں ہے"...... تنویر نے انتہائی سپاٹ لہجے میں کہا۔

"فی الحال۔ چلو کوئی بات نہیں تابندہ دو چار سو سال انتظار کر سکتی ہے۔ کیوں تابندہ"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو تابندہ بے اختیار ہنس پڑی۔

"اب مجھے یقین آگیا ہے کہ آپ واقعی انتہائی کامیاب کاروباری ہیں لیکن اگر تنویر صاحب ہی آمادہ نہیں ہیں تو میں کیا کہہ سکتی ہوں"۔ تابندہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"مس تابندہ۔ ایک بات میں آپ کو بتا دوں کہ آپ کے آباؤ اجداد مشرق کے رہنے والے تھے اس لئے بہرحال آپ میں مشرقی خون ہے اور مشرق میں لڑکیاں اپنی شادی کے سلسلے میں اس طرح بے باکی سے باتیں نہیں کیا کرتیں اور ویسے بھی اس بات کو یہاں پسند نہیں کیا جاتا"...... جولیا نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں تابندہ کو سمجھاتے ہوئے کہا۔

"چلو تمہارے آباؤ اجداد تو مغرب کے رہنے والے تھے تم اعلان کر دو"...... عمران نے شرارت بھرے لہجے میں جولیا سے مخاطب ہو کر کہا تو جولیا بے اختیار ہنس پڑی لیکن اس نے کوئی جواب نہ دیا۔

"عمران صاحب کیا واقعی آپ میرج بیورو کا بزنس کرتے ہیں"۔ تابندہ نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یہ تو میرا پارٹ ٹائم کام ہے۔ اصل کام تو دوسرا ہے"۔ عمران

نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا تو تابندہ چونک پڑی۔

"کون سا"...... تابندہ نے بڑے سنجیدہ سے لہجے میں کہا۔

"میں قوالوں کے پیچھے تالیاں بجاتا ہوں"...... عمران نے بھی اسی طرح انتہائی سنجیدہ لہجے میں جواب دیا تو سب بے اختیار ہنس پڑے لیکن تابندہ کے چہرے پر الجھن اور حیرت کے تاثرات بدستور تھے۔

"کیا کرتے ہیں آپ۔ کیا بتایا ہے آپ نے"...... تابندہ نے حیران ہو کر پوچھا۔ ظاہر ہے اس کو نہ قوالوں کا علم تھا اور نہ ان کے پیچھے تالیاں بجانے والوں کے بارے میں وہ کچھ جانتی تھی۔

"یہاں ہمارے ہاں کسی بزرگ کو خراج تحسین پیش کرنے کے لئے ایک خاص انداز میں گایا جاتا ہے اور روھم کے لئے گانے والے کے ساتھ مخصوص انداز میں تالیاں بجانے والے ہوتے ہیں۔ ان گانے والوں کو قوال کہتے ہیں"...... صفدر نے تابندہ کو سمجھاتے ہوئے کہا۔

"اوہ لیکن آپ تو ڈاکٹر آف سائنس ہیں پھر"...... تابندہ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اسی لئے تو تالیاں بجاتا ہوں۔ اگر کچھ پڑھ لکھ گیا ہوتا تو کسی یونیورسٹی میں پروفیسر ہوتا"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا تو تابندہ نے اس انداز میں سر ہلایا جیسے کوئی بات اس کی سمجھ میں نہ آئی ہو۔

"آپ شاید مجھ پر طنز کر رہے ہیں"....... تابندہ نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"آپ پر۔ اوہ نہیں آپ تو مہمان ہیں لیکن کیا آپ یونیورسٹی میں پروفیسر ہیں"....... عمران نے چونک کر کہا۔

"ہاں میں نے زراعت میں اعلیٰ تعلیم حاصل کی ہے اور میں کارمن کی سنٹرل ایگری کلچر یونیورسٹی میں پڑھاتی بھی ہوں اور تیل دار اجناس کے سلسلے میں یونیورسٹی کے ایک تحقیقاتی انسٹی ٹیوٹ میں ریسرچ بھی کرتی ہوں۔ میرا یہاں آنے کا مقصد اپنے روٹس کو تلاش کرنا بھی تھا اور ساتھ ہی یہاں پاکیشیا میں زراعت کے تحقیقاتی انسٹی ٹیوٹ کا مطالعاتی دورہ بھی تھا اور مجھے خوشی ہے کہ کل میں ایک زرعی ریسرچ انسٹی ٹیوٹ جا رہی ہوں۔ ڈاکٹر آسیہ کمال جو کہ اس ریسرچ سنٹر کے ایک سیکشن کی انچارج ہیں انہوں نے مجھے دعوت دی ہے"....... تابندہ نے بڑے فخریہ لہجے میں کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

"اوہ تو پھر کل آپ سے وہاں ملاقات ہو گی۔ مجھے بھی ڈاکٹر آسیہ کمال نے دعوت دی ہے لیکن انہوں نے تو مجھے نہیں بتایا کہ آپ کو بھی دعوت دی گئی ہے"....... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ باقی ساتھی بھی چونک کر حیرت بھرے انداز میں ان کی باتیں سن رہے تھے۔ تنویر کے چہرے کا رنگ بدل گیا تھا۔

"آپ کے پاس سرخ رنگ کی سپورٹس کار ہے شاید"۔ تابندہ نے

کہا تو عمران چونک پڑا۔

"ہاں کیوں"....... عمران نے کہا۔

"میں جب کل ٹیکسی میں موجود ڈاکٹر آسیہ کمال کی رہائش گاہ تلاش کرتی پھر رہی تھی تو میں نے وہاں آپ کی کار دیکھی تھی۔ مجھے بھی چونکہ سپورٹس کار رکھنے کا شوق ہے اس لئے جب میں نے آپ کی کار دیکھی تو میں اسے دیکھتی رہ گئی اور اب میں نے آپ کو پہچان لیا ہے۔ آپ اس وقت ڈاکٹر آسیہ کمال سے مل کر واپس جا رہے تھے شاید۔ مجھے ڈاکٹر آسیہ کمال نے بتایا تھا لیکن مجھے یہ معلوم نہ تھا کہ وہ علی عمران آپ ہی ہیں"....... تابندہ نے مسکراتے ہوئے کہا تو عمران نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔ اب اسے یاد آگیا تھا کہ اس نے تابندہ کو کہاں دیکھا تھا۔ چونکہ اس نے سرسری طور پر اسے دیکھا تھا اسی لئے ہی اس کا خاکہ سا اس کے ذہن میں تھا لیکن اب تابندہ نے جب تفصیلی بات کی تھی تو اسے یاد آگیا تھا۔

"لیکن ڈاکٹر آسیہ کمال تو گندم سیکشن کی انچارج ہیں۔ تیل دار اجناس کا سیکشن تو علیحدہ ہو گا"....... عمران نے کہا۔

"ظاہر ہے دنیا کے زرعی سائنس دان ان کے بارے میں جانتے ہیں پھر وہ خاتون بھی ہیں اس لئے میں نے سوچا کہ ان سے ملاقات کی جائے اور ان کے حوالے سے تیل دار اجناس کے سیکشن سے تعارف حاصل کیا جائے۔ میں نے انسٹی ٹیوٹ فون کیا تھا تو مجھے بتایا گیا کہ وہ چھٹی پر ہیں اور ان کی رہائش گاہ کا پتہ بھی بتایا گیا لیکن وہاں

کوٹھیوں کے نمبر نہ تھے اس لئے ٹیکسی ڈرائیور ساری کالونی گھومتا رہا پھر وہ ایک کوٹھی کے سامنے ٹیکسی روک کر اترا اور اس نے اس سے ڈاکٹر آسیہ کمال کے بارے میں پوچھا تو اس نے بتایا۔ آپ اس وقت سپورٹس کار میں گزرے تھے جب وہ پتہ پوچھ رہا تھا"...... تابندہ نے مسکراتے ہوئے کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا لیکن اس کی پیشانی پر سوچ کی لکیریں بہرحال نمودار ہو گئی تھیں۔

"تنویر معاملات مجھے گڑبڑ لگتے ہیں"...... صفدر نے تنویر سے مخاطب ہو کر کہا۔ دعوت کے بعد صفدر اور کیپٹن شکیل اپنے فلیٹ پر جانے کی بجائے تنویر کے فلیٹ پر ہی آ گئے تھے جبکہ تابندہ کو اس کے ہوٹل ڈراپ کر دیا گیا تھا۔

"تمہارا مطلب اس ڈاکٹر آسیہ کمال سے تابندہ اور عمران دونوں کی ملاقات سے ہے"...... تنویر نے کہا۔

"ہاں۔ عمران صاحب کی پیشانی پر سوچ کی لکیریں میں نے دیکھی ہیں اور یہ اس وقت ہوتی ہیں جب عمران کسی الجھن کا شکار ہو اور عمران بغیر کسی خاص مقصد کے کسی ڈاکٹر سے ملاقات نہیں کر سکتا۔ اس کا مطلب ہے کہ اس انسٹی ٹیوٹ میں ضرور کوئی چکر چل رہا ہے جہاں تابندہ جا رہی ہے"...... صفدر نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب بھی کل اسی انسٹی ٹیوٹ جا رہے ہیں جہاں کل تابندہ جا رہی ہے اور عمران صاحب بھی اسی ڈاکٹر آسیہ کمال سے مل رہے ہیں جس سے تابندہ ملی ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ کوئی نہ کوئی گڑبڑ کہیں نہ کہیں واقعی موجود ہے"....... کیپٹن شکیل نے رائے دیتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب بغیر کسی خاص مقصد کے نہ ہی کسی ڈاکٹر آسیہ کمال سے مل سکتے ہیں اور نہ ہی انسٹی ٹیوٹ جا سکتے ہیں"۔ صفدر نے کہا۔

"لیکن کسی زرعی انسٹی ٹیوٹ میں کیا گھپلا ہو سکتا ہے۔ یہ بات میری سمجھ میں نہیں آ رہی"....... تنویر نے جواب دیا۔

"بظاہر تو کوئی نہیں ہو سکتا لیکن بہرحال کچھ نہ کچھ ہے ضرور"۔ صفدر نے جواب دیا۔

"اگر تمہارا شک تابندہ پر ہے کہ وہ کوئی گھپلا کر سکتی ہے تو وہ ہوٹل میں موجود ہے اس کی شہ رگ پر انگوٹھا رکھ کر اس سے اصل بات اگلوائی جا سکتی ہے"....... تنویر نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"تم اپنی کزن اور مہمان کے بارے میں ایسی بات سوچ رہے ہو۔ حیرت ہے"....... صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"گھپلا کا مطلب ہے کہ پاکیشیا کے مفادات کے خلاف کام ہو رہا ہے اور میں پاکیشیا کے مفادات کے لئے اسے گولی بھی مار سکتا ہوں"....... تنویر نے بڑے سرد لہجے میں کہا۔

"ارے ایسی کوئی بات نہیں۔ اگر کوئی بات ہو گی بھی تبھی تو عمران صاحب خود ہی اسے سنبھال لیں گے۔ تمہیں فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے"....... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"دیکھو صفدر میں یہ برداشت نہیں کر سکتا کہ کل میری کزن مجرم بن کر میرے سامنے کھڑی ہو اور عمران کے چہرے پر میرے لئے طنزیہ مسکراہٹ ہو اس لئے میں ابھی اور اسی وقت اس کا پتہ چلانا چاہتا ہوں۔ میں نے بھی عمران کا چہرہ دیکھا تھا اور اس کا چہرہ دیکھ کر میرا ماتھا بھی ٹھنکا تھا"....... تنویر نے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ تابندہ کو پہلے سے عمران صاحب کے بارے میں معلوم تھا اس لئے اس نے جان بوجھ کر ایسی باتیں کیں کہ اصل بات سامنے آ جائے ورنہ ظاہر ہے کل جب عمران اور تابندہ وہاں اکٹھے ہوتے تو ظاہر ہے عمران کا ذہن بدل سکتا تھا"....... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"تابندہ کی بجائے عمران صاحب سے اصل بات معلوم کرنی چاہئے"....... صفدر نے کہا۔

"وہ تو ہمیں پاگل کر دے گا لیکن اصل بات نہیں بتائے گا"۔ تنویر نے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔

"تو پھر چیف سے بات کی جائے"....... صفدر نے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ چیف کو معلوم ہی نہیں ہو گا عمران کی عادت ہے کہ وہ چیف سے کیس اس وقت ڈسکس کرتا ہے جب معاملات

آخری نہج پر پہنچتے ہیں"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"نہیں، چیف کو بہر حال علم ہوتا ہے میں خود چیف سے بات کرتا ہوں یہ میری عزت کا سوال ہے"...... تنویر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے صفدر نے ہاتھ بڑھا کر لاؤڈر کا بٹن پریس کر دیا۔

"ایکسٹو"...... رابطہ قائم ہوتے ہی چیف کی مخصوص آواز سنائی دی۔

"تنویر بول رہا ہوں سر"...... تنویر نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"یس۔ کیوں براہ راست کال کی ہے"...... دوسری طرف سے انتہائی سرد لہجے میں کہا گیا۔

"چیف آپ کو مس جولیا نے یقیناً اطلاع دی ہو گی کہ کارمن سے میری ایک کزن اچانک مجھ سے آکر ملی۔ اس کا نام تابندہ ہے چونکہ اس نے مجھے ٹریس کر کے مجھ سے ملاقات کی تھی اس لئے میں اس کی طرف سے مشکوک ہو گیا۔ میں نے صفدر اور کیپٹن شکیل سے بات کی اور"...... تنویر نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

"مجھے معلوم ہے۔ اس لئے تفصیل کی ضرورت نہیں ہے۔ فون کرنے کا مقصد بتاؤ"...... ایکسٹو نے اسے ٹوکتے ہوئے کہا۔

"چیف آج میری کزن کے اعزاز میں مس جولیا نے ہوٹل شیراز میں دعوت دی تھی۔ عمران بھی اس میں شریک ہوا تھا اور وہاں یہ

بات سامنے آئی کہ میری کزن یہاں کی ایک زرعی سائنس دان ڈاکٹر آسیہ کمال سے ملی ہے جبکہ اس سے پہلے عمران بھی ان سے مل چکا تھا اور اب یہ بات بھی سامنے آئی کہ میری کزن بھی اس سائنس دان کے ذریعے تحقیقاتی انسٹی ٹیوٹ کا دورہ کر رہی ہے جبکہ عمران بھی کل وہاں جا رہا ہے۔ جب دعوت میں عمران کو اس بارے میں علم ہوا تو اس کے چہرے پر ایسے تاثرات ابھر آئے تھے جن سے ظاہر ہوتا تھا کہ وہ میری کزن کے وہاں جانے کے سلسلے میں کسی خدشات کا شکار ہے۔ عمران کے بارے میں سب جانتے ہیں کہ وہ کسی خاص وجہ کے بغیر نہ اس زرعی سائنس دان سے مل سکتا ہے اور نہ ہی کسی زرعی انسٹی ٹیوٹ کا دورہ کر سکتا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ وہاں کوئی گڑبڑ ہے اور اس گڑبڑ کا تعلق ہو سکتا ہے کہ میری اس کزن سے ہو اور میں یہ برداشت نہیں کر سکتا کہ کہ میری کزن مجرم بن کر سامنے آئے۔ اگر ایسی بات ہے تو میں پہلے ہی اپنے ہاتھوں سے اسے گولی مار سکتا ہوں"...... تنویر نے بڑے جذباتی لہجے میں کہا۔

"تمہارا کیا خیال ہے تمہاری عزیزہ وہاں کیا گڑبڑ کر سکتی ہے"۔ ایکسٹو نے اسی طرح سرد لہجے میں کہا۔

"یہی بات تو میری، صفدر اور کیپٹن شکیل کی سمجھ میں نہیں آ رہی۔ عمران سے پوچھا جائے تو وہ کچھ بتائے گا نہیں اس لئے میں نے آپ سے براہ راست رابطہ کیا"...... تنویر نے جواب دیا۔

"ڈاکٹر آسیہ کمال سر سلطان کی عزیزہ ہے۔ اس نے سر سلطان سے

بات کی کہ اس کے سیکشن سے کوئی آدمی گندم کے خاص ٹائپ کے بیج کو چوری کرنے کی کوشش کر رہا ہے جس کی وجہ سے وہ پریشان ہے تو سرسلطان نے عمران کو ڈاکٹر آسیہ کمال سے ملنے کا کہا اور عمران نے اپنے طور پر ڈاکٹر آسیہ کمال سے ملاقات کی اور وہ اسی سلسلے میں وہاں جا رہا ہے۔ جہاں تک تمہاری کزن کا تعلق ہے تو وہ زرعی سائنس دان ہے اس لئے اگر وہ ڈاکٹر آسیہ کمال سے ملی ہے یا وہ انسٹی ٹیوٹ جاتی ہے تو یہ روٹین معاملہ ہے۔ سائنس دان ایسے دورے کرتے رہتے ہیں اس کا کوئی تعلق اس معاملے سے نہیں ہو سکتا جس کی وجہ سے ڈاکٹر آسیہ کمال پریشان ہے کیونکہ تمہاری کزن اب وہاں جا رہی ہے جبکہ ڈاکٹر آسیہ کمال کی پریشانی پہلے کے واقعات سے ہے اس لئے تمہیں پریشان ہونے یا کسی پر خواہ مخواہ شک کرنے کی ضرورت نہیں ہے"...... ایکسٹو نے سرد لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو تنویر نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات نمایاں تھے۔

"چلو اب کوئی بات سامنے تو آئی کہ عمران کیوں وہاں انسٹی ٹیوٹ جا رہا ہے"...... صفدر نے کہا۔

"لیکن یہ بات واقعی حیرت انگیز ہے کہ وہاں کوئی بیج چوری کرے۔ یہ نئی بات ہے۔ بیج کسی نے چوری کر کے کیا کرنا ہے"۔ کیپٹن شکیل نے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ وہاں سائنس دانوں کے درمیان ذہنی طور پر ایک دوسرے کے خلاف چپقلش ہو گی اس لئے وہ اس طرح اس ڈاکٹر آسیہ کمال کو نقصان پہنچانا چاہتے ہوں گے"...... صفدر نے کہا۔

"ہاں ایسا بھی ہو سکتا ہے ورنہ دوسرا کوئی آدمی تو وہاں جا نہیں سکتا اور پھر اگر جائے بھی سہی تو وہ بیج چوری کر کے کیا کرے گا"۔ تنویر نے کہا تو صفدر اور کیپٹن شکیل نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

"او کے اب ہمیں اجازت۔ ویسے عمران کی بات پر غور کرنا"۔ صفدر نے اٹھتے ہوئے کہا تو تنویر بے اختیار چونک پڑا۔

"کون سی بات"...... تنویر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"وہی میرج بیورو والی۔ تابندہ کی شرط بدلوائی جا سکتی ہے"۔ صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا تو تنویر بے اختیار ہنس پڑا۔

"اس جیسی دس تابندیاں بھی جولیا کا مقابلہ نہیں کر سکتیں صفدر اس لئے اس بات کو ذہن سے نکال دو"...... تنویر نے کہا۔ وہ اٹھ کھڑا ہوا تھا اور صفدر بے اختیار ہنس پڑا اور پھر تنویر انہیں دروازے تک چھوڑنے گیا اور ان کے جانے کے بعد اس نے دروازہ بند کیا اور پھر واپس آ کر اس نے فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"یس ہوٹل لارڈ"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"کمرہ نمبر اٹھارہ دوسری منزل میں مس تابندہ سے بات کرائیں میں تنویر بول رہا ہوں"۔...... تنویر نے کہا۔

"یس سر ہولڈ آن کریں"۔...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو"...... چند لمحوں بعد تابندہ کی آواز سنائی دی۔

"تنویر بول رہا ہوں تابندہ"۔...... تنویر نے کہا۔

"اوہ خیریت کیسے کال کیا ہے"۔...... تابندہ نے چونک کر پوچھا ظاہر ہے ابھی تھوڑی دیر پہلے تو تنویر اسے ہوٹل چھوڑ کر گیا تھا۔

"تابندہ تم کل انسٹی ٹیوٹ جا رہی ہو اور عمران بھی وہاں جا رہا ہے۔ عمران سنٹرل انٹیلی جنس کے ڈائریکٹر جنرل کا لڑکا ہے اور سنٹرل انٹیلی جنس بیورو کا سپرنٹنڈنٹ فیاض اس کا گہرا دوست بھی ہے اور وہ سپرنٹنڈنٹ فیاض کے لئے کام بھی کرتا رہتا ہے اور مجھے معلوم ہوا ہے کہ ڈاکٹر آسیہ کمال نے انٹیلی جنس کو شکایت کی ہے کہ اس کے سیکشن میں کسی خاص ٹائپ کے بیج کو چوری کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے اور سپرنٹنڈنٹ فیاض اس بناء پر عمران کو وہاں بھیج رہا ہے۔ عمران کل ڈاکٹر آسیہ کمال سے اسی وجہ سے ملا تھا۔ میں نے تمہیں فون اس لئے کیا ہے کہ تم نے وہاں عمران کی طرف سے ہوشیار رہنا ہے"۔...... تنویر نے کہا۔

"کیوں میرا کیا تعلق ہے اس معاملے میں"۔...... تابندہ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"عمران جولیا میں دلچسپی لیتا ہے اور جولیا مجھ میں دلچسپی لیتی ہے

اس لئے عمران کی ہمیشہ یہی کوشش رہی ہے کہ کسی طرح وہ مجھے جولیا کی نظروں میں گرا سکے اور تم میری کزن ہو میرا خیال ہے اتنی بات تمہیں سمجھانے کے لئے کافی ہے"۔...... تنویر نے کہا۔

"اوہ تو یہ معاملہ ہے۔ بہرحال اگر تم کہو تو میں وہاں جاتی ہی نہیں۔ میرا ویسے بھی ڈاکٹر آسیہ کمال کے سیکشن سے کوئی تعلق نہیں ہے کیونکہ میں تو تیل دار اجناس پر ریسرچ کرتی ہوں۔ میں نے کبھی گندم کی ریسرچ میں کوئی دلچسپی نہیں لی۔ میں نے تو صرف وہاں تیل دار اجناس کے سیکشن میں جانے اور وہاں کی تحقیقات کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کے لئے ڈاکٹر آسیہ کمال کا سہارا لیا ہے"۔ تابندہ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"نہیں تم ضرور جاؤ لیکن بس اس عمران سے ہوشیار رہنا"۔ تنویر نے کہا۔

"اوکے ٹھیک ہے تمہارا شکریہ کہ تم نے مجھے بتا دیا"۔ تابندہ نے کہا۔

"اوکے تمہاری واپسی کب ہو گی"...... تنویر نے پوچھا۔

"دیکھو یہ تو وہاں جانے کے بعد ہی معلوم ہو سکتا ہے۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ لوگ مجھے زیادہ لفٹ ہی نہ کرائیں اور میں فوری طور پر واپس آ جاؤں اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ تیل دار اجناس کے سیکشن کے لوگ مجھ سے تعاون کریں تو میں وہاں چند دن رہ بھی سکتی ہوں"۔ تابندہ نے جواب دیا۔

"تمہیں میرے فون نمبر کا علم ہے واپس آنے پر مجھے اطلاع ضرور دینا"...... تنویر نے کہا۔

"ٹھیک ہے"...... تابندہ نے جواب دیا تو تنویر نے اسے خدا حافظ کہہ کر رسیور رکھ دیا۔ اس نے دانستہ تابندہ کو عمران سے ہوشیار کیا تھا کیونکہ اس نے عمران کے چہرے پر جو تاثرات دیکھے تھے اس سے وہ واقعی ٹھٹک گیا تھا اور اب اسے یقین تھا کہ اگر تابندہ کے ذہن میں کوئی مسئلہ ہو گا بھی تو اب وہ ایسا نہیں کرے گی۔

عمران دانش منزل کے آپریشن روم میں داخل ہوا تو بلیک زیرو احتراماً اٹھ کھڑا ہوا۔

"بیٹھو"...... سلام دعا کے بعد عمران نے کہا اور خود بھی اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھ گیا۔

"آپ کے چہرے پر موجود سنجیدگی بتا رہی ہے کہ وہاں انسٹی ٹیوٹ میں واقعی کوئی گڑبڑ ہے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"ہاں میں نے وہاں جا کر چیکنگ کی ہے اس کے مطابق ڈاکٹر آسیہ کمال کی پریشانی درست ہے۔ واقعی اس سیم و تھور میں لگنے والے بیج کو جسے ڈاکٹر آسیہ کمال نے ڈبلیو ایل ڈبلیو کا نام دیا ہے، کو چوری کرنے کی کوشش کی گئی ہے"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"پھر آپ نے اس آدمی کو ٹریس کر لیا ہے یا نہیں"...... بلیک

زیرو نے چونک کر پوچھا۔

"ہاں وہ ڈاکٹر آسیہ کمال کے سیکشن کا ہی ایک آدمی ہے۔ میں نے نہ صرف اسے ٹریس کر لیا ہے بلکہ اس سے پوچھ گچھ کی ہے۔ اس نے یہاں کے ایک مقامی گروپ چارلی کا نام لیا ہے۔ اس چارلی گروپ کے آدمیوں نے اسے یہ بیج چرانے کے لئے ایک لاکھ روپے دیئے تھے لیکن وہ باوجود کوشش کے اس میں کامیاب نہ ہو سکا۔ میں نے ٹائیگر کے ذمہ لگایا ہے کہ وہ اس چارلی گروپ سے معلومات کرے کہ انہیں یہ کام کس نے دیا تھا اس طرح اصل بات سامنے آ جائے گی"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ٹرانسمیٹر کو اپنے قریب کر کے اس پر اپنی ذاتی فریکوئنسی ایڈجسٹ کر دی تاکہ اگر ٹائیگر کی کال آئے تو وہ اسے اٹنڈ کر سکے۔

"مس تابندہ سے ملاقات ہوئی وہاں"...... بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ کیوں تم نے کیوں خاص طور پر پوچھا ہے"...... عمران نے چونک کر پوچھا۔

"اس لئے کہ مجھے تنویر نے براہ راست کال کر کے کہا تھا کہ دعوت میں جب آپ کا اور تابندہ کا تعارف ہوا اور جب یہ بات سامنے آئی کہ کل آپ نے اور مس تابندہ نے ایک ہی انسٹی ٹیوٹ میں جانا ہے تو آپ کے چہرے پر ابھر آنے والے تاثرات دیکھ کر نہ صرف تنویر بلکہ صفدر اور کیپٹن شکیل بھی سمجھ گئے کہ کوئی گڑبڑ

ضرور ہے اور انہیں یہ بات بھی معلوم تھی کہ آپ بغیر کسی خاص مقصد کے نہ ڈاکٹر آسیہ کمال سے مل سکتے ہیں اور نہ انسٹی ٹیوٹ جا سکتے ہیں اس لئے تنویر بے حد پریشان ہو رہا تھا۔ اس کا کہنا تھا کہ اگر تابندہ کسی طرح بھی پاکیشیا کے مفادات کے خلاف کوئی کام کر رہی ہے تو وہ اپنے ہاتھوں تابندہ کو گولی مار سکتا ہے لیکن میں نے اسے بتایا کہ ایسی کوئی بات نہیں اور پھر میں نے اسے بتایا کہ ڈاکٹر آسیہ کمال سر سلطان کی عزیزہ ہیں اور اس نے سر سلطان سے کہا ہے کہ اس کا تجرباتی بیج چوری کئے جانے کی کوشش کی جا رہی ہے اور سر سلطان نے آپ کو ذاتی حیثیت سے ڈاکٹر آسیہ کمال کی تسلی کرانے کے لئے کہا اور آپ ذاتی طور پر ڈاکٹر آسیہ کمال سے ملے اور اسی بناء پر وہاں جا رہے ہیں اس کا تابندہ سے کوئی تعلق نہیں کیونکہ تابندہ تو اب جا رہی ہے جبکہ یہ کام وہاں پہلے سے ہو رہا ہے"...... بلیک زیرو نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ تابندہ نے جب اچانک مجھے بتایا کہ وہ ڈاکٹر آسیہ کمال سے ملی ہے اور کل وہاں جا رہی ہے تو ایک لمحے کے لئے میرے ذہن میں یہ بات آئی تھی کہ تابندہ نے انسٹی ٹیوٹ میں جانے کے لئے ڈاکٹر آسیہ کمال کا سہارا کیوں لیا ہے جبکہ وہ تیل دار اجناس کی ماہر ہے اور لامحالہ تیل دار اجناس کے ماہر کے بارے میں وہ جانتی ہو گی پھر تابندہ غیر ملکی ہے لیکن وہاں جا کر معلوم ہوا کہ میری سوچ غلط ہے کیونکہ تیل دار اجناس سیکشن کے انچارج ڈاکٹر ہاشمی ہیں مگر ان کا

بین الاقوامی سطح پر کوئی نام نہیں ہے اور پھر تابندہ نے بھی وہاں گندم کے سلسلے میں کوئی دلچسپی ظاہر نہ کی اور وہ تیل دار اجناس کے سیکشن میں ہی رہی"....... عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سرہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد ٹرانسمیٹر پر کال آنا شروع ہو گئی تو عمران اور بلیک زیرو دونوں سمجھ گئے کہ کال ٹائیگر کی طرف سے ہے۔ عمران نے ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔

"ہیلو ٹائیگر کالنگ۔ اوور"....... ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔

"یس عمران اٹنڈنگ یو۔ کیا رپورٹ ہے۔ اوور"....... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"باس چارلی نے بتایا ہے کہ اسے یہ کام کارمن کے ایک باشندے راسٹر نے دیا تھا اور اس راسٹر نے اس کے گروپ کو دو کاموں کے لئے بک کیا تھا۔ ایک تو انسٹی ٹیوٹ سے گندم چرانے کے لئے اور دوسرا ایک لڑکی جو ویسے تو مقامی لڑکی ہے لیکن وہ کارمن کی شہری ہے اور جس کا نام تابندہ ہے کی نگرانی کے لئے۔ اوور"....... ٹائیگر نے کہا تو عمران اور بلیک زیرو دونوں تابندہ کا نام سن کر بے اختیار چونک پڑے۔

"تابندہ کی نگرانی کیوں کرائی گئی۔ کیا چیک کرنا تھا۔ اوور"۔ عمران نے پوچھا۔

"باس وہ نگرانی چیک کرانا چاہتا تھا کہ تابندہ کی نگرانی تو نہیں ہو رہی اور پھر باس اسے رپورٹ ملی کہ تابندہ ایک مقامی نوجوان

سے مل رہی ہے اور اس کی نگرانی دو آدمی کر رہے ہیں جن کا تعلق ملٹری انٹیلی جنس سے ہے۔ اس کے بعد راسٹر نے اس گروپ کے ایک آدمی راشد کو نیشنل پارک میں اس تابندہ سے ملنے کے لئے بھجوایا اور اپنا فون نمبر اسے دیا کہ تابندہ اس سے بات کرے پھر تابندہ نے اس سے بات کی اور اس کے بعد راسٹر واپس کارمن چلا گیا جبکہ تابندہ اب بھی یہاں موجود ہے۔ اوور"....... ٹائیگر نے کہا۔

"وہ آدمی راشد جو تابندہ سے ملا تھا کیا وہ ٹریس ہو سکتا ہے۔ اوور"....... عمران نے کہا۔

"یس باس وہ چارلی گروپ کا ہی آدمی ہے۔ اوور"....... ٹائیگر نے کہا۔

"تم اسے اغوا کر کے رانا ہاؤس لے آؤ اور پھر مجھے ٹرانسمیٹر پر اطلاع دینا۔ کتنی دیر میں یہ کام ہو سکتا ہے۔ اوور"....... عمران نے کہا۔

"زیادہ سے زیادہ نصف گھنٹہ لگے گا کیونکہ راشد وہیں چارلی کے کلب میں ہی موجود ہے۔ اوور"....... ٹائیگر نے کہا۔

"اس راسٹر اور چارلی کا تعلق کیسے ہوا تھا۔ کیا کوئی ٹپ استعمال کی گئی تھی۔ اوور"....... عمران نے پوچھا۔

"یس باس چارلی نے بتایا ہے کہ وہ کارمن کے ایک گروپ کی ٹپ لے کر آیا تھا۔ اوور"....... ٹائیگر نے جواب دیا۔

"اوکے تم اس راشد کو لے کر رانا ہاؤس پہنچو۔ اوور اینڈ آل"۔

عمران نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

"اس کا تو مطلب ہے کہ یہ تابندہ واقعی اس گندم کے بیج کی چوری میں ملوث ہے"....... بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"وہ سرخ ڈائری مجھے دو۔ معاملات اب واضح ہونے شروع ہو گئے ہیں"....... عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سرہلایا اور پھر میز کی دراز کھول کر اس نے سرخ جلد والی ضخیم ڈائری نکال کر عمران کی طرف بڑھا دی۔ عمران نے ڈائری کھولی اور اس کے صفحات تیزی سے پلٹنے شروع کر دیئے۔

"آپ شاید کارمن سے اب اس راسٹر کے بارے میں معلوم کرنا چاہتے ہیں"....... بلیک زیرو نے کہا۔

"ہاں۔ اس کے بارے میں بھی اور تابندہ کے بارے میں بھی"۔ عمران نے کہا۔

"کارمن میں فارن سروس کا نمائندہ موجود ہے۔ اس سے بات ہو سکتی ہے"....... بلیک زیرو نے کہا۔

"نہیں مجھے یہ کھیل ایجنسیوں سے ہٹ کر لگتا ہے۔ اس کے لئے مجھے ایسے آدمی کی ضرورت ہے جو زرعی سلسلے میں معلومات حاصل کر سکے"....... عمران نے ڈائری کے ایک صفحے پر نظریں جماتے ہوئے کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سرہلا دیا۔ عمران نے ڈائری بند کر کے اسے میز پر رکھا اور پھر فون اٹھا کر اس نے تیزی سے نمبر ڈائل کرنے

شروع کر دیئے۔

"انکوائری پلیز"....... رابطہ قائم ہوتے ہی انکوائری آپریٹر کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"کارمن کا رابطہ نمبر اور اس کے دارالحکومت کا رابطہ نمبر چاہئے"۔ عمران نے کہا تو دوسری طرف سے چند لمحوں کی خاموشی کے بعد نمبر بتا دیئے گئے۔ عمران نے شکریہ ادا کر کے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آجانے پر اس نے دوبارہ نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"بوگان کلب"....... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔ زبان اور لہجہ کارمن تھا۔

"ہاک سے بات کراؤ میں پاکیشیا سے علی عمران بول رہا ہوں"۔ عمران نے کہا۔

"یس سر ہولڈ آن کریں"....... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو ہاک بول رہا ہوں"....... چند لمحوں بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"علی عمران بول رہا ہوں پاکیشیا سے"....... عمران نے کہا۔

"کون علی عمران"....... دوسری طرف سے چونک کر پوچھا گیا۔ اس کے لہجے میں حیرت تھی۔

"بوچین کلب والا واقعہ بھول گئے ہو اتنی جلدی۔ ابھی اسے کچھ زیادہ عرصہ تو نہیں گزرا۔ زیادہ سے زیادہ سات آٹھ سال ہو گئے ہوں گے جب تمہاری بیوی جیرم کو جیری نے تمہاری آنکھوں کے

سامنے زبردستی اغوا کر لیا تھا اور تم باوجود کوشش کے ان کا کچھ نہ بگاڑ سکے تھے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ تم وہ عمران ہو۔ اوہ۔ اوہ۔ آئی ایم سوری۔ میں پہچان نہیں سکا۔ آئی ایم رئیلی سوری۔ تم نے اتنے طویل عرصے تک رابطہ ہی نہیں کیا۔ آئی ایم رئیلی سوری۔ حالانکہ کتنے طویل عرصے تک میں اور چیرم تمہیں یاد کرتے رہے تھے"...... اس بار ہاک نے انتہائی معذرت بھرے لہجے میں کہا۔

"چلو تمہاری یادداشت ابھی خراب نہیں ہوئی۔ ایک بات بتاؤ مجھے یاد ہے کہ تم نے بتایا تھا کہ تمہارا تعلق کارمن کی وزارت زراعت سے رہا تھا اور تم اس میں اعلیٰ عہدیدار تھے لیکن تمہاری طبیعت نوکری کو پسند نہ کرتی تھی اس لئے تم نے نوکری چھوڑ دی اور کلب بنا لیا"...... عمران نے کہا۔

"ہاں یہ درست ہے۔ میں پہلے وزارت زراعت سے ہی منسلک تھا۔ وہاں میں سیکشن آفیسر تھا لیکن یہ بڑا بور ٹائپ کا کام تھا جبکہ میری طبیعت ہنگامہ پسند تھی اس لئے میں نے سروس چھوڑ دی"۔ ہاک نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا اب بھی اس وزارت زراعت سے کوئی تعلق ہے یا نہیں"۔ عمران نے پوچھا۔

"ہے کیونکہ میرے وہاں بہت اچھے دوست ہیں اور وہ سب میرے کلب کی سرپرستی کرتے ہیں لیکن تم کیوں پوچھ رہے ہو۔ کیا

تمہارا وہاں کوئی سلسلہ ہے۔ اگر ایسا ہے تو مجھے بتاؤ میں تمہارا کام کرا دوں گا تاکہ تمہارے احسان کا کچھ تو صلہ دے سکوں"۔ ہاک نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"مسئلہ یہ ہے کہ پاکیشیا میں ایک زرعی تحقیقاتی انسٹی ٹیوٹ ہے جہاں گندم پر ریسرچ ہو رہی ہے۔ اس ریسرچ کو چوری کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے اور تحقیقات سے یہ معلوم ہوا کہ اس میں ایک آدمی راسٹر ملوث ہے جس کا تعلق کارمن سے ہے۔ وہ براہ راست سامنے نہیں آیا بلکہ اس نے یہاں ایک گروپ کی خدمات حاصل کی ہیں۔ جب یہ کام نہیں ہو سکا تو وہ واپس چلا گیا اور اب اسی کام کے سلسلے میں ایک ایسی لڑکی سامنے آ رہی ہے جو ہے تو ایشیائی لیکن وہ پیدا کارمن میں ہی ہوئی ہے اور کارمن کی سنٹرل ایگری کلچر یونیورسٹی میں پڑھاتی بھی ہے اور وہاں کے کسی ریسرچ انسٹی ٹیوٹ میں تیل دار اجناس پر ریسرچ بھی کرتی ہے۔ مجھے اس کے بارے میں معلومات چاہئیں۔ اگر تم یہ معلومات حاصل کر سکو تو جتنا معاوضہ تم کہو گے میں بھجوا دوں گا لیکن معلومات حتمی اور درست ہونی چاہئیں"...... عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ یہ راسٹر وہی ہو گا ایگروسان کا آدمی اور یہ لڑکی یقیناً ٹی اے ہو گی ایگروسان کی ایجنٹ"...... ہاک نے چونک کر کہا تو عمران اور میز کی دوسری طرف بیٹھا ہوا بلیک زیرو دونوں بے اختیار اچھل پڑے کیونکہ لاؤڈر کی وجہ سے بلیک زیرو بھی عمران اور ہاک

کے درمیان ہونے والی بات چیت سن رہا تھا۔

" ایگروسان۔ یہ کیا ہے"....... عمران نے حقیقی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" ایگروسان ایک سرکاری ایجنسی ہے جو پوری دنیا میں ہونے والی زرعی تحقیقات کو چوری کرتی ہے جن سے کارمن کی زراعت کو فائدہ ہو سکے۔ اس کا موجودہ سربراہ سائمن ہے لیکن یہ ایجنسی مار دھاڑ والا کام نہیں کرتی۔ اس ایجنسی میں زرعی سائنس دان کام کرتے ہیں جبکہ اس کا ایکشن گروپ علیحدہ ہے جس کا سربراہ راسٹر ہے۔ اس گروپ کا کام زرعی سائنس دانوں کو اغوا کرنا ہے یا ایسے کام کرنا ہے جو عام سائنس دان نہ کر سکیں اور ٹی اے ایک ایشیائی لڑکی ہے لیکن وہ کارمن نژاد ہے اور یونیورسٹی میں پڑھاتی بھی ہے وہ بھی ایگروسان کی اہم ایجنٹ ہے"....... ہاک نے کہا۔

" کیا تم نے اس ٹی اے کو دیکھا ہوا ہے"....... عمران نے پوچھا۔

" ہاں وہ میرے کلب میں آتی جاتی رہتی ہے۔ کیوں"....... ہاک نے کہا۔

" اس کا حلیہ بتا سکو گے"....... عمران نے کہا۔

" ہاں۔ کیوں نہیں"....... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے حلیہ بتانا شروع کر دیا اور عمران نے حلیہ سن کر بے اختیار ایک طویل سانس لیا کیونکہ یہ تابندہ کا ہی حلیہ تھا۔

" اوکے تم معلوم کرو کہ ایگروسان کا پاکیشیا میں کیا مشن ہے اور

اس مشن کا اصل مقصد کیا ہے۔ کیا معلوم کر سکتے ہو"۔ عمران نے پوچھا۔

" ہاں لیکن"....... ہاک کچھ کہتے کہتے رک گیا۔

" معاوضے کی فکر مت کرو۔ معاوضہ جو تم کہو گے مل جائے گا۔ میرا وعدہ"....... عمران نے اس کی جھجک کو سمجھتے ہوئے کہا۔

" وہ دراصل جس سے معلومات حاصل کرنی ہے اسے بھاری رقم دینی ہو گی"....... ہاک نے کہا۔

" میں نے کہا ہے کہ تم معاوضے کی فکر نہ کرو بلکہ بتا دو کتنا معاوضہ بھجوا دوں اور کہاں"....... عمران نے کہا۔

" دس ہزار ڈالر بھجوا دیں۔ اکاؤنٹ نمبر اور بینک کا نام میں بتا دیتا ہوں۔ تمہارا کام ہو جائے گا"....... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے بینک کا نام اور اکاؤنٹ نمبر بتا دیا۔ بلیک زیرو نے تیزی سے اکاؤنٹ نمبر اور دوسری تفصیل پیڈ پر نوٹ کر لی۔

" ٹھیک ہے پہنچ جائے گی رقم۔ معلومات کب تک مل سکیں گی"۔ عمران نے پوچھا۔

" ایک گھنٹے بعد بتا سکوں گا۔ تم اپنا نمبر بتا دو میں کال کر لوں گا"۔ ہاک نے کہا۔

" نہیں میں خود اس نمبر پر کال کر لوں گا ڈیڑھ گھنٹے بعد"۔ عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

" اس کا مطلب ہے کہ تابندہ ایجنٹ ہے"....... بلیک زیرو نے

کہا۔

" یہ ان معنوں میں ایجنٹ نہیں ہے جن معنوں میں ہم سمجھتے ہیں"۔ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا اور تھوڑی دیر بعد ٹرانسمیٹر پر کال آنی شروع ہو گئی تو عمران نے ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔

" ہیلو ٹائیگر کالنگ۔ اوور"...... ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔

" یس عمران اٹنڈنگ یو۔ کیا رپورٹ ہے۔ اوور"...... عمران نے پوچھا۔

" میں رانا ہاؤس سے ہی بول رہا ہوں باس۔ راشد پہنچ گیا ہے یہاں۔ اوور"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

" بے ہوش ہے یا ہوش میں ہے۔ اوور"...... عمران نے پوچھا۔

" بے ہوش ہے۔ اوور"...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

" میں ایک ضروری کال کے انتظار میں ہوں۔ تم اسے جوزف کے حوالے کر دو اور اسے کہہ دو کہ میرے آنے تک اسے بے ہوش رکھے۔ تم اب واپس چلے جاؤ۔ اوور اینڈ آل"...... عمران نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ پھر تقریباً ڈیڑھ گھنٹے بعد عمران نے دوبارہ ہاک سے رابطہ کیا تو بوگان کلب کی استقبالیہ گرل نے اس کا رابطہ ہاک سے کرا دیا۔

" ہیلو ہاک بول رہا ہوں"...... دوسری طرف سے ہاک کی آواز سنائی دی۔

" علی عمران بول رہا ہوں۔ کیا رپورٹ ہے"...... عمران نے

کہا۔

" عمران صاحب آپ کا کام ہو گیا ہے۔ خوش قسمتی سے ایگروسان کے اس آدمی سے رابطہ ہو گیا تھا جس کی تحویل میں ایگروسان کے منصوبوں کی فائلیں ہوتی ہیں۔ اس نے بتایا ہے کہ پاکیشیا میں گندم کا کوئی ایسا بیج تیار کیا جا رہا ہے جو پوری دنیا کے لئے انتہائی فائدہ مند ثابت ہو سکتا ہے اور جس پر بین الاقوامی سطح پر کوئی بہت بڑا پرائز بھی مل سکتا ہے۔ حکومت کارمن چاہتی ہے کہ یہ کریڈٹ پاکیشیا کی بجائے اسے مل جائے اس لئے اس کو وہاں سے چوری کرنے کی منصوبہ بندی کی گئی ہے لیکن وہ اس انداز میں یہ کام کرنا چاہتے ہیں کہ کسی کو اس بارے میں معلوم نہ ہو سکے اس لئے راسٹر اور ٹی اے کو بھیجا گیا ہے۔ راسٹر وہاں کے کسی مقامی گروپ کی مدد سے یہ کام کرانا چاہتا تھا لیکن وہ ناکام ہو گیا تو ٹی اے نے اسے واپس بجھوا دیا اور اب ٹی اے خود یہ کام کرے گی"...... ہاک نے کہا۔

" ٹھیک ہے۔ شکریہ بس اتنی معلومات کافی ہیں۔ تمہارا معاوضہ پہنچ جائے گا بے فکر رہو۔ گڈ بائی"...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

" تو یہ سازش ہو رہی ہے۔ ویری بیڈ"...... بلیک زیرو نے کہا۔

" ہاں وہ ڈاکٹر آسیہ کمال کی بیس سالہ محنت اور پاکیشیا کا کریڈٹ چوری کرنا چاہتے ہیں"...... عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور اٹھایا اور ایک بار

پھر تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"یس ایگری کلچر ریسرچ سنٹر"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"ڈاکٹر آسیہ کمال سے بات کرائیں میں دارالحکومت سے علی عمران بول رہا ہوں"...... عمران نے کہا۔

"یس سر ہولڈ آن کریں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو آسیہ کمال بول رہی ہوں"...... چند لمحوں بعد ڈاکٹر آسیہ کمال کی آواز سنائی دی۔

"علی عمران بول رہا ہوں ڈاکٹر آسیہ کمال۔ وہ ہمارے دوست کی کزن تابندہ صاحبہ سے بات کرنی تھی۔ مجھے نہیں معلوم کہ وہ اس وقت کہاں ہوں گی اس لئے آپ کو تکلیف دے رہا ہوں"۔ عمران نے نرم لہجے میں کہا۔

"وہ تو واپس چلی گئی ہیں"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

"واپس چلی گئی ہیں۔ کب۔ ان کا تو ارادہ ابھی دو تین روز تک وہاں رہنے کا تھا۔ انہوں نے خود مجھے بتایا تھا"...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ اس کا واقعی یہی خیال تھا لیکن ڈاکٹر ہاشمی نے انتہائی سرد مہری سے کام لیا جس سے وہ دل برداشتہ ہو کر واپس میرے پاس آ گئی۔ اس نے واپسی پر کھانا بھی میرے ساتھ کھایا۔ میرا چونکہ ڈاکٹر

ہاشمی سے کوئی تعلق نہ تھا کیونکہ میں اپنے کام میں مگن رہتی ہوں اس لئے میں نے ڈاکٹر ہاشمی سے کوئی بات نہ کی۔ پھر تابندہ نے میری تحقیق کے بارے میں پوچھا تو میں نے اسے سب کچھ تفصیل سے بتا دیا جس سے وہ بے حد متاثر ہوئی۔ چونکہ وہ زرعی سائنس دان تھی اور یونیورسٹی میں پڑھاتی بھی تھی اس لئے اس نے باقاعدہ تجربہ گاہ میں جا کر اس بیج کے تمام مراحل خود چیک کئے۔ بیج دیکھا اور پھر مجھے مبارک باد دی کہ میں دنیا کا سب سے شاندار کارنامہ سرانجام دے رہی ہوں۔ اس کے بعد وہ میری کار اور ڈرائیور لے کر واپس چلی گئی۔ ویسے وہ اپنے ہوٹل ہی گئی ہے اور ابھی تک ڈرائیور واپس نہیں پہنچا"...... ڈاکٹر آسیہ کمال نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"کیا آپ نے ڈبلیو ایل ڈبلیو بیج بھی اسے دکھایا تھا"...... عمران نے پوچھا۔

"ہاں۔ اس کے میرے پاس چار پیکٹ تھے۔ وہ بھی میں نے اسے دکھائے تھے اور جس بیج پر تجربہ گاہ میں کام ہو رہا تھا وہ بھی اسے دکھایا تھا۔ کیوں"...... ڈاکٹر آسیہ کمال نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"کیا آپ نے تابندہ کے جانے کے بعد چیک کیا ہے۔ ڈبلیو ایل ڈبلیو کے بیج پوری مقدار میں موجود ہیں کہیں چوری تو نہیں ہوئے"۔ عمران نے کہا۔

"اوہ یہ کیا کہہ رہے ہو۔ وہ سائنس دان ہے چور نہیں ہے۔ ویسے اس کے جانے کے بعد میں نے چاروں پیکٹ خود سیف میں واپس رکھے ہیں"...... ڈاکٹر آسیہ کمال نے قدرے ناگوار سے لہجے میں کہا۔ اسے شاید عمران کی یہ بات ناگوار گزری تھی کہ وہ تابندہ جو زرعی سائنس دان تھی، کو چور سمجھ رہا تھا۔

"اور وہ بیج جو تجربہ گاہ میں ہے اس کو چیک کیا ہے آپ نے"۔ عمران نے کہا۔

"ہاں ظاہر ہے میں اس پر خود کام کر رہی ہوں لیکن تم کہنا کیا چاہتے ہو۔ کیا تمہارا خیال ہے کہ تابندہ نے یہ بیج چوری کرنے تھے۔ ایسا کیسے ممکن ہے"...... ڈاکٹر آسیہ کمال نے کہا۔

"نہیں میں تو ویسے ہی حفظ ماتقدم کے طور پر پوچھ رہا تھا۔ بہرحال اگر آپ مطمئن ہیں تو ٹھیک ہے شکریہ"...... عمران نے کہا اور کریڈل دبا کر اس نے ٹون آنے پر تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"ہوٹل لارڈ"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"کمرہ نمبر اٹھارہ دوسری منزل پر مس تابندہ سے بات کرنی ہے۔ میرا نام علی عمران ہے"...... عمران نے کہا۔

"ہولڈ کریں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو تابندہ بول رہی ہوں"...... چند لمحوں بعد تابندہ کی آواز

سنائی دی۔

"علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بزبان خود بلکہ بدہان خود بول رہا ہوں۔ میں نے ریسرچ سنٹر فون کیا تھا۔ یقین کیجئے لتنے فاصلے کی کال پر میری پہلے سے ہلکی جیب مزید ہلکی ہو گئی ہے لیکن وہاں سے ڈاکٹر آسیہ کمال نے بتایا کہ آپ واپس آ گئی ہیں اس لئے اب یہاں فون کر رہا ہوں اور اب جیب نہ صرف ہلکی ہو چکی ہے بلکہ ہلکی پھلکی دونوں کام ہو گئے ہیں۔ آپ نے تو وہاں کئی روز رہنا تھا پھر کیا ہوا"...... عمران کی زبان رواں ہو گئی۔

"وہ ڈاکٹر ہاشمی نے اس قدر سرد مہری دکھائی کہ میں بور ہو گئی اور پھر میں نے واپس آنے کا فیصلہ کر لیا۔ ابھی واپس پہنچی ہوں۔ ڈاکٹر آسیہ کمال کا ڈرائیور چھوڑ کر گیا ہے لیکن آپ نے کیسے فون کیا تھا۔ کیا کوئی خاص بات ہے"...... تابندہ نے جواب دیا۔

"وہ۔ وہ۔ مم۔ مم۔ میں دراصل آپ سے دوبارہ ملنا چاہتا تھا۔ م۔ مگر بہرحال ٹھیک ہے"...... عمران نے اس طرح جھجکتے ہوئے کہا جیسے اسے بات کرتے ہوئے شرم آ رہی ہو۔

"اس میں جھجکنے کی کیا بات ہے۔ دوست جس وقت چاہیں مل سکتے ہیں آ جائیں میں کمرے میں ہی ہوں"...... تابندہ نے ہنستے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ بے حد شکریہ۔ میں آ رہا ہوں"...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ کر وہ اٹھ کھڑا ہوا۔

"اس راشد کا کیا کرنا ہے۔جوزف تو آپ کے انتظار میں ہو گا"۔
بلیک زیرو نے بھی اٹھتے ہوئے کہا۔

"اب اس سے پوچھ گچھ کی ضرورت نہیں رہی۔جوزف کو فون کر کے کہہ دو کہ اسے اسی بے ہوشی کے عالم میں کسی ویران علاقے میں پھینک دے"۔عمران نے کہا اور آپریشن روم کے بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

تابندہ کے چہرے پر سوچ کے آثار موجود تھے۔وہ اس وقت ہوٹل میں اپنے کمرے میں موجود تھی۔ڈاکٹر آسیہ کمال کا ڈرائیور اسے یہاں چھوڑ گیا تھا۔اس کے سامنے میز پر ایک چھوٹی سی پلاسٹک کی تھیلی پڑی ہوئی تھی جس میں گندم کے دانے بھرے ہوئے تھے اور تابندہ اس تھیلی کو اس انداز میں دیکھ رہی تھی جیسے سوچ رہی ہو کہ انہیں کس طرح محفوظ کیا جا سکتا ہے۔ڈاکٹر آسیہ کمال نے اسے تفصیل سے اس تجربے کے بارے میں بتایا تھا اور وہ یہ تفصیل سن کر واقعی ڈاکٹر آسیہ کمال سے بے حد متاثر ہوئی تھی۔ایک بار تو اس کا جی چاہا تھا کہ وہ واپس چلی جائے اور باس سے کہہ دے کہ مشن ناکام ہو گیا ہے۔وہ ڈاکٹر آسیہ کمال کی محنت سے واقعی بے حد متاثر ہوئی تھی۔ڈاکٹر آسیہ کمال نے ان بیجوں کی تیاری پر واقعی اپنی جوانی کا سنہرا دور قربان کر دیا تھا اور ایک لحاظ سے ناممکن کو ممکن کر دکھایا تھا۔

گندم کے یہ دانے تابندہ کی نظروں میں ایک ایجاد کی حیثیت رکھتے
تھے اور اسے معلوم تھا کہ جب اس کو اوپن کیا جائے گا تو ڈاکٹر آسیہ
کمال اور پاکیشیا کو لازماً دنیا کا سب سے بڑا انعام دیا جائے گا لیکن پھر
اس نے سوچا کہ وہ اب پاکیشیا کی نہیں کارمن کی شہری ہے اور اگر
یہ کریڈٹ کارمن کو مل گیا تو لامحالہ اسے بھی اس کارنامے پر کارمن
کا سب سے بڑا اعزاز دیا جائے گا اور پھر اس کی زندگی انتہائی عیش و
آرام سے گزرے گی۔ تنویر کا خیال اس نے ذہن سے جھٹک دیا تھا
کیونکہ اسے اندازہ ہو گیا تھا کہ تنویر جولیا میں دلچسپی لیتا ہے اور وہ
تنویر کی طبیعت سے اس حد تک بہرحال واقف ہو چکی تھی کہ اسے
اندازہ تھا کہ تنویر کو کسی طرح بھی اپنی طرف نہیں موڑا جا سکتا۔ یہ
تھیلی بھی اتفاق سے تابندہ کی نظروں میں آ گئی تھی۔ تجربہ گاہ میں یہ
تھیلی میز کی دراز میں موجود تھی اور شاید ڈاکٹر آسیہ کمال اسے رکھ کر
بھول گئی تھی اس لئے ڈاکٹر آسیہ کمال نے اس کے بارے میں کچھ نہ
بتایا تھا لیکن تابندہ چونکہ خود زرعی سائنس دان تھی اس لئے وہ اس
تھیلی میں موجود دانوں کو دیکھ کر ہی سمجھ گئی تھی کہ یہ وہی بیج ہیں
جن پر تجربہ کیا جا رہا ہے اور پھر وہ اسے حاصل کر لینے میں کامیاب ہو
گئی اور اب وہ پوری طرح مطمئن تھی کہ ڈاکٹر آسیہ کمال کو چونکہ یہ
چھوٹی سی تھیلی یاد نہ تھی اس لئے اسے معلوم ہی نہ ہو سکے گا کہ بیج
چوری ہو چکا ہے اور یہی اس کا مشن بھی تھا جو خوش قسمتی سے غیر
متوقع طور پر پورا ہو گیا تھا لیکن اسے اصل خطرہ عمران سے تھا کیونکہ

چیف نے اسے بتا دیا تھا کہ عمران کا تعلق سیکرٹ سروس سے ہے اور
وہ انتہائی خطرناک ایجنٹ ہے اور وہ اس دعوت میں اس سے مل بھی
چکی تھی اور اس نے محسوس کر لیا تھا کہ عمران بظاہر مسخرہ سا آدمی نظر
آتا ہے لیکن دراصل وہ انتہائی ذہین آدمی ہے۔ پھر وہ ریسرچ سنٹر بھی
پہنچا تھا اس لئے وہ چاہتی تھی کہ کوئی ایسا سلسلہ ہو کہ اگر عمران کو
معلوم ہو جائے تب بھی وہ اصل بیجوں تک نہ پہنچ سکے۔ ویسے تو وہ
پہلے ہی اس سلسلے میں مکمل منصوبہ بندی کر چکی تھی لیکن اس کے
باوجود وہ چاہتی تھی کہ اصل بیج کسی طرح بھی عمران کے ہاتھ نہ لگ
سکیں اور اب اسے یقین ہو گیا تھا کہ تنویر اور اس کے سارے
دوست یقیناً پاکیشیا سیکرٹ سروس سے متعلق ہیں۔ وہ بیٹھی یہی
سوچ رہی تھی کہ اچانک پاس پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو
تابندہ بے اختیار چونک پڑی کیونکہ اس کی واپسی کا علم سوائے ڈاکٹر
آسیہ کمال کے اور کسی کو نہ تھا اور ڈاکٹر آسیہ کمال کو یہاں فون
کرنے کی کوئی ضرورت بھی نہ تھی۔ فون کی گھنٹی مسلسل بج رہی
تھی اس لئے اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... تابندہ نے کہا۔

"علی عمران صاحب آپ سے بات کرنا چاہتے ہیں لائن پر
ہیں"...... دوسری طرف سے آپریٹر کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔ اور
عمران کا نام سن کر تابندہ کے چہرے پر شدید الجھن کے تاثرات ا
آئے اس کی پیشانی پر شکنیں سی پھیل گئیں۔ اس کا دل دھک

دھک کرنے لگا کیونکہ اس وقت عمران کے فون کرنے کا مطلب تھا کہ اس کو یقیناً ساری بات کا علم ہو چکا ہے۔

"ہیلو تابندہ بول رہی ہوں"....... تابندہ نے کہا۔

"علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بزبان خود بلکہ بدہان خود بول رہا ہوں"....... عمران کی چہکتی ہوئی شگفتہ آواز سنائی دی اور پھر اس نے بتانا شروع کر دیا کہ اس نے ریسرچ سنٹر فون کیا تھا۔ وہاں سے ڈاکٹر آسیہ کمال نے بتایا کہ وہ واپس آ گئی ہے اس لئے وہ یہاں فون کر رہا ہے۔ پھر عمران نے جس انداز میں آنے کی بات کی تھی تابندہ کے ذہن میں خطرے کی گھنٹیاں بج اٹھیں۔ اب وہ عمران کو آنے سے منع تو نہ کر سکتی تھی اس لئے اس نے اسے آنے کا کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

"تم دنیا کے سب سے ذہین اور خطرناک ایجنٹ سمجھے جاتے ہو عمران، لیکن میں تمہیں بتاؤں گی کہ ذہانت کسے کہتے ہیں"۔ تابندہ نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ پھر اس نے سامنے پڑی ہوئی تھیلی اٹھائی اور بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گئی۔ واپس آتے ہوئے اس نے دیکھ لیا تھا کہ اس کے ساتھ والا کمرہ خالی ہو چکا ہے اور اس میں صفائی کی جا رہی تھی۔ وہ دروازہ کھول کر باہر آئی تو واقعی ساتھ والا کمرہ خالی تھا۔ دروازے کے ساتھ موجود نیم پلیٹ پر کوئی چٹ موجود نہ تھی۔ اس نے ہینڈل دبایا تو دروازہ کھلتا چلا گیا۔ وہ اندر داخل ہوئی اور پھر دروازہ بند کر کے وہ تیزی سے بیڈ کی طرف بڑھ گئی۔ اس

نے فوم کی ایک سائیڈ اٹھا کر تھیلی نیچے رکھی اور پھر فوم اس پر رکھ دیا اور پھر بستر وغیرہ سیٹ کر کے وہ تیزی سے واپس مڑی اور دروازہ کھول کر باہر آ گئی۔ اسے یقین تھا کہ اب یہ تھیلی ہر لحاظ سے محفوظ رہ جائے گی اس لئے کمرے میں آ کر اس نے فون کا رسیور اٹھایا اور روم سروس کے مخصوص نمبر پریس کر دیئے۔

"روم سروس"....... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"کمرہ نمبر اٹھارہ دوسری منزل سے تابندہ بول رہی ہوں۔ میرے ایک دوست آنے والے ہیں اور میں نے دیکھا ہے کہ میرے ساتھ والا کمرہ نمبر سترہ خالی ہو چکا ہے۔ کیا آپ اسے بک کر دیں گی ایک ہفتہ کے لئے"....... تابندہ نے کہا۔

"جی ہاں۔ کس کے نام کی بکنگ کرنی ہے۔ کیا آپ کے نام"۔ دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

"نہیں میرے دوست کا نام رابرٹ میکلر ہے اس کے نام ہی کمرہ بک کیجئے اور چابی بھی وہیں کاؤنٹر پر رہنے دیجئے البتہ ان کے نام کا کارڈ لگا دیجئے وہ جب بھی آئیں گے کاؤنٹر سے ہی چابی لے لیں گے البتہ کرایہ میں ادا کر دیتی ہوں آپ آدمی بھیج دیں میرے پاس لیکن جلدی"....... تابندہ نے کہا۔

"اوکے مس"....... دوسری طرف سے کہا گیا اور تابندہ نے رسیور رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر قدرے اطمینان کے تاثرات تھے کیونکہ

اب وہ عمران کو ڈاج دینے کا پورا منصوبہ تیار کر چکی تھی۔ چند لمحوں بعد دروازے پر دستک کی آواز سنائی دی۔

" یس کم ان "...... تابندہ نے کہا تو دروازہ کھلا اور ہوٹل انتظامیہ کا آدمی اندر داخل ہوا۔ اس کے ہاتھ میں رسید تھی۔ تابندہ نے اس کے ہاتھ سے رسید لی۔ رسید رابرٹ میکگر کے نام سے ہی کاٹی گئی تھی۔ تابندہ نے پرس کھول کر ایک ہفتے کا کرایہ ادا کیا تو وہ آدمی سلام کر کے واپس چلا گیا۔ تابندہ نے اٹھ کر دروازہ لاک کیا اور پھر رسید اس نے پھاڑ کر اس کے بے شمار پرزے کئے اور باتھ روم میں جا کر اس نے ان ٹکڑوں کو فلش میں ڈالا اور پانی کھول دیا۔ چند لمحوں بعد پرزے پانی کے ساتھ بہہ کر نیچے گٹر میں پہنچ گئے تو تابندہ باتھ روم سے واپس آئی اور اس نے دروازے کی چٹخنی ہٹائی اور اطمینان بھرے انداز میں ایک رسالہ اٹھا کر اسے دیکھنے میں مصروف ہو گئی۔

عمران نے کار اس رہائشی پلازہ کی پارکنگ میں جا کر روکی جہاں تنویر کا رہائشی فلیٹ تھا اور پھر کار سے اتر کر وہ مین گیٹ کی طرف بڑھ گیا۔ وہ دانش منزل سے سیدھا یہاں آیا تھا دراصل وہ نہیں چاہتا تھا کہ تنویر کے بغیر جا کر تابندہ سے ملے۔ تنویر کے فلیٹ کا دروازہ بند تھا۔ عمران نے کال بیل کا بٹن پریس کر دیا۔

" کون ہے "...... اندر سے تنویر کی آواز سنائی دی۔

" کون ہو سکتا ہے بوجھو "...... عمران نے اونچی آواز میں کہا تو دروازہ کھل گیا۔

" تم اور یہاں "...... تنویر نے دروازے پر موجود عمران کو دیکھ کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" کیوں کیا تمہارے فلیٹ پر مردوں کا آنا منع ہے "...... عمران نے اندر داخل ہوتے ہوئے مسکرا کر کہا۔ ظاہر ہے اس نے تابندہ کو

کے بارے میں چوٹ کی تھی۔

"یہ بات نہیں ہے۔ میں اس لئے حیران ہو رہا تھا کہ تم کم ہی میرے فلیٹ کا رخ کرتے ہو"...... تنویر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اب تو روز آنا پڑے گا"...... عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"کیوں"...... تنویر نے حیران ہو کر کہا۔ وہ دروازہ بند کر کے عمران کے پیچھے سٹنگ روم میں آ گیا تھا۔

"اس لئے کہ اب اس فلیٹ میں بڑی کشش پیدا ہو چکی ہے"۔ عمران نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا تو تنویر بے اختیار ہنس پڑا۔

"تمہارا مطلب شاید تابندہ سے ہے"...... تنویر نے ہنستے ہوئے کہا۔

"ظاہر ہے روشنی کسے پسند نہیں ہوتی"...... عمران نے جواب دیا۔

"کیا تم واقعی سنجیدہ ہو"...... تنویر نے ریفریجریٹر کی طرف مڑتے ہوئے کہا۔

"اگر تم رنجیدہ نہ ہو تو"...... عمران نے جواب دیا تو تنویر بے اختیار ہنس پڑا۔ اس نے ریفریجریٹر سے جوس کے دو ڈبے اور سٹرا نکالے اور ریفریجریٹر بند کر کے وہ واپس مڑ آیا۔ اس کا چہرہ مسرت سے چمک رہا تھا اور عمران دل ہی دل میں ہنس پڑا۔ وہ تنویر کی مسرت کی وجہ اچھی طرح سمجھتا تھا۔ تنویر کے لئے یہ واقعی خوشخبری تھی کہ

عمران اگر تابندہ سے اینج ہو جائے تو پھر جولیا کے لئے عمران کی رقابت والا سلسلہ ختم ہو سکتا ہے۔

"میں کیوں رنجیدہ ہوں گا"...... تنویر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"وہ تمہاری کزن ہے اور کزن کے معاملے میں لوگ بڑے حساس ہوتے ہیں"...... عمران نے کہا تو تنویر بے اختیار ہنس پڑا۔

"اس میں حساسیت کا کیا تعلق۔ اگر تم تابندہ کو پسند کرتے ہو تو اس سے بات کرو۔ وہ اگر رضامند ہو جائے تو مجھے کیا اعتراض ہو سکتا ہے"...... تنویر نے کہا۔

"سوچ لو ایسا نہ ہو کہ میں اسے رضامند کر لوں اور آخری لمحات میں تم بگڑ جاؤ"...... عمران نے جوس کا ڈبہ اٹھاتے ہوئے کہا۔

"کیا تم واقعی سنجیدہ ہو یا عادت کے مطابق مذاق کر رہے ہو"۔ تنویر نے بھی جوس کا ڈبہ اٹھاتے ہوئے کہا۔

"مر جانے کی حد تک سنجیدہ ہوں تنویر۔ تم نے خود محسوس کر لیا ہو گا کہ جولیا میری بجائے تمہیں گھاس ڈالتی ہے۔ اوہ ویری سوری میرا مطلب ہے کہ جولیا میری بجائے تم میں دلچسپی لیتی ہے اور پھر وہ بہرحال غیر ملکی ہے۔ گو وہ پاکیشیا کی شہریت اختیار کر چکی ہے لیکن اماں بی کو کون سمجھائے جبکہ تابندہ غیر ملکی ہونے کے باوجود مقامی ہے اور پھر اس قدر خاندانی ہے کہ اماں بی فوراً اسے بہو بنانے پر تیار ہو جائیں گی۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ بھی سائنس دان ہے۔ اعلیٰ تعلیم یافتہ ہے"...... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں تابندہ کی خوبیاں

گنوانی شروع کر دیں۔

"جولیا کو معلوم ہے کہ تم کیا سوچ رہے ہو"...... تنویر نے جوس سپ کرتے ہوئے کہا۔

"میری سوچ سے اس کا کیا تعلق۔ وہ تو الٹا خوش ہو جائے گی کہ میں نے اس کی جان چھوڑ دی ہے"...... عمران نے کہا۔

"نہیں وہ تمہیں گولی بھی مار سکتی ہے۔ میں تمہارے بارے میں اس کے احساسات کو سمجھتا ہوں"...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اگر تم وعدہ کر لو کہ تم تابندہ کو میرے حق میں رضامند کر لو گے تو میں ابھی تمہارے سامنے جولیا سے بات کرنے کے لئے تیار ہوں"...... عمران نے کہا۔

"میں کیسے وعدہ کر لوں۔ تابندہ میری تابع تو نہیں ہے۔ یہ اس کی مرضی ہے کہ وہ کیا جواب دیتی ہے البتہ میرا پرخلوص مشورہ یہی ہے کہ تم تابندہ سے بات کرنے سے پہلے جولیا کو اس بارے میں کچھ نہ بتاؤ ورنہ وہ تابندہ کو بھی گولی مارنے سے دریغ نہیں کرے گی"۔ تنویر نے کہا۔

"چلو جیسا تم کہو۔ اس وقت میں تمہاری ہر بات ماننے پر مجبور ہوں کیونکہ تم تابندہ کے یہاں واحد رشتہ دار ہو"۔ عمران نے کہا تو تنویر بے اختیار ہنس پڑا۔

"تمہاری یہ تابعداری اور یہ انداز مجھے مشکوک کر رہا ہے"۔ تنویر

نے ہنستے ہوئے کہا۔

"تم تو تابندہ سے بھی مشکوک ہو گئے تھے پھر تم نے اس کی نگرانی بھی کرائی تھی اس لئے تمہارا کیا ہے تم تو اپنے آپ سے بھی مشکوک ہو سکتے ہو"...... عمران نے کہا تو تنویر ایک بار پھر ہنس پڑا۔ عمران کی باتوں نے اس کا موڈ واقعی بے حد خوشگوار کر دیا تھا کیونکہ اگر واقعی ایسا ہو جاتا تو پھر عمران کا کانٹا درمیان سے نکل سکتا تھا اور یہی اس کی دلی حسرت تھی۔

"اوکے ٹھیک ہے تابندہ ریسرچ سنٹر سے واپس آ جائے پھر اس سے بات ہو جائے گی"...... تنویر نے کہا۔

"وہ آ چکی ہے"...... عمران نے کہا تو تنویر بے اختیار اچھل پڑا۔

"آ چکی ہے۔ کیا مطلب۔ وہ تو کہہ رہی تھی کہ وہ وہاں کئی روز رہے گی"...... تنویر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میں نے دل کے ہاتھوں مجبور ہو کر ریسرچ سنٹر فون کیا تھا کہ چلو اس کی مدھر اور مترنم آواز تو سن لوں گا لیکن وہاں سے ڈاکٹر آسیہ کمال نے بتایا کہ وہ واپس چلی گئی ہے۔ پھر میں نے اس کے ہوٹل فون کیا تو وہ واقعی اپنے کمرے میں موجود تھی۔ میں نے اسے بتایا کہ م۔ م۔ میں بر دکھاوے کے لئے آنا چاہتا ہوں۔ اسے شاید بر دکھاوے کی تو سمجھ نہ آئی البتہ اس نے کہہ دیا کہ میں آ جاؤں لیکن ظاہر ہے اب بر دکھاوے کے لئے اکیلا تو وہاں جاتے اچھا نہیں محسوس ہوتا اس لئے میں تمہارے پاس آ گیا ہوں"...... عمران نے

شرماتے ہوئے لہجے میں کہا۔

" تمہاری یہ اداکاری اب مجھے حقیقتاً مشکوک کر رہی ہے"۔ تنویر نے ایک بار پھر چونکتے ہوئے کہا۔

" یہ اداکاری نہیں ہے تنویر میرے دل کی آواز ہے۔ بہر حال تمہاری مرضی تم یقین کرو یا نہ کرو"....... عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

" تو ٹھیک ہے چلو۔ ابھی چلتے ہیں"....... تنویر نے کہا اور اٹھ کھڑا ہوا۔

" کیا واقعی تم میری سفارش کرو گے تابندہ سے۔ ابھی بتا دو۔ مجھے تمہارے غصے سے بہت ڈر لگتا ہے"....... عمران نے کہا تو تنویر بے اختیار ہنس پڑا۔

" آخری بار کہہ رہا ہوں کہ میرے سامنے یہ اداکاری نہ کرو۔ تمہاری یہ اداکاری مجھے بار بار مشکوک کر رہی ہے"....... تنویر نے ہنستے ہوئے کہا۔

" تو تمہارا کیا خیال ہے کہ میں غاروں کے زمانے کا انسان بن جاؤں کہ جا کر تابندہ کو بالوں سے پکڑوں اور گھسیٹتا ہوا اپنے فلیٹ پر لے جاؤں"....... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا تو تنویر ایک بار پھر ہنس پڑا۔

"آؤ چلیں وہاں پہنچ کر خود ہی جو حقیقت ہے سامنے آ جائے گی"۔ تنویر نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ

دونوں ہوٹل لارڈ کی طرف بڑھے چلے جا رہے تھے۔ تنویر عمران کی کار میں ہی بیٹھ گیا تھا۔ ویسے اس کے چہرے پر سنجیدگی تھی اور پیشانی پر ابھری ہوئی لکیریں بتا رہی تھیں کہ وہ ذہنی طور پر الجھا ہوا ہے۔

" کیا ہوا تمہیں۔ فلیٹ پر تم چہک رہے تھے کار میں بیٹھتے ہی سنجیدہ ہو گئے ہو"....... عمران نے کہا۔

" میں سوچ رہا ہوں کہ تم آخر یہ اداکاری کیوں کر رہے ہو اور تم نے تابندہ سے ملنے کے لئے مجھے کیوں ساتھ لیا ہے۔ مجھے شک پڑ رہا ہے کہ کوئی نہ کوئی گڑبڑ بہر حال ہے"....... تنویر نے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

" لیکن اس گڑبڑ کا احساس تمہیں اس کار میں بیٹھ کر کیوں ہونے لگا ہے وہاں فلیٹ پر کیوں نہیں ہوا"....... عمران نے ہنستے ہوئے کہا۔

" وہاں میرا خیال تھا کہ تم بس عادت کے مطابق مذاق کر رہے ہو جبکہ اب تم واقعی ہوٹل لارڈ جا رہے ہو"....... تنویر نے جواب دیا تو عمران ایک بار پھر ہنس پڑا۔

" اگر تمہاری اپنی نیت بدل رہی ہے تو اب بھی وقت ہے بتا دو میں اپنے دل کو سمجھا لوں گا"....... عمران نے کہا۔

" پھر وہی اداکاری۔ بس یہ تمہاری اداکاری بتا رہی ہے کہ معاملہ گڑبڑ ہے۔ کیا کوئی چکر ہے۔ اگر ایسا ہے تو پلیز عمران مجھے پہلے بتا دو"....... تنویر نے کہا۔

"کیسا چکر۔ میرا خیال ہے کہ میں تمہارے چیف کو کہوں کہ وہ تمہارا باقاعدہ علاج کرائے۔ اس قدر وہم تو بیماری ہے"....... عمران نے کہا تو تنویر نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

"ٹھیک ہے جو ہو گا سامنے آ جائے گا"....... تنویر نے کہا اور عمران ایک بار پھر ہنس پڑا۔ تھوڑی دیر بعد کار لارڈ ہوٹل میں داخل ہوئی۔ عمران نے کار پارکنگ میں روکی اور پھر وہ دونوں قدم بڑھاتے ہوئے ہوٹل میں داخل ہوئے۔ تھوڑی دیر بعد وہ دوسری منزل پر کمرہ نمبر اٹھارہ کے دروازے پر موجود تھے۔ عمران نے ہاتھ بڑھا کر دروازے پر دستک دی۔

"کون ہے"....... اندر سے تابندہ کی آواز سنائی دی۔

"علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) مع آپ کے کزن عالی جناب تنویر الدولہ بلکہ شک کا گولہ"....... عمران کی زبان چل پڑی۔ تنویر خاموش کھڑا رہا۔ دوسرے لمحے دروازہ کھلا تو تابندہ کا مسکراتا ہوا چہرہ سامنے تھا۔

"تنویر کو بھی آپ ساتھ لے آئے ہیں۔ اچھا کیا ہے۔ آؤ تنویر"۔ تابندہ نے ایک طرف ہٹتے ہوئے کہا۔

"لو جس پر تکیہ تھا وہی پتا ہوا دینے لگا"....... عمران نے اندر داخل ہوتے ہوئے بڑبڑا کر کہا تو تنویر بے اختیار ہنس پڑا۔

"کیا مطلب۔ کیا کہہ رہے ہیں آپ۔ کون سا تکیہ"....... تابندہ نے حیران ہو کر کہا۔

"تابندہ عمران صاحب تم سے شادی کرنا چاہتے ہیں اس لئے آئے ہیں"....... تنویر نے اپنی عادت کے مطابق صاف اور سیدھی بات کرتے ہوئے کہا تو عمران نے اس طرح سر جھکا لیا جیسے قدیم دور کی لڑکیاں اپنی شادی کی بات سنتے ہی شرم سے سر جھکا لیا کرتی تھیں جبکہ تابندہ تنویر کی بات سن کر بے اختیار اچھل پڑی۔ اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"کیا کہہ رہے ہو۔ کیا مطلب"....... تابندہ نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

"شادی کا مطلب شادی ہی ہوتا ہے"....... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تو تمہارا خیال ہے کہ میں لاوارث ہوں۔ فالتو ہوں کہ جو چاہے منہ اٹھا کر مجھ سے شادی کرنے آ جائے"....... تابندہ نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"مم۔ مم۔ میں نے منہ جھکا رکھا ہے۔ بے شک دیکھ لو"۔ عمران نے بڑے مسمسے سے لہجے میں کہا اور تابندہ بے اختیار ہنس پڑی۔

"آؤ بیٹھو۔ بولو کیا پیو گے"....... عمران کے فقرے نے یا شاید اس کے شرمانے کی بے داغ اداکاری نے تابندہ کا موڈ بدل دیا تھا۔

"شربت وصل"....... عمران نے ایک بار پھر شرماتے ہوئے کہا تو اس بار تنویر بے اختیار ہنس پڑا۔

"یہ کیا ہوتا ہے"....... تابندہ نے حیران ہو کر پوچھا۔ شاید اسے وصل کے معنی نہ آتے تھے۔

"مطلب وہی ہے جس پر تم ناراض ہو گئی تھیں"....... تنویر نے کہا تو تابندہ ایک بار پھر ہنس پڑی۔ اس نے رسیور اٹھایا اور روم سروس کو کافی بھجوانے کا کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

"تنویر درست کہہ رہا ہے عمران صاحب"....... تابندہ نے اس بار براہ راست عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"تنویر میں یہی ایک تو اچھی عادت ہے کہ یہ ہمیشہ درست ہی کہتا ہے"....... عمران نے کہا۔

"کیا مطلب۔ یہ ایک ہی اچھی عادت کا کیا مطلب ہوا"۔ تنویر نے غصیلے لہجے میں کہا اور تابندہ بے اختیار ہنس پڑی۔

"مم۔ مم۔ میرا مطلب ہے کہ اس عادت کے بعد دوسری عادتیں خراب ہو ہی نہیں سکتیں"....... عمران نے کہا تو اس بار تنویر بھی ہنس پڑا۔

"کیا آپ سنجیدہ ہیں عمران صاحب"....... تابندہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کس بات پر"....... عمران نے چونک کر کہا۔

"میرے ساتھ شادی کے سلسلے میں"....... تابندہ نے بڑی بے باکی سے کہا۔ وہ چونکہ کارمن میں پلی بڑھی تھی اس لئے اس کے منہ پر مشرقی شرم و حیا موجود نہ تھی اور اس کی بات سن کر تنویر کا چہرہ

یکلخت بگڑ سا گیا۔

"ہاں لیکن دو شرائط کے ساتھ"....... عمران نے جواب دیا تو تابندہ اور اس کے ساتھ ساتھ تنویر بھی چونک پڑا۔

"شرائط۔ کیسی شرائط"....... تابندہ نے چونک کر پوچھا۔

"ایک شرط تو یہ کہ تم ایگروسان کے لئے آئندہ کام نہیں کرو گی"....... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو تابندہ بے اختیار اچھل پڑی۔ اس کے چہرے پر انتہائی حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے جبکہ تنویر کا چہرہ یکلخت پتھرا سا گیا تھا۔

"ایگروسان۔ کیا مطلب۔ کیا ایگروسان"....... تابندہ نے بڑی مشکل سے اپنے آپ کو سنبھالتے ہوئے کہا۔

"کارمن کی وہ سیکرٹ ایجنسی جو پوری دنیا کی زرعی تحقیقات چوری کرتی ہے جس کا چیف سائمن ہے اور جس کی تم ایجنٹ ہو"۔ عمران نے بڑے سادہ سے لہجے میں کہا۔

"یہ۔ یہ ایجنٹ ہے۔ کیا واقعی"....... تنویر نے ایسے لہجے میں کہا جیسے اس کی بجائے اس کی روح بول رہی ہو۔

"تم ابھی خاموش رہو۔ میرے اور تابندہ کے درمیان شرائط طے ہو رہی ہیں"....... عمران نے تنویر سے مخاطب ہو کر قدرے سرد لہجے میں کہا تو تنویر نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔ اس کی آنکھوں میں البتہ شعلے سے ناچنے لگے تھے کیونکہ اسے جس بات کا خدشہ شروع سے تھا وہی بات اب سامنے آ رہی تھی۔

"مم۔ مم۔ میں تو یونیورسٹی میں پڑھاتی ہوں۔ میں کیسے کسی ایجنسی کی ایجنٹ ہو سکتی ہوں"....... تابندہ نے ڈوبتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"دوسری شرط یہ کہ تم ڈاکٹر آسیہ کمال کے سیکشن سے ڈبلیو ایل ڈبلیو گندم کا جو بیج چرا کر لائی ہو وہ مجھے دے دو گی"۔ عمران نے اسی طرح سادہ لہجے میں کہا تو تنویر یکلخت اچھل کر کھڑا ہو گیا۔

"یہ۔ یہ ایجنٹ ہے۔ میں اسے گولی مار دوں گا"....... تنویر نے غصے کی شدت سے چیختے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے بجلی کی سی تیزی سے جیب سے مشین پسٹل نکال لیا۔

"تنویر میں نے کہا نہیں تمہیں کہ خاموش رہو"....... عمران نے غراتے ہوئے کہا تو تنویر کا جسم یکلخت ڈھیلا سا پڑ گیا۔ اس نے مشین پسٹل واپس جیب میں ڈالا اور کرسی پر اس طرح بیٹھ گیا جیسے اس کے جسم سے روح نکل گئی ہو لیکن اس کے چہرے پر اب غصے کی بجائے انتہائی کرب کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"یہ سب جھوٹ ہے۔ یہ بہتان ہے۔ میں کیسے چوری کر سکتی ہوں۔ مجھے کیا ضرورت ہے چوری کرنے کی"....... تابندہ نے اپنے آپ کو سنبھالتے ہوئے چیخ کر کہا۔

"چیخنے کی ضرورت نہیں ہے تابندہ عرف ٹی اے۔ تمہارا تعلق جس ایجنسی سے ہے اس کا واسطہ ابھی تک صرف زرعی سائنس دانوں سے پڑا ہے لیکن تمہاری بدقسمتی کہ اس بار تمہارا واسطہ ہم

جیسے لوگوں سے پڑا ہے۔ میں نے معلوم کر لیا ہے کہ کارمن کی ایک سیکرٹ ایجنسی ہے جس کا نام ایگروسان ہے اور جو زرعی تحقیقات چوری کرتی ہے اور تم اس کی ایجنٹ ہو اور وہاں تمہارا کوڈ نام ٹی اے ہے اور اس ایجنسی کا چیف سائمن ہے اور اس بار ایگروسان نے خود کریڈٹ لینے کے لئے ڈاکٹر آسیہ کمال کی بیس سالہ محنت چرانے کا مشن تمہارے ذمے لگایا ہے تاکہ اس بیج کو تم اپنا بنا کر دنیا بھر میں اوپن کرو اور اس طرح ڈاکٹر آسیہ کمال کی بیس سالہ جان توڑ محنت کا پھل بھی تم کھا لو اور اس کے ساتھ ساتھ پاکیشیا کا کریڈٹ بھی کارمن کے نام ہو جائے۔ ایگروسان کے ایکشن گروپ کا انچارج راسٹر بھی یہاں آیا تھا۔ اس راسٹر نے اس بیج کو چرانے کے لئے ایک مقامی گروپ جسے چارلی گروپ کہا جاتا ہے کی خدمات حاصل کیں اور چارلی گروپ کے آدمیوں نے ریسرچ انسٹی ٹیوٹ کے ایک آدمی سراج کو جو وہاں چوکیدار ہے بھاری دولت دے کر گانٹھ لیا۔ اس نے کوشش کی لیکن وہ کچھ حاصل نہ کر سکا اور اس طرح راسٹر ناکام ہو گیا۔ چونکہ غیر ملکیوں کا وہاں داخلہ نہیں ہو سکتا تھا اس لئے راسٹر نے چارلی گروپ کے ایک آدمی کو تمہارے پاس بھیج کر تمہیں اپنا فون نمبر دیا اور تم نے پبلک فون بوتھ سے راسٹر سے بات کی۔ پھر تم نے خود یہ کارنامہ سرانجام دینے کا فیصلہ کیا اور راسٹر کو واپس بھجوا دیا۔ ڈاکٹر آسیہ کمال ان دنوں چھٹی پر آئی ہوئی تھیں۔ تم ان کی رہائش گاہ پر جا کر ان سے ملیں اور پھر دوسرے روز تم انسٹی ٹیوٹ پہنچ

گئیں۔ میں بھی وہاں گیا تھا اور پھر وہ چوکیدار ٹریس ہو گیا۔ اس نے
چارلی گروپ کے بارے میں بتایا تھا۔ اس کے بعد تم واپس آ گئیں۔
تمہاری اس طرح فوری واپسی کا مطلب ہے کہ تم نے اپنے مشن میں
کامیابی حاصل کر لی ہے اور گندم کا وہ خصوصی بیج تم اپنے ساتھ لے
آئی ہو"....... عمران نے انتہائی سنجیدگی سے کہا۔

"یہ سب غلط ہے۔ جھوٹ ہے۔ آپ مجھ پر بہتان لگا رہے ہیں۔
میرا کسی ایگروسان اور راسٹر سے کوئی تعلق نہیں ہے اور آپ بے
شک ڈاکٹر آسیہ کمال سے پوچھ لیں اگر میں نے کوئی چیز چوری کی ہو
گی تو کم از کم انہیں تو اس کا علم ہو گا"....... تابندہ نے منہ بناتے
ہوئے کہا۔ اس کا لہجہ اب سنبھلا ہوا تھا۔

"میں نے ڈاکٹر آسیہ کمال سے بات کی ہے۔ انہوں نے بتایا ہے
کہ واقعی ان کا بیج چوری نہیں ہوا لیکن تمہاری فوری واپسی بتا رہی
ہے کہ تم کامیاب لوٹی ہو"....... عمران نے جواب دیا۔

"آپ بے شک میری اور میرے کمرے کی تلاشی لے لیں۔ ہوٹل
والوں سے پوچھ لیں میں جب سے یہاں آئی ہوں ایک لمحے کے لئے
بھی کمرے سے باہر نہیں نکلی اور ڈاکٹر آسیہ کمال کا ڈرائیور مجھے یہاں
چھوڑ کر گیا ہے۔ آپ اس سے بھی پوچھ لیں کہ میں راستے میں کہیں
رکی ہوں یا نہیں۔ انسٹی ٹیوٹ سے سیدھی یہاں آئی ہوں"۔ تابندہ
نے انتہائی بااعتماد لہجے میں کہا۔

"دیکھو تابندہ پہلی بات تو یہ ہے کہ تم جس ٹائپ کی ایجنٹ ہو

ایسی ایجنٹ کا کوئی تعلق فیلڈ سے نہیں ہوتا۔ پھر تم اعلیٰ تعلیم یافتہ
بھی ہو اور میرے دوست تنویر کی کزن بھی ہو اس لئے میں صرف
تمہارے ساتھ بات چیت کر رہا ہوں ورنہ اگر تمہاری جگہ کوئی اور
ہوتا تو اس کی روح بھی اب تک سب کچھ بتا چکی ہوتی۔ اور اگر تم یہ بیج
واپس کر دو تو میں تمہارے ساتھ اتنی رعایت کر سکتا ہوں کہ تمہیں
زندہ واپس جانے کی اجازت دے دوں ورنہ تم نے جس طرح
پاکیشیا کا مستقبل اور اس کا وقار چوری کرنے کی کوشش کی ہے اس
کے جواب میں تمہارے جسم کا ایک ایک ریشہ بھی علیحدہ کیا جا سکتا
ہے"....... عمران کا لہجہ یکلخت سرد ہو گیا تھا۔

"تم خواہ مخواہ مجھے دھمکیاں دے رہے ہو۔ میں نے کوئی جرم
نہیں کیا۔ میں یہاں غیر ملکی ہوں۔ میں ابھی سفارت خانے فون
کرتی ہوں وہ خود ہی تم لوگوں سے نمٹ لیں گے"....... تابندہ نے
یکلخت چیختے ہوئے کہا لیکن دوسرے لمحے عمران کا بازو گھوما اور تابندہ
چیختی ہوئی اچھل کر کرسی سمیت نیچے فرش پر جا گری۔

"اسے ہاف آف کر دو تنویر"....... عمران نے سرد لہجے میں کہا تو
تنویر بجلی کی سی تیزی سے اٹھا اور دوسرے لمحے چیخ کر اٹھتی ہوئی
تابندہ کی کنپٹی پر تنویر کی بھرپور لات پڑی اور تابندہ کسی فٹ بال کی
طرح اڑتی ہوئی دیوار سے جا ٹکرائی۔ اس کے حلق سے نکلنے والی چیخ
سے کمرہ گونج اٹھا تھا اور پھر دیوار سے ٹکرا کر وہ ساکت ہو گئی تھی۔

"میں نے یہ تو نہیں کہا تھا کہ تم اسے ہلاک کر دو"....... عمران

نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"کاش تم یہ سب کچھ مجھے وہیں فلیٹ پر ہی بتا دیتے۔ مجھے احساس ضرور ہوا تھا کہ تم جو خصوصی طور پر مجھے ساتھ لینے آئے ہو ضرور اس کے پیچھے کوئی چکر ہوگا لیکن بہرحال اب اس پر رحم کیا کھانا ہے۔ تم مجھے اجازت دو میں ابھی اس سے سب کچھ اگلوا لیتا ہوں"...... تنویر نے زہریلے لہجے میں کہا۔

"جو گانٹھ انگلیوں سے کھلتی ہو اسے دانتوں سے نہیں کھولا جاتا۔ اس کمرے کی تلاشی لو"...... عمران نے کہا تو تنویر ہونٹ بھینچے واپس مڑا اور پھر اس نے کمرے کی انتہائی ماہرانہ انداز میں تلاشی لی حتیٰ کہ قالین بھی الٹ کر دیکھ لیا لیکن گندم کے بیج اسے نہ مل سکے البتہ تابندہ کے سامان میں سے ایک لانگ رینج ٹرانسمیٹر مل گیا تھا۔

"اسے اٹھا کر کرسی پر ڈالو اور کسی رسی سے باندھ دو۔ رسی نہ ہو تو پردہ اتار کر اس کی رسی بنا لو"...... عمران نے کہا تو تنویر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ عمران نے رسیور اٹھایا اور آپریٹر کو ڈاکٹر آسیہ کمال کے نمبر بتا کر ان سے بات کرانے کے لئے کہا۔

"ہیلو ڈاکٹر آسیہ کمال بول رہی ہوں"...... چند لمحوں بعد ڈاکٹر آسیہ کمال کی آواز سنائی دی۔

"علی عمران بول رہا ہوں ڈاکٹر صاحبہ۔ آپ کا ڈرائیور واپس پہنچ گیا ہے یا نہیں"...... عمران نے پوچھا۔

"ہاں کافی دیر ہو گئی ہے وہ واپس آ گیا ہے۔ کیوں"...... ڈاکٹر

آسیہ کمال نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"کیا آپ میری اس سے بات کرا سکتی ہیں"...... عمران نے کہا۔

"ہاں لیکن کیا ہو گیا ہے۔ کیا کوئی گڑبڑ ہو گئی ہے"...... ڈاکٹر آسیہ کمال نے کہا۔

"آپ پہلے اس کی مجھ سے بات کرائیں"...... عمران نے کہا۔

"ہولڈ کرو میں بلاتی ہوں اسے"...... ڈاکٹر آسیہ کمال نے کہا۔

"ہیلو میں اکبر بول رہا ہوں مس صاحبہ کا ڈرائیور"...... تھوڑی دیر بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔ لہجہ مؤدبانہ تھا۔

"اکبر تم مس تابندہ کو کار پر ہوٹل لارڈ چھوڑ گئے تھے"۔ عمران نے کہا۔

"جی ہاں"...... اکبر نے جواب دیا۔

"کیا راستے میں وہ کہیں رکی تھیں یا کسی سے ملی تھیں"۔ عمران نے پوچھا۔

"جی نہیں۔ ایک لمحے کے لئے بھی کار نہیں رکی اور نہ انہوں نے کہیں رکنے کے لئے کہا۔ انسٹی ٹیوٹ سے ہم سیدھے ہوٹل پہنچے تھے"۔ اکبر نے جواب دیا۔

"او کے اب رسیور ڈاکٹر صاحبہ کو دے دو"...... عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"ہیلو کیا بات ہے عمران صاحب۔ کیا کوئی چکر چل گیا ہے"۔ ڈاکٹر آسیہ کمال کی آواز سنائی دی۔

" ڈاکٹر صاحبہ کارمن میں ایک سیکرٹ ایجنسی ہے جس کا نام ایگروسان ہے۔ اس ایجنسی کا دائرہ کار دوسرے ممالک سے زرعی تحقیقات کو چرانا ہے۔ تابندہ اس ایجنسی کی ایجنٹ ہے۔ اس کا کوڈ نام ٹی اے ہے۔ ان کا مشن آپ کا ڈبلیو ایل ڈبلیو چرانا ہے تاکہ وہ اسے کارمن میں مزید ترقی دے کر آپ سے پہلے دنیا پر اوپن کر دیں اس طرح جو محنت آپ نے اس بیج پر کی ہے اس کا کریڈٹ خود لے سکیں اور انہیں یقین ہے کہ اس بیج کی وجہ سے آپ کو نوبل پرائز بھی مل جائے گا اس طرح آپ کے ساتھ ساتھ پاکیشیا کا وقار بھی بلند ہو گا۔ وہ چاہتے ہیں کہ یہ پرائز پاکیشیا کی بجائے کارمن کو ملے۔ انہوں نے پہلے یہاں کے ایک مقامی گروپ کی مدد سے کوشش کی۔ اس گروپ نے آپ کے چوکیدار سراج کو دولت کا لالچ دے کر اس بات پر آمادہ کیا کہ وہ اس بیج کی تھوڑی سی مقدار چرا کر انہیں دے دے لیکن سراج کامیاب نہ ہو سکا اور میں نے اسے پکڑ لیا۔ اس نے اس مقامی گروپ کے بارے میں بتایا پھر یہ تابندہ سامنے آئی۔ اس نے خود یہ مشن مکمل کرنے کا فیصلہ کیا اور اس کے لئے وہ آپ کی رہائش گاہ پہنچی اور پھر آپ کے ساتھ آپ کے ریسرچ سنٹر پہنچی۔ اس کے بعد یہ فوراً آ گئی۔ اس کا مطلب ہے کہ وہ اپنے مشن میں کامیاب رہی ہے اور وہ آپ کے سیکشن سے بہرحال بیج حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئی ہے مگر آپ کہہ رہی ہیں کہ ایسا نہیں ہوا جبکہ حالات بتا رہے ہیں کہ ایسا ہوا ہے"...... عمران نے تفصیل سے بات

کرتے ہوئے کہا۔

"اوہ تو یہ معصوم سی لڑکی ایجنٹ ہے۔ لیکن عمران صاحب واقعی بیج چوری نہیں ہوا۔ میں نے اچھی طرح چیکنگ کر لی ہے"...... ڈاکٹر آسیہ کمال نے کہا۔

"آپ ریکارڈ کے مطابق چیک کریں یقیناً چوری ہوا ہے۔ میں اس کی مقدار جاننا چاہتا ہوں تاکہ اسے برآمد کر سکوں"...... عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے آپ کی بات میں وزن ہے۔ آپ مجھے ایک گھنٹے بعد پھر فون کریں میں اس دوران ریکارڈ کے مطابق چیکنگ کرتی ہوں۔ میں طویل عرصے سے تجربات کر رہی ہوں اس لئے ہو سکتا ہے کہ میں بھول رہی ہوں"...... ڈاکٹر آسیہ کمال نے کہا۔

"ٹھیک ہے میں ایک گھنٹے بعد پھر فون کروں گا"...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"اس سے پوچھ لیتے ہیں۔ یہ ابھی بتا دے گی"...... تنویر نے کہا۔

"میں پہلے مقدار کے بارے میں جاننا چاہتا ہوں کیونکہ ہو سکتا ہے کہ اس نے اسے دو حصوں میں تقسیم کر دیا ہو۔ ایک حصہ ہم برآمد کر لیں اور دوسرا حصہ یہ ساتھ لے جائے۔ اس طرح ان کا مشن تو بہرحال پورا ہو ہی جائے گا"...... عمران نے کہا۔

"یہ واپس جائے گی تو مشن پورا ہو گا"...... تنویر نے زہریلے لہجے میں کہا۔

"ابھی نہیں بعد میں دیکھیں گے۔ اس کی جسمانی تلاشی بھی ضروری ہے۔ میرے خیال میں جولیا کو بلا لیں"...... عمران نے کہا۔

"اسے اٹھا کر دانش منزل کیوں نہ لے جائیں وہاں یہ سب کچھ بتا دے گی"...... تنویر نے کہا۔

"نہیں جب تک چپ برآمد نہ ہو جائے یہاں سے جانا خطرناک بھی ہو سکتا ہے۔ ہماری عدم موجودگی میں اس کا کوئی ساتھی چپ نکال کر لے جا سکتا ہے"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور اٹھایا اور فون پیس کے نیچے لگے ہوئے بٹن کو پریس کر کے اس نے اسے ڈائریکٹ کیا اور پھر تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"جولیا بول رہی ہوں"...... رابطہ قائم ہوتے ہی جولیا کی آواز سنائی دی۔

"عمران بول رہا ہوں جولیا۔ ہوٹل لارڈ کمرہ نمبر اٹھارہ دوسری منزل۔ تنویر بھی میرے ساتھ ہے تابندہ کی جسمانی تلاشی لینی ہے اس لئے تم فوراً یہاں آ جاؤ"...... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"تابندہ کی جسمانی تلاشی۔ کیوں کیا مطلب"...... جولیا نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تفصیل یہاں آ کر پوچھ لینا۔ جلدی پہنچو"...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"یہ راستے میں بھی نہیں رکی پھر یہ چپ آخر گئے کہاں۔ اب دو چار

دانے تو ہونے سے رہے کچھ نہ کچھ مقدار تو بہرحال ہو گی ہی سہی"۔ تنویر نے کہا۔

"معلوم ہو جائے گا۔ پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے"۔ عمران نے کہا اور تنویر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تقریباً نصف گھنٹے بعد جولیا پہنچ گئی اور جب عمران نے اسے ساری تفصیل بتائی تو اس کی آنکھیں بھی حیرت سے پھیلتی چلی گئیں۔

"اوہ تو یہ بات ہے۔ ٹھیک ہے تم دونوں باہر جاؤ میں اس کی تلاشی لیتی ہوں"...... جولیا نے کہا اور عمران اور تنویر دروازہ کھول کر کمرے سے باہر آ گئے۔ وہ دونوں ٹہلتے ہوئے گیلری میں ہی آگے بڑھتے چلے گئے۔ عمران کی تیز نظریں اس منزل کے دوسرے کمروں پر لگی ہوئی چٹوں پر دوڑ رہی تھیں لیکن سارے ہی کمرے بک تھے۔ ان میں سے کوئی بھی خالی نہ تھا۔

"تم کمرے چیک کر رہے ہو"...... تنویر نے کہا۔

"ہاں۔ یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ اس نے دو کمرے بک کرائے ہوں اور مال دوسرے کمرے میں ہو لیکن دوسرا کوئی کمرہ اس کے نام پر نہیں ہے اور نہ ہی کوئی خالی ہے"...... عمران نے جواب دیا اور تنویر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"آ جاؤ"...... تھوڑی دیر بعد جولیا نے دروازہ کھول کر باہر آتے ہوئے کہا اور وہ دونوں مڑ کر دروازے کی طرف بڑھے۔

"کیا ہوا"...... عمران نے کمرے میں داخل ہو کر پوچھا۔

"کچھ نہیں ملا میں نے مکمل تلاشی لے لی ہے"...... جولیا نے جواب دیا۔

"اوکے پھر اسے ہوش میں لے آؤ"...... عمران نے دروازہ بند کر کے اسے اندر سے لاک کرتے ہوئے کہا اور جولیا نے آگے بڑھ کر کرسی پر بندھی بیٹھی بے ہوش تابندہ کا ناک اور منہ دونوں ہاتھوں سے بند کر دیا۔ چند لمحوں بعد جب اس کے جسم میں حرکت کے تاثرات نمودار ہونے شروع ہو گئے تو اس نے ہاتھ ہٹا لئے اور پیچھے ہٹ کر کرسی پر بیٹھ گئی۔

"کیا تم نے اسے کھول کر تلاشی لی تھی یا ویسے ہی بندھی ہوئی حالت میں"...... عمران نے پوچھا۔

"نہیں کھول کر تاکہ مکمل تلاشی لے سکوں۔ اس کے بعد میں نے اسے دوبارہ باندھ دیا ہے"...... جولیا نے کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد تابندہ نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھول دیں۔ چند لمحوں تک تو اس کی آنکھوں میں دھند سی چھائی رہی پھر جیسے ہی اس کا شعور جاگا اس نے بے اختیار اٹھنے کی کوشش کی لیکن ظاہر ہے بندھی ہونے کی وجہ سے وہ صرف کسمسا کر رہ گئی۔

"یہ کیا ہو رہا ہے۔ اوہ جولیا تم بھی۔ دیکھو یہ دونوں مجھ پر ظلم کر رہے ہیں۔ مجھے ان سے بچاؤ"...... تابندہ نے جولیا کو دیکھتے ہی روتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"تابندہ تمہاری بہتری اسی میں ہے کہ تم جو چیز چرا کر لے آئی ہو

وہ ان کے حوالے کر دو ورنہ تمہارا حشر عبرتناک ہو گا"...... جولیا نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

"میں چور نہیں ہوں۔ میں نے کچھ نہیں چرایا"...... تابندہ نے چیخ کر کہا۔

"چیخنے کی ضرورت نہیں ہے یہ کمرہ ساؤنڈ پروف ہے اس لئے تمہاری آواز کمرے سے باہر نہیں جا سکتی اور اگر چلی بھی گئی تب بھی کوئی مداخلت نہیں کر سکتا۔ آخری بار کہہ رہا ہوں کہ وہ چیز جو تم ریسرچ سنٹر سے چرا کر لے آئی ہو میرے حوالے کر دو میں تمہیں تنویر کی کزن ہونے کے ناطے زندہ سلامت واپس جانے دوں گا ورنہ"۔ عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"میں نے کچھ نہیں چرایا۔ میں بے گناہ ہوں۔ میں سچ کہہ رہی ہوں۔ میں نے کچھ نہیں چرایا"...... تابندہ نے روتے ہوئے کہا۔

"جولیا یہ خنجر لو اور اس کی پہلے ایک آنکھ نکالو اور پھر دوسری"...... عمران نے کوٹ کی جیب سے خنجر نکال کر ساتھ بیٹھی ہوئی جولیا کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ جولیا نے خنجر عمران کے ہاتھ سے لیا اور جارحانہ انداز میں تابندہ کی طرف بڑھنے لگی۔

"رک جاؤ۔ مت مارو مجھے۔ مت مارو۔ میں بے گناہ ہوں۔ مجھے مت مارو تمہیں خدا کا واسطہ"...... تابندہ نے یکلخت چیختے ہوئے کہا۔ وہ بڑے ہذیانی انداز میں چیخ رہی تھی۔

"اب بھی وقت ہے سب کچھ بتا دو ورنہ"...... جولیا نے اس کے

قریب جا کر خنجر کی نوک اس کی آنکھ کے سامنے کرتے ہوئے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

"مجھے کچھ نہیں معلوم میں بے گناہ ہوں"....... تابندہ نے اور زیادہ روتے ہوئے اور چیختے ہوئے کہا۔

"واپس آ جاؤ جولیا اب اس پر دوسرا طریقہ استعمال کرنا پڑے گا"....... عمران نے جولیا سے کہا تو جولیا واپس مڑ کر دوبارہ کرسی پر بیٹھ گئی۔

"مجھ پر یقین کرو میں سچ کہہ رہی ہوں۔ خدا کے لئے مجھے مت مارو میں یہاں اجنبی ہوں۔ کمزور لڑکی ہوں۔ تم درندے مت بنو۔ پلیز مجھے چھوڑ دو"....... تابندہ نے ہچکیاں لے لے کر روتے ہوئے کہا۔

"میں پہلے ڈاکٹر آسیہ کمال سے بات کر لوں"....... عمران نے کلائی پر بندھی ہوئی گھڑی دیکھتے ہوئے کہا اور پھر اس نے رسیور اٹھایا اور فون پیس کے نیچے لگے ہوئے بٹن کو پریس کر کے اس نے اسے ڈائریکٹ کیا اور پھر تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"یس نیوکلیئر انسٹی ٹیوٹ فار ایگری کلچر"....... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"میں علی عمران بول رہا ہوں ڈاکٹر آسیہ کمال سے بات کرائیں"۔ عمران نے کہا۔

"یس سر ہولڈ آن کریں"....... دوسری طرف سے کہا گیا۔ تابندہ مسلسل ہچکیاں لے لے کر رو رہی تھی۔

"ہیلو میں آسیہ کمال بول رہی ہوں"....... چند لمحوں بعد آسیہ کمال کی آواز سنائی دی۔

"عمران بول رہا ہوں ڈاکٹر آسیہ کمال۔ کچھ پتہ چلا کہ بیج چوری ہوا ہے یا نہیں"....... عمران نے کہا۔

"اوہ عمران صاحب بیج واقعی چوری ہوا ہے۔ اب تفصیلی چیکنگ سے معلوم ہوا ہے کہ بیج کی ایک چھوٹی تھیلی جس کا وزن تقریباً سو گرام ہو گا میں نے ایک دراز میں رکھی تھی پھر میں اسے بھول گئی لیکن اب چیکنگ کے بعد سو گرام بیج کم پڑ گیا ہے تو مجھے یاد آیا لیکن اب وہ تھیلی موجود نہیں ہے"....... ڈاکٹر آسیہ کمال نے پریشان سے لہجے میں کہا۔

"کیا اس سو گرام سے کارمن کے زرعی سائنس دان اس بیج کو اوپن کر سکیں گے"....... عمران نے کہا۔

"نہیں لیکن اصل مسئلہ یہ ہے کہ وہ اس پر تحقیقات کر کے اس کے اندر خودرو گھاس کا وہ کریکٹر تلاش کر لیں گے جو اس کا اصل جزو ہے اور جس کو اس سطح پر لانے کے لئے مجھے بیس سال لگے ہیں"۔ ڈاکٹر آسیہ کمال نے جواب دیا۔

"مطلب ہے کہ اس سو گرام بیج کی برآمدگی ضروری ہے"۔ عمران نے کہا۔

"ہاں ورنہ سب کچھ ختم ہو جائے گا۔ میری محنت اور پاکیشیا کا مستقبل سب کچھ"....... ڈاکٹر آسیہ کمال نے گلوگیر سے لہجے میں کہا۔

"آپ بے فکر رہیں ڈاکٹر آسیہ کمال۔ جہاں پاکیشیا کا مستقبل خطرے میں ہو وہاں دنیا کی کوئی طاقت ہمارے راستے میں رکاوٹ نہیں بن سکتی۔ میں جلد ہی آپ کو خوشخبری سناؤں گا۔ خدا حافظ"۔ عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"تم نے سن لیا تابندہ۔ تم نے وہاں سے سو گرام بیج اڑایا ہے اور یہ بات طے ہے کہ ابھی تک یہ بیج ملک سے باہر نہیں جا سکا۔ اب اسے روکنے کی دو صورتیں ہو سکتی ہیں۔ ایک تو یہ کہ تم یہ بیج واپس کر دو۔ دوسری یہ کہ تمہیں ہلاک کر دیا جائے تو یہ بیج یہاں ہی رہ جائے گا اور اس طرح بھی پاکیشیا کا مستقبل تاریک نہیں ہو گا۔ اب ان دونوں صورتوں میں سے جو تمہیں پسند ہو وہ اختیار کر لو"۔ عمران نے کہا۔

"تم کس چکر میں پڑ گئے ہو عمران۔ میں اس سے ابھی اگلوا لیتا ہوں۔ اس کے فرشتے بھی بتائیں گے"...... تنویر نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"میں سچ کہہ رہی ہوں۔ میں نے کوئی بیج چوری نہیں کیا۔ تم آخر مجھ پر کیوں یقین نہیں کر رہے"...... تابندہ نے کہا۔

"اس لئے کہ تمہاری اصلیت سامنے آ گئی ہے۔ اسے تم اپنی بد قسمتی کہو یا پاکیشیا کی خوش قسمتی کہ تم خود ہی تنویر سے جا ٹکرائیں۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو شاید ہمیں اس خوفناک واردات کا علم تک نہ ہو سکتا"...... عمران نے جواب دیا۔

"میں نے کچھ نہیں کیا۔ واقعی کچھ نہیں کیا۔ تم جس طرح چاہو اطمینان کر لو میں ہر طرح کی قسم اٹھا سکتی ہوں"...... تابندہ نے کہا۔

"چونکہ تم نے خود ان دونوں صورتوں میں سے ایک کا انتخاب نہیں کیا اس لئے اب یہ فیصلہ میں قدرت پر چھوڑ دیتا ہوں"۔ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے ریوالور نکالا اور اس کا چیمبر کھول کر اس نے ساری گولیاں اپنی ہتھیلی پر ڈالیں۔

"دیکھو یہ چیمبر خالی ہے اب میں اس میں ایک گولی ڈالوں گا اور یہی گولی اس کھیل کا فیصلہ کر دے گی"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ایک گولی چیمبر میں ڈالی اور پھر چیمبر بند کر دیا۔ باقی گولیاں اس نے جیب میں ڈال لیں۔ اس کے ساتھ ہی اس نے چیمبر کو تیزی سے گھمانا شروع کر دیا۔

"اب کسی کو نہیں معلوم کہ گولی کہاں ہے۔ چیمبر کے سات خانے ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ پہلی بار گولی فائر ہو جائے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ساتویں بار فائر ہو۔ اگر گولی فائر ہو گئی تو تمہاری کھوپڑی ہزاروں ٹکڑوں میں تبدیل ہو جائے گی اس طرح یہ بیج یہیں رہ جائیں گے اور اگر فائر نہ ہوئی تو تمہیں زندہ رہنے کا ایک اور چانس مل جائے گا"...... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا اور اٹھ کر اس نے ریوالور کی نال تابندہ کی کنپٹی سے لگا دی۔

"میں صرف تین تک گنوں گا پھر ٹریگر دبا دوں گا"....... عمران نے اسی طرح سرد لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے گنتی شروع کر دی۔

"مم۔ مم۔ میں بے گناہ ہوں۔ بے گناہ ہوں"....... تابندہ نے انتہائی ہراساں سے لہجے میں کہا لیکن عمران نے تین تک گننے کے بعد ٹریگر دبا دیا۔ ٹھک کی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی تابندہ کے حلق سے چیخ نکل گئی۔

"ایک چانس تمہیں مل گیا ہے شاید دوسرا نہ ملے"۔ عمران نے اسی طرح سرد لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے گنتی دوبارہ شروع کر دی۔ تابندہ کا جسم لرزنے لگا۔ اس کے چہرے سے پسینہ بہنے لگا تھا۔ چہرہ موت کے خوف سے بگڑ سا گیا تھا۔

"رک جاؤ۔ رک جاؤ۔ بتاتی ہوں۔ رک جاؤ"....... اچانک تابندہ نے ہذیانی انداز میں چیختے ہوئے کہا۔

"بولو ورنہ"....... عمران نے اسی طرح سرد لہجے میں کہا۔

"وہ۔ وہ ساتھ والے کمرے کے بیڈ کے فوم کے نیچے ہے۔ ساتھ والے کمرے کے"....... تابندہ نے ہذیانی انداز میں کہا۔

"جاؤ تنویر چیک کرو"....... عمران نے پیچھے ہٹتے ہوئے کہا تو تنویر تیزی سے دروازے کی طرف بڑھ گیا جبکہ تابندہ نے اب بے اختیار رونا شروع کر دیا۔ جولیا خاموش بیٹھی ہوئی تھی جبکہ عمران ہاتھ میں ریوالور اٹھائے تابندہ کے قریب کھڑا تھا۔ چند لمحوں بعد دروازہ ایک

دھماکے سے کھلا تو تنویر تیزی سے اندر داخل ہوا۔ اس کے ہاتھ میں واقعی گندم کے دانوں کی تھیلی موجود تھی۔

"شکر ہے اللہ تعالیٰ نے ڈاکٹر آسیہ کمال کی محنت اور پاکیشیا کی عزت بچا لی ہے"....... عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور آگے بڑھ کر اس نے تھیلی تنویر کے ہاتھ سے لے لی۔ وہ واقعی سو گرام وزن کی تھیلی تھی اور بند تھی۔ عمران نے تھیلی اپنی جیب میں رکھ لی۔ تابندہ اب آنکھیں بند کئے بیٹھی ہوئی تھی۔ اس کے چہرے پر بے پناہ شکستگی تھی۔

"اب اس کا کیا کرنا ہے"....... جولیا نے تابندہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"یہ پاکیشیا کی غدار ہے اس نے پاکیشیا کی عزت اور وقار چوری کیا ہے۔ اسے زندہ رہنے کا کوئی حق نہیں ہے"....... تنویر نے غراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اس کا فیصلہ چیف کرے گا"....... عمران نے کہا تو تنویر اور جولیا دونوں بے اختیار چونک پڑے۔

"چیف۔ تو کیا یہ سیکرٹ سروس کا کیس ہے"....... ان دونوں نے حیران ہو کر کہا۔

"ہاں۔ جہاں پاکیشیا کی عزت و وقار خطرے میں ہو وہاں کیس سیکرٹ سروس کا بن جاتا ہے۔ جو تفصیل میں نے تمہیں بتائی ہے یہ بھی چیف نے اپنے فارن ایجنٹ کے ذریعے کارمن سے معلوم کرائی

تھی ورنہ تو ہمارے وہم و گمان میں بھی نہ تھا کہ ایسی بھی کوئی ایجنسی ہو سکتی ہے اور تابندہ اس کی ایجنٹ ہو گی"....... عمران نے کہا۔

"تو پھر چیف کو اطلاع دی جائے"....... جولیا نے کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا تو جولیا نے رسیور اٹھایا اور فون پیس کے نیچے موجود بٹن پریس کر کے اس نے فون ڈائریکٹ کیا اور ایک نظر تابندہ کی طرف دیکھا جو آنکھیں بند کئے بیٹھی ہوئی تھی اور پھر جولیا نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"ایکسٹو"....... رابطہ قائم ہوتے ہی ایکسٹو کی مخصوص آواز سنائی دی۔

"جولیا بول رہی ہوں"....... جولیا نے کہا اور پھر اس نے تابندہ کے ساتھ ہونے والی کاروائی سے لے کر گندم کی تھیلی برآمد ہونے تک کی ساری روئیداد سنا دی۔

"عمران یہاں موجود ہے"....... دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

"یس باس"....... جولیا نے کہا اور رسیور اس نے عمران کی طرف بڑھا دیا۔

"علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں"۔ عمران نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

"گندم کے بیج کی یہ تھیلی واپس ڈاکٹر آسیہ کمال کو پہنچا دو۔ میں سیکرٹری زراعت سے کہہ کر اس سیکشن کی خصوصی حفاظت کا انتظام

کرا دوں گا"....... ایکسٹو نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"اس تابندہ کے بارے میں کیا حکم ہے۔ وہ بہرحال تنویر کی کزن ہے اور پہلی بار یہاں اپنے رونس تلاش کرنے آئی تھی پھر اعلیٰ تعلیم یافتہ بھی ہے"....... عمران نے تنویر کی طرف دیکھتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

"میں نہیں چاہتا کہ اسے پولیس کے حوالے کیا جائے کیونکہ اس طرح اخبارات میں خبریں شائع ہوں گی اور پھر اس بیج کو حاصل کرنے کے لئے دوسرے ملکوں کے ایجنٹ بھی حرکت میں آجائیں گے اس لئے تابندہ کو آزاد کر دو"....... ایکسٹو نے کہا۔

"لیکن اس نے بہرحال چوری کی ہے"....... عمران نے کہا۔

"ہاں لیکن اس چوری سے ملک کو کوئی نقصان نہیں پہنچا اور نہ ہی ڈاکٹر آسیہ کمال نے اس کی کوئی شکایت کی ہے اور تابندہ کو بہرحال اس کے جرم کی کافی سزا مل چکی ہے"....... چیف نے کہا۔

"لیکن تنویر کا تو خیال ہے جناب کہ تابندہ کو گولی مار دی جائے"۔ عمران نے تنویر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"میں اپنی بات دوہرانے کا عادی نہیں ہوں"....... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

"تابندہ کو آزاد کر دو"....... عمران نے جولیا سے کہا اور جولیا سر ہلاتی ہوئی تابندہ کی طرف بڑھ گئی۔

"تم خوش قسمت ہو تابندہ کہ چیف نے تمہیں معاف کر دیا ہے ورنہ تمہاری لاش گٹر کے کیڑے کھاتے"....... جولیا نے اس کی بندش کھولتے ہوئے کہا۔

"حیرت ہے کہ چیف نے اسے معاف کر دیا ہے۔ چیف تو ان معاملات میں کسی سے رعایت کا قائل نہیں ہے"....... تنویر نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"مم۔ مم۔ میں انتہائی شرمندہ ہوں۔ انتہائی شرمندہ ہوں۔ مجھے اب احساس ہوا ہے کہ میں نے کیا کیا تھا۔ میں تم سب سے معافی چاہتی ہوں"....... تابندہ نے آزاد ہوتے ہی کہا۔

"تم نے جا کر اپنے چیف سائرن کو رپورٹ دینی ہے اور جب اسے یہ ساری رپورٹ ملے گی تو وہ خود ہی تمہاری شرمندگی دور کر دے گا۔ ہماری طرف سے تم آزاد ہو۔ آؤ جولیا اب تنویر جانے اور اس کی کزن"....... عمران نے جولیا سے مخاطب ہو کر کہا اور دروازے کی طرف مڑ گیا۔

"میں لعنت بھیجتا ہوں اس پر۔ یہ میرے ملک کی دشمن ہے"۔ تنویر نے انتہائی زہریلے لہجے میں کہا اور وہ بھی تیزی سے عمران اور جولیا کے پیچھے کمرے سے باہر نکل آیا۔

عمران، تنویر اور جولیا کے جانے کے بعد تابندہ آہستہ سے اٹھی اور بیڈ پر جا کر لیٹ گئی۔ گو اس کے جسم کا جوڑ جوڑ دکھ رہا تھا لیکن ذہنی طور پر وہ بے حد مطمئن تھی کیونکہ اس نے جو منصوبہ عمران کو ڈاج دینے کے لئے تیار کیا تھا وہ سو فیصد کامیاب رہا تھا اور ساتھ ہی اس کی اداکاری بھی۔ پھر وہ اٹھی اور باتھ روم کی طرف بڑھ گئی۔ پھر جب وہ باتھ روم سے باہر آئی تو اس کے جسم پر دوسرا لباس تھا اور وہ پہلے کی نسبت کافی فریش اور تازہ نظر آ رہی تھی۔ وارڈ روب سے اس نے اپنا بڑا پرس اٹھایا اور بیگ میں سے سامان نکال نکال کر اس نے پرس میں رکھنا شروع کر دیا۔ پھر اس نے پرس بند کیا اور اسے کاندھے پر لٹکا کر وہ کمرے سے باہر آئی اور تھوڑی دیر بعد وہ ہوٹل کے مین گیٹ سے باہر آ گئی۔

"مین مارکیٹ چلو"....... تابندہ نے ایک ٹیکسی میں بیٹھتے ہوئے

ڈرائیور سے کہا اور ڈرائیور نے اثبات میں سرہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد ٹیکسی مین مارکیٹ پہنچ گئی تو تابندہ نے اسے کرائے کے ساتھ ٹپ بھی دی اور پھر وہ پیدل چلتی ہوئی آگے بڑھتی چلی گئی۔ اس نے دو تین دکانوں سے باقاعدہ شاپنگ کی اور پھر وہ ایک سائیڈ گلی میں داخل ہوئی اور تیزی سے چلتی ہوئی ایک دوسری بڑی سڑک پر پہنچ گئی۔ اس دوران اس نے باقاعدہ اپنی نگرانی چیک کی تھی لیکن اسے اطمینان تھا کہ اس کی نگرانی نہیں ہو رہی۔ چند لمحوں بعد اسے ایک خالی ٹیکسی مل گئی تو وہ ٹیکسی میں بیٹھ گئی۔

"رابرٹ روڈ لے چلو"....... تابندہ نے کہا تو ٹیکسی ڈرائیور نے اثبات میں سرہلاتے ہوئے ٹیکسی آگے بڑھا دی اور پھر مختلف سڑکوں سے گزرنے کے بعد وہ ایک ایسی سڑک پر پہنچ گئی جہاں کاروباری پلازے تھے۔

"نیشنل پلازہ کے سامنے روک دینا"....... تابندہ نے کہا اور ٹیکسی ڈرائیور نے اثبات میں سرہلایا اور پھر ایک چار منزلہ کاروباری پلازہ کے سامنے اس نے ٹیکسی روک دی۔ تابندہ نے کرایہ ادا کیا اور اس کے ساتھ ہی ایک شاپر بھی اٹھا کر ٹیکسی سے باہر آ گئی۔ اس شاپر میں وہ سامان تھا جو اس نے مین مارکیٹ سے خریدا تھا۔ پھر وہ پلازہ کے اندرونی حصے کی طرف بڑھتی چلی گئی لیکن کچھ اور آگے جانے کے بعد وہ تیزی سے مڑی اور پھر واپس سڑک پر آکر وہ دائیں طرف کو مڑ گئی اور تھوڑا سا آگے جانے کے بعد وہ دائیں طرف پر جانے والی ایک

سڑک پر مڑ گئی۔ یہ سڑک اس نے پیدل کراس کی اور ایک بار پھر وہ ایک ٹیکسی کو روکنے کے لئے ہاتھ دے رہی تھی۔ چند لمحوں بعد ایک ٹیکسی رک گئی۔

"یس مس کہاں جانا ہے"....... ڈرائیور نے سر باہر نکال کر پوچھا۔

"یعقوب ٹاؤن"....... تابندہ نے کہا اور ٹیکسی کا دروازہ کھول کر وہ عقبی سیٹ پر بیٹھ گئی۔ ڈرائیور نے گاڑی آگے بڑھا دی اور پھر تقریباً نصف گھنٹے بعد ٹیکسی ایک متوسط درجے کی رہائشی آبادی میں داخل ہو گئی۔

"یعقوب ٹاؤن میں کہاں جانا ہے آپ نے"....... ٹیکسی ڈرائیور نے پوچھا۔

"لین نمبر فور"....... تابندہ نے جواب دیا تو ڈرائیور نے اثبات میں سرہلا دیا اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ ایک قدرے قدیم علاقے میں پہنچ گیا۔

"بس یہاں روک دو"....... تابندہ نے ایک چوک پر پہنچتے ہی کہا اور ٹیکسی ڈرائیور نے گاڑی ایک طرف کر کے روک دی۔ تابندہ نیچے اتری۔ اس نے کرایہ دے کر شاپر اٹھایا اور پرس کاندھے سے لٹکا کر وہ پیدل ہی آگے بڑھ گئی۔ پھر مختلف گلیوں سے گزرنے کے بعد وہ لین نمبر آٹھ کے ایک مکان کے دروازے پر پہنچ گئی۔ اس نے ادھر ادھر دیکھا اور پھر کال بیل پر انگلی رکھ دی۔ چند لمحوں بعد دروازہ کھلا

تو دروازے پر ایک لمبے قد اور درمیانے جسم کا آدمی تھا جس کے جسم پر عام گھریلو لباس تھا۔

"اوہ آپ۔ آیئے اندر آجایئے"...... اس آدمی نے ایک طرف ہٹتے ہوئے کہا اور تابندہ سر ہلاتی ہوئی اندر داخل ہوئی تو اس آدمی نے دروازہ بند کر دیا اور پھر وہ اسے لے کر ایک اندرونی کمرے میں پہنچ گیا۔ متوسط درجے کے اس مکان میں فرنیچر بھی انتہائی متوسط درجے کا تھا۔ یہ کمرہ ڈرائنگ روم کے انداز میں سجا ہوا تھا لیکن اس میں چار کرسیاں اور ایک چارپائی تھی۔ دیواروں پر پرانی سی تصویریں بھی کیلوں سے ٹھونکی گئی تھی۔

"آپ نے بہت انتظار کرایا میڈم۔ میں تو مایوس ہو گیا تھا حالانکہ میں نے آپ کے حکم کے مطابق اپنی بیوی اور بچوں کو بھی میکے بھجوا دیا تھا"...... اس آدمی نے ایک کرسی پر بیٹھتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

"حالات کے مطابق چلنا پڑتا ہے اکبر۔ بہرحال کہاں ہے وہ تھیلی"...... تابندہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"وہ تو محفوظ ہے لیکن آپ رقم لے آئی ہیں"...... اس آدمی نے جسے اکبر کہہ کر پکارا گیا تھا جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ رقم لے آئی ہوں۔ یہ لو پہلے رقم لے لو"...... تابندہ نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اس نے پرس میں سے بڑی مالیت کے نوٹوں کی ایک گڈی نکال کر اکبر کی طرف بڑھا دی۔ اکبر کی آنکھوں میں تیز چمک ابھر آئی۔ اس نے رقم جھپٹی اور پھر اسے انتہائی بے چین

سے انداز میں گننا شروع کر دیا۔ تابندہ خاموش بیٹھی اسے رقم گنتے دیکھتی رہی۔

"یہ تو پچاس ہزار ہیں جبکہ آپ نے ایک لاکھ کا وعدہ کیا تھا"...... اکبر نے نوٹ گننے کے بعد چونک کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"باقی پچاس ہزار بھی موجود ہیں لیکن وہ تھیلی ملنے کے بعد دوں گی۔ یہ اصول کی بات ہے"...... تابندہ نے مسکراتے ہوئے کہا تو اکبر نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر اٹھ کر وہ اس کمرے سے باہر نکل گیا۔ چند لمحوں بعد وہ واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں ایک چھوٹا سا سیاہ رنگ کا شاپر تھا۔ اس نے شاپر میں سے ایک تھیلی نکالی جس میں تقریباً سو گرام کے قریب گندم کے بیج موجود تھے۔

"یہ دیکھ لیں اور پہلے پچاس ہزار دیں پھر دوں گا"...... اکبر نے تھیلی کو شاپر سے نکال کر تابندہ کو دکھاتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے اب میری تسلی ہو گئی ہے"...... تابندہ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے پرس میں سے بڑی مالیت کے نوٹوں کی ایک اور گڈی نکالی اور ایک ہاتھ سے اس نے تھیلی اکبر سے لی اور دوسرے ہاتھ سے رقم اس نے اسے دے دی۔ اکبر پہلے کی طرح ایک بار پھر ندیدوں کے انداز میں رقم گننے میں مصروف ہو گیا جبکہ تابندہ نے تھیلی کو الٹ پلٹ کر غور سے دیکھا۔ اس کے چہرے پر انتہائی اطمینان کے تاثرات ابھر آئے تھے۔ پھر اس نے تھیلی کو اپنے پرس

میں ڈالا اور پرس کو کھول کر ساتھ ہی میز پر رکھ دیا۔

" ٹھیک ہے شکریہ میں رقم رکھ کر آتا ہوں"...... اکبر نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا اور تابندہ نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد اکبر واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں مشروب کی دو بوتلیں تھیں۔

" لیجئے اس وقت تو یہی خدمت کر سکتا ہوں"...... اکبر نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

" شکریہ۔ یہ بتاؤ کہ تم کب سنٹر سے یہاں پہنچے ہو"...... تابندہ نے بوتل میں موجود سٹرا کو منہ لگا کر ایک لمبا گھونٹ لینے کے بعد پوچھا۔

" دو گھنٹے پہلے پہنچا ہوں۔ یہاں سے قریب ہی میری بیوی کا میکہ ہے۔ میں اسے یہ کہہ کر وہاں چھوڑ آیا ہوں کہ حکومت کی ایک خفیہ میٹنگ میرے گھر میں ہو رہی ہے اور جس کا مجھے دو ہزار معاوضہ ملے گا اس لئے وہ نیک بخت خوشی خوشی بچوں کے ساتھ میکے چلی گئی"...... اکبر نے مشروب پیتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

" وہاں تم پر کسی نے شک تو نہیں کیا"...... تابندہ نے پوچھا۔

" اوہ نہیں۔ ورنہ جب فون پر اس عمران نے بات کی تو میں دل ہی دل میں بہت ڈرا لیکن اس نے مزید کچھ نہ پوچھا"...... اکبر نے جواب دیا۔

" کتنے دن کی چھٹی لے کر آئے ہو"...... تابندہ نے پوچھا۔

" ایک ہفتے کی"...... اکبر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" تم نے وہاں یا یہاں کسی کو میرے متعلق اور اس سارے معاملے کے بارے میں تو کچھ نہیں بتایا"...... تابندہ نے کہا۔

" ارے نہیں۔ ایک لاکھ روپے میرے لئے بہت بڑی رقم ہے مس صاحبہ۔ اتنی رقم میں زندگی بھر نہیں کما سکتا اور پھر مجھے مفت مل رہی تھی اس لئے میں نے اپنی زبان سختی سے بند رکھی ہے"۔ اکبر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

" کتنے بچے ہیں تمہارے"...... تابندہ نے پوچھا۔

" چار بچے ہیں میڈم۔ سکول میں پڑھتے ہیں"...... اکبر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" تم نے مجھے کیسے چیک کیا تھا کہ میں نے بیج اڑائے ہیں جبکہ تم اس وقت وہاں موجود ہی نہ تھے"...... اچانک تابندہ نے کہا تو اکبر بے اختیار ہنس پڑا۔

" میری خوش قسمتی کہ میں اس وقت تجربہ گاہ کی عقبی راہداری سے گزر رہا تھا۔ اس کا پردہ تو برابر تھا لیکن اس میں جھری موجود تھی اور پھر میں نے آپ کو درازیں کھول کر چیک کرتے دیکھ لیا۔ میں حیران ہو کر رک گیا اور پھر جب آپ نے وہ تھیلی اٹھا کر اپنے پرس میں ڈالی تو میں سمجھ گیا کہ آپ وہ خصوصی بیج چوری کر رہی ہیں کیونکہ ڈاکٹر صاحبہ اس سلسلے میں بے حد پریشان ہو رہی تھیں اور پھر وہ عمران صاحب آئے اور انہوں نے سراج الدین کو پکڑ لیا اور اس نے اعتراف جرم بھی کر لیا تھا اس لئے مجھے معلوم تھا کہ آپ کیا کر

رہی ہیں اور کیوں کر رہی ہیں۔ پہلے تو میں نے سوچا کہ میں ڈاکٹر صاحبہ کو بتا دوں لیکن پھر میں نے سوچا کہ آپ کو رنگے ہاتھوں پکڑا جائے تو میں آپ سے جا کر عقبی کمرے میں ملا لیکن آپ نے فوری طور پر پچاس ہزار روپے دینے کا کہا تو میری نیت بدل گئی۔ مجھے پچاس ہزار روپے مفت میں مل رہے تھے اور کام بھی کچھ نہ تھا۔ صرف اتنا کہ میں خاموش رہوں گا اور میرے جیسے آدمی کے لئے پچاس ہزار روپے بہت بڑی رقم ہے لیکن پھر آپ نے واپسی پر کار میں بیٹھتے ہوئے جب مجھے مزید پچاس ہزار روپے دینے کا کہا تو یقین مانیں میرا خوشی سے برا حال ہو گیا کیونکہ اکٹھے ایک لاکھ روپے ملنے کا تو میں نے کبھی خواب میں بھی نہ سوچا تھا"...... اکبر نے جواب دیا۔

"اوکے اب میں چلتی ہوں"...... تابندہ نے بوتل ایک طرف رکھتے ہوئے کہا اور اکبر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ وہ ابھی بوتل پی رہا تھا۔ تابندہ نے کھلے ہوئے پرس کی طرف ہاتھ بڑھایا اور دوسرے لمحے جب پرس کے اندر سے اس کا ہاتھ باہر آیا تو اس میں ایک چھوٹا سا پسٹل موجود تھا بالکل ہی چھوٹا سا اور وہ دیکھنے میں کوئی کھلونا لگتا تھا۔

"یہ کیا ہے"...... اکبر نے حیران ہو کر کہا۔

"یہ تمہارے بچوں کے لئے تحفہ ہے ابھی یہاں آتے ہوئے میں نے مارکیٹ سے خریدا ہے"...... تابندہ نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ٹریگر دبا دیا۔ بغیر کسی آواز کے پسٹل میں

سے سرخ رنگ کی شعاع نکلی اور سیدھی سامنے کرسی پر بیٹھے ہوئے اکبر کے سینے پر پڑی اور اکبر کے منہ سے ہلکی سی چیخ نکلی۔ اس کے ساتھ ہی اس کا جسم بری طرح تڑپا اور پھر وہ کرسی سمیت نیچے فرش پر جا گرا اور نیچے گر کر بھی وہ چند لمحے تڑپتا رہا اور پھر ساکت ہو گیا۔ اس کی آنکھیں بے نور ہو چکی تھیں۔

"مجھے افسوس ہے اکبر تمہاری موت میرے مشن کے لئے انتہائی ضروری تھی۔ تم چھوٹے آدمی ہو اس لئے ایک لاکھ روپے کی بات لامحالہ تم سے نکل جاتی اور اس طرح عمران اور اس کے ساتھیوں تک بات پہنچ جاتی تو وہ ساری بات سمجھ جاتے"...... تابندہ نے کہا اور پسٹل اس نے واپس پرس میں ڈالا اور اٹھ کھڑی ہوئی۔ پرس کے ساتھ ہی سیاہ رنگ کا بڑا سا شاپر پڑا تھا۔ اس نے شاپر اٹھایا اور اس کمرے سے باہر نکل گئی جبکہ اکبر کی لاش ویسے ہی اس کمرے میں پڑی رہی۔ تھوڑی دیر بعد تابندہ جب واپس آئی تو اس کے جسم پر پہلے سے مختلف لباس تھا۔ اس نے لباس تبدیل کر لیا تھا اور پہنا ہوا لباس اب اس نے دوبارہ اس سیاہ شاپر میں ڈال لیا تھا۔ ایک ہاتھ میں شاپر اور دوسرے ہاتھ میں بڑی مالیت کے نوٹوں کی دو گڈیاں اٹھائے وہ اندر داخل ہوئی۔ اس نے گڈیاں واپس پرس میں ڈالیں۔ پرس بند کر کے کاندھے سے لٹکایا اور شاپر اٹھا کر اس نے ایک نظر اکبر کی لاش پر ڈالی اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتی وہ کمرے سے نکل کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گئی۔ دروازہ کھول کر اس نے پہلے سر باہر نکال کر ادھر ادھر

دیکھا لیکن گلی میں اس وقت کوئی نہ تھا اس لئے وہ تیزی سے باہر آئی۔
اس نے دروازہ بند کیا اور پھر اطمینان بھرے انداز میں چلتی ہوئی وہ آگے بڑھتی چلی گئی۔

عمران دانش منزل کے آپریشن روم میں داخل ہوا تو بلیک زیرو مسکراتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔

"بیٹھو"...... سلام دعا کے بعد عمران نے بھی مسکراتے ہوئے کہا اور خود اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھ گیا۔

"عمران صاحب آپ کو کیسے یقین تھا کہ تابندہ نے واقعی گندم کا خصوصی بیج حاصل کر لیا ہے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"اس کا پس منظر معلوم ہونے کے بعد جب اس کی سنٹر سے فوری واپسی ہوئی تو میں سمجھ گیا کہ وہ لازماً کچھ نہ کچھ کر کے ہی آئی ہو گی ورنہ اتنی جلدی اس کی واپسی نہیں ہو سکتی"...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"لیکن آپ نے اسے زندہ کیوں چھوڑ دیا۔ اس نے پاکیشیا کا مستقبل اور عزت چوری کی تھی۔ ایسے مجرم کو تو عبرتناک سزا ملنی

چاہئے تھی"...... بلیک زیرو نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" خدا کا خوف کرو میں نے اسے چھوڑا ہے تم نے خود ہی تو حکم دیا تھا اور تنویر اس بات پر حیران تھا کہ تم نے آخر اسے کیسے چھوڑ دیا"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" وہ تو آپ نے خود اشارہ دیا تھا اس لئے مجبوراً مجھے ایسا حکم دینا پڑا ورنہ میں تو اسے کسی صورت زندہ چھوڑنے کا قائل نہیں ہوں"۔ بلیک زیرو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" آخر وہ تنویر کی کزن ہے۔ آج نہیں تو کل ہو سکتا ہے کہ تنویر اس کی طرف مائل ہو جائے اس طرح میرے لئے میدان خالی ہو سکتا ہے۔ اس کی ہلاکت سے یہ سکوپ بہرحال ختم ہو جاتا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" نہیں عمران صاحب۔ اب اتنا تو میں آپ سے واقف ہو چکا ہوں۔ آپ اصل بات بتائیں"...... بلیک زیرو نے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

" اسی لئے بزرگ کہتے ہیں کہ بد سے بدنام برا ہوتا ہے"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔

" آپ نہیں بتانا چاہتے تو دوسری بات ہے"...... بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے کہا۔

" تم میرے لئے چائے بناؤ تاکہ اس دوران میں سوچ لوں کہ ایسا کوئی جواز بنایا جائے جس سے تم مطمئن ہو سکو۔ ریسرچ سنٹر

جانے اور پھر وہاں سے آنے کے دوران مسلسل ڈرائیونگ کرنی پڑی ہے اس لئے چائے کی طلب محسوس ہو رہی ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" ڈاکٹر آسیہ کمال تو بے حد خوش ہوئی ہو گی۔ ایک لحاظ سے یہ اس کے لئے نئی زندگی کی خوشخبری تھی"...... بلیک زیرو نے کرسی سے اٹھتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

" ہاں۔ اس کی مسرت واقعی قابل دید تھی۔ ویسے اس نے واقعی اپنی جوانی اس ٹاسک پر جو ملک و قوم کے لئے انتہائی فائدہ مند ہے صرف کر دی ہے۔ وہ واقعی پاکیشیا کی محسن ہے"...... عمران نے بڑے خلوص بھرے لہجے میں کہا اور بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلایا اور تیزی سے قدم بڑھاتا کچن کی طرف بڑھ گیا۔ عمران نے ٹرانسمیٹر اٹھا کر اپنے سامنے رکھا اور پھر اس پر ٹائیگر کی فریکونسی ایڈجسٹ کرنی شروع کر دی۔

" ہیلو ہیلو عمران کالنگ۔ اوور"...... عمران نے بار بار کال دیتے ہوئے کہا۔

" یس ٹائیگر اٹنڈنگ باس۔ اوور"...... تھوڑی دیر بعد ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔

" کیا رپورٹ ہے تابندہ کے بارے میں۔ اوور"...... عمران نے کہا۔

" باس جب میں آپ کی کال پر ہوٹل پہنچا تو اس کا کمرہ لاکڈ تھا۔

میں نے باہر جا کر معلوم کیا تو مجھے پتہ چلا کہ وہ ہوٹل سے نکل کر ہوٹل کے سامنے مستقل طور پر کام کرنے والی ایک ٹیکسی میں بیٹھ کر مین مارکیٹ گئی ہے لیکن ابھی تک اس کی واپسی نہیں ہوئی۔ اوور"...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

"اتنی دیر میں تو میں ریسرچ سنٹر سے ہو کر بھی واپس آگیا ہوں۔ اوور"...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اب میں کیا کہہ سکتا ہوں باس۔ اب وہ واپس آئے گی تو اس کی نگرانی ہو سکے گی۔ اوور"...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

"اوکے اوور اینڈ آل"...... عمران نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ اسی لمحے بلیک زیرو چائے کے دو کپ اٹھائے واپس آگیا۔ اس نے ایک کپ عمران کے سامنے رکھا اور دوسرا کپ اٹھا کر وہ اپنی کرسی کی طرف بڑھ گیا۔

"آپ تابندہ کی نگرانی کرا رہے ہیں۔ کیوں"...... بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ارے تمہارے کان اتنے بڑے ہیں کہ یہاں کی بات چیت کچن میں کھڑے ہو کر بھی سن لیتے ہو"...... عمران نے چائے کی پیالی اٹھاتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

"آپ بول ہی اتنا اونچا رہے تھے کہ بہرے بھی سن لیں"۔ بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے کہا اور عمران بھی بے اختیار مسکرا دیا۔

"آپ نے بتایا نہیں کہ نگرانی کا اب کیا مقصد ہے"...... بلیک

زیرو نے کہا۔

"میں دراصل ایک معاملے پر مشکوک ہوں اس لئے میں نے تابندہ کی فوری ہلاکت کا ارادہ بھی بدل دیا تھا"...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا تو بلیک زیرو بے اختیار چونک پڑا۔

"کیا مطلب۔ کس معاملے میں"...... بلیک زیرو نے چونک کر حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"گندم کے بیج کی جو تھیلی برآمد ہوئی ہے وہ میکانکی انداز میں سیلڈ نہ تھی بلکہ اسے پیپر پن لگا کر بند کیا گیا تھا حالانکہ میں نے وہاں سنٹر میں دیکھا تھا کہ ایسی تھیلیاں باقاعدہ میکانکی انداز میں سیلڈ کی جاتی ہیں لیکن تھیلی بھی سنٹر کی ہی تھی اور اس میں بیج کی مقدار بھی درست تھی لیکن اس کے باوجود میری چھٹی حس کہہ رہی تھی کہ کہیں نہ کہیں کوئی گڑبڑ ہے"...... عمران نے چائے کی چسکی لیتے ہوئے کہا۔

"پھر آپ نے ڈاکٹر صاحب سے بات کی"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ بعض اوقات جلدی کی وجہ سے ایسا بھی ہو جاتا ہے لیکن میں نے انہیں کہا کہ وہ اس بیج کو چیک کر لیں ایسا نہ ہو کہ اس میں وہ مخصوص بیج نہ ہوں لیکن اس کی چیکنگ آسانی سے نہیں ہو سکتی اس میں کئی گھنٹے لگتے ہیں اس لئے میں واپس آگیا۔ البتہ میں نے ڈاکٹر صاحب سے کہہ دیا تھا کہ اگر کوئی گڑبڑ ہو تو وہ سر سلطان کے ذریعے مجھ سے بات کر سکتے ہیں"...... عمران نے کہا۔

"تو آپ نے اسی لئے تابندہ کو ہلاک نہیں کیا۔آپ کو خطرہ ہے کہ تابندہ نے گندم تبدیل نہ کر لی ہو"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"بس میرے ذہن میں ایک خدشہ ابھرا تھا۔ گو بظاہر اس کے کوئی امکانات نہیں ہیں کیونکہ تابندہ سنٹر سے سیدھی ہوٹل پہنچی ہے اور پھر اس نے واقعی انتہائی ذہانت سے یہ تھیلی ساتھ والے کمرے کے بیڈ کے فوم کے نیچے چھپا دی تھی اس لئے باوجود تلاشی کے وہ ہمیں نہ مل رہی تھی اس لئے اگر اس کی تبدیلی ہوتی تو لامحالہ دوسری تھیلی بھی نظر آجاتی بلکہ تبدیل شدہ تھیلی وہ اپنے کمرے میں ہی رکھتی اس طرح ہم مطمئن ہو جاتے لیکن اس کے باوجود جب تک پوری طرح تسلی نہ ہو جائے میرے ذہن میں بہرحال خدشہ موجود ہے"۔ عمران نے کہا۔

"لیکن اگر واقعی ایسا ہوا تو پھر تابندہ اس دوران آسانی سے ملک سے باہر نکل سکتی ہے یا دوسری تھیلی کسی بھی کوریئر سروس کے ذریعے ملک سے باہر بھجوا سکتی ہے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"میں نے سنٹر جانے سے پہلے سر سلطان کو فون کر کے اس بارے میں ہدایات دے دی تھیں اور جب تک میری طرف سے اوکے رپورٹ نہیں جائے گی ملک سے باہر جانے والی تمام اشیاء چاہے وہ کسی بھی کوریئر سروس سے بھجوائی جا رہی ہوں یا ڈاکخانے کے ذریعے باقاعدہ چیکنگ ہو کر جائے گی اور اگر گندم کا کوئی پیکٹ ہوا تو اسے روک لیا جائے گا"...... عمران نے جواب دیا اور بلیک زیرو نے

اثبات میں سر ہلا دیا۔

"اور اگر تابندہ یہ تھیلی از خود لے کر ملک سے باہر چلی گئی تو"۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"ایئر پورٹ پر بھی ہدایات پہنچ چکی ہیں۔ بہرحال لتنے سنجیدہ اور پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ سب کچھ حفظ ماتقدم کے طور پر ہو رہا ہے۔ ابھی تھوڑی دیر بعد اوکے رپورٹ آجائے گی اور اس کے بعد مجھے چیک ملے گا اور میں خوشی خوشی یہاں سے رخصت ہو جاؤں گا"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"چیک۔ وہ کس بات کا"...... بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اچھا یعنی اب تم اس چھوٹے سے چیک سے بھی انکار کر رہے ہو"...... عمران نے آنکھیں نکالتے ہوئے کہا۔

"لیکن چیک آخر آپ کس بات کا لینا چاہتے ہیں۔ چھوٹے بڑے کی بات تو بعد میں ہو گی"...... بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"مشن مکمل کرنے کا اور کس بات کا"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"کس مشن کا"...... بلیک زیرو نے باقاعدہ لطف لیتے ہوئے کہا۔

"پاکیشیا کے مستقبل اور اس کی عزت اور وقار کے تحفظ کا مشن"۔ عمران نے جواب دیا۔

"میں نے تو آپ کے ذمے یہ کام نہیں لگایا تھا"...... بلیک زیرو

نے کہا۔

"کیا سر سلطان سیکرٹ سروس کے انچارج نہیں ہیں"۔ عمران نے آنکھیں نکالتے ہوئے کہا۔

"ہاں ہیں لیکن انتظامی انچارج"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"انتظامی انچارج مشن تو ذمے لگا سکتا ہے اور ان کے کہنے پر ہی میں ڈاکٹر آسیہ کمال سے ملنے گیا تھا ورنہ مجھے پاگل کتے نے کاٹا تھا کہ میں یہاں مارا مارا پھرتا"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تو پھر یہ چیک بھی آپ سر سلطان سے ہی لیں"...... بلیک زیرو نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ عمران کوئی جواب دیتا فون کی گھنٹی بج اٹھی اور عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"ایکسٹو"...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"سلطان بول رہا ہوں۔ عمران ہے یہاں"...... دوسری طرف سے سر سلطان کی آواز سنائی دی۔

"نہ بھی ہو تو کان سے پکڑ کر حاضر کیا جا سکتا ہے سلطان عالی کے دربار میں"...... عمران نے اس بار اپنے اصل لہجے میں کہا۔

"عمران ڈاکٹر آسیہ کمال کا فون آیا ہے اور وہ کہہ رہی ہے کہ جو بیج تم نے اسے لا کر دیئے ہیں وہ جعلی ہیں"...... سر سلطان نے کہا تو عمران نے بلیک زیرو کی طرف معنی خیز نظروں سے دیکھا۔

"اچھا میں بات کر لیتا ہوں۔ آپ نے کوریئر سروس اور ایئر پورٹس والے احکامات تو دے دیئے تھے ناں"...... عمران نے کہا۔

"ہاں اور وہاں باقاعدہ چیکنگ ہو رہی ہے"...... سر سلطان نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے آپ بے فکر رہیں انشاء اللہ سب ٹھیک ہو جائے گا۔ خدا حافظ"...... عمران نے کہا اور ہاتھ بڑھا کر کریڈل پر رکھ دیا۔

"آپ کا خدشہ درست ثابت ہوا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ تابندہ نے واقعی چکر چلایا ہے۔ ویری بیڈ"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"تابندہ بے حد گہری لڑکی ہے۔ بظاہر وہ معصوم اور سادہ سی لگتی ہے لیکن دراصل ایسا نہیں ہے اور میرے ذہن میں خدشہ بھی اسی لئے پیدا ہوا تھا کہ اس کا تعلق بہرحال ایک ایجنسی سے ہے اور ایجنسی چاہے وہ زرعی تحقیقات اڑانے والی ہو یا کوئی اور ان میں کام کرنے والوں کا باقاعدہ انتخاب بھی کیا جاتا ہے اور انہیں سخت ٹریننگ بھی دی جاتی ہے"...... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کریڈل سے ہاتھ ہٹایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"نیوکلیئر انسٹی ٹیوٹ فار ایگری کلچر"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"میں علی عمران بول رہا ہوں۔ ڈاکٹر آسیہ کمال سے بات کرائیں"...... عمران نے کہا۔

"یس سر ہولڈ آن کریں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو میں آسیہ کمال بول رہی ہوں"...... چند لمحوں بعد ڈاکٹر

آسیہ کمال کی آواز سنائی دی۔

"علی عمران بول رہا ہوں۔ ابھی سر سلطان نے فون کر کے بتایا ہے کہ وہ بیج جعلی نکلے ہیں۔ کیا واقعی"...... عمران نے کہا۔

"ہاں عمران صاحب اب ان کے حتمی نتائج سامنے آئے ہیں۔ گندم کے وہ تمام بیج ڈبلیو ایل ڈبلیو نہیں ہیں"...... ڈاکٹر آسیہ کمال نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے آپ بے فکر رہیں وہ بھی مل جائیں گے"...... عمران نے کہا۔

"عمران صاحب میں بہت پریشان ہوں۔ مجھے یوں محسوس ہو رہا ہے جیسے میری ساری محنت بیکار چلی جائے گی"...... ڈاکٹر آسیہ کمال کا لہجہ گلوگیر تھا۔

"ایسی کوئی بات نہیں ہے ڈاکٹر آسیہ کمال آپ بے فکر رہیں۔ آپ کی محنت کے ساتھ ساتھ یہ ملک کی عزت اور وقار کا بھی سوال ہے اس لئے وہ بیج واپس ہوں گے"...... عمران نے کہا۔

"خدا کرے ایسا ہی ہو"...... ڈاکٹر آسیہ کمال نے جواب دیا۔

"آپ کا ڈرائیور کیا موجود ہے"...... عمران نے کہا۔

"اکبر۔ نہیں وہ تو ایک ہفتے کی چھٹی لے کر گھر چلا گیا تھا۔ اس کی بیوی بیمار ہو گئی ہے اچانک۔ کیوں آپ کیوں پوچھ رہے ہیں"...... ڈاکٹر آسیہ کمال نے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ وہ بھی اس کام میں شریک ہے۔ کب گیا

ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"وہ کیسے شریک ہو سکتا ہے۔ وہ تو کافی پرانا آدمی ہے اور قابل اعتبار ہے۔ آج تک اس کی کبھی کوئی شکایت نہیں ہوئی"۔ ڈاکٹر آسیہ کمال نے کہا۔

"میں نے صرف اپنے خیال کا اظہار کیا ہے۔ بہرحال اس کا گھر کہاں ہے"...... عمران نے کہا۔

"یہ تو معلوم کرنا پڑے گا۔ ایک منٹ ہولڈ کریں میں معلوم کر کے بتاتی ہوں"...... ڈاکٹر آسیہ کمال نے کہا اور عمران خاموش ہو گیا۔ اس کی پیشانی پر شکنیں سی ابھر آئی تھیں۔

"ہیلو عمران صاحب کیا آپ لائن پر ہیں"...... تھوڑی دیر بعد ڈاکٹر آسیہ کمال کی آواز سنائی دی۔

"یس"...... عمران نے جواب دیا۔

"وہ یعقوب ٹاؤن کی لین نمبر آٹھ مکان نمبر ایک سو ایک میں رہتا ہے"...... ڈاکٹر آسیہ کمال نے کہا۔

"ٹھیک ہے آپ بے فکر رہیں میں جلد ہی آپ کو خوشخبری سناؤں گا۔ خدا حافظ"...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ کر وہ ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"میں اس اکبر کو چیک کر لوں"...... عمران نے کہا اور تیزی سے مڑ کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار خاصی تیز رفتاری سے یعقوب ٹاؤن کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔

اس کے ہونٹ بھینچے ہوئے تھے۔ یعقوب ٹاؤن پہنچ کر اس نے لین نمبر دیکھنے شروع کر دیئے اور پھر اس نے لین نمبر آٹھ کو تلاش کر کے کار ایک سائیڈ پر روکی اور نیچے اتر کر اس نے کار کو لاک کیا اور تیزی سے گلی میں داخل ہوا۔ تھوڑی دیر بعد وہ مکان نمبر ایک سو ایک کے سامنے موجود تھا۔ عمران نے کال بیل کا بٹن پریس کیا لیکن کافی انتظار کے باوجود کوئی جواب نہ ملا۔ گلی میں سے گزرنے والے افراد حیرت سے عمران کو دیکھ رہے تھے لیکن کسی نے اس سے کچھ نہ کہا تھا۔ عمران نے دروازے پر دستک دینے کے لئے ہاتھ بڑھایا تو دروازہ اندر کی طرف کھلتا چلا گیا۔ دروازہ اندر سے بند نہ تھا۔ عمران رکا رہا لیکن پھر اس نے قدم بڑھائے اور اندر داخل ہوا کیونکہ اسے محسوس ہو رہا تھا کہ مکان خالی ہے۔ پھر ایک کمرے میں وہ جیسے ہی داخل ہوا وہ بے اختیار اچھل پڑا اکبر کی لاش کرسی سمیت زمین پر پڑی ہوئی تھی۔ چونکہ وہ انسٹی ٹیوٹ میں ڈرائیور اکبر سے مل چکا تھا اس لئے وہ اسے دیکھتے ہی پہچان گیا تھا۔ عمران تیزی سے آگے بڑھا اور اس نے اس کی لاش کو سیدھا کیا اور دوسرے لمحے وہ بے اختیار چونک پڑا کیونکہ اس کے سینے پر دل کی جگہ بڑا سا سیاہ داغ تھا۔ عمران اس داغ کو دیکھتے ہی سمجھ گیا کہ اس پر ریز پسٹل استعمال کیا گیا ہے۔ اس نے ایک نظر ادھر ادھر دیکھا اور اس کی نظریں سامنے موجود کرسی کے ساتھ پڑی ہوئی تپائی پر پڑیں جہاں مشروب کی ایک خالی بوتل موجود تھی جس میں سٹرا بھی موجود تھا جبکہ ایک خالی بوتل زمین پر

گری ہوئی کرسی کے قریب پڑی ہوئی تھی جس کے ساتھ اکبر کی لاش موجود تھی۔ عمران تیزی سے مڑا اور پھر اس نے سارے گھر کو چیک کیا۔ یہ چھوٹا سا گھر صرف تین کمروں پر مشتمل تھا جس میں ایک بڑا کمرہ تھا جس میں اکبر کی لاش تھی جبکہ چھوٹا کمرہ کچن کے طور پر استعمال کیا جاتا تھا اور سونے کے لئے ایک کمرہ تھا جس کی دیوار میں نصب الماری کے دونوں پٹ کھلے ہوئے تھے۔ عمران نے ایک نظر ادھر ادھر دیکھا اور پھر وہ دروازے کی طرف مڑ گیا۔ چند لمحوں بعد وہ بیرونی دروازے سے باہر آ گیا۔ اس نے ادھر ادھر دیکھا اور پھر اسے دور ایک گلی کی نکڑ پر ایک چھوٹا سا کھوکھا نظر آ گیا جس پر ایک نوجوان بیٹھا ہوا تھا۔ اس کھوکھے میں مشروبات اور سگریٹ وغیرہ رکھے ہوئے تھے۔ عمران تیز تیز قدم اٹھاتا اس کھوکھے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

"جی جناب"...... نوجوان نے عمران کو دیکھ کر قدرے مرعوب سے لہجے میں پوچھا۔

"ڈرائیور اکبر کے گھر مشروب کی بوتلیں تمہاری دکان سے گئی تھیں"...... عمران نے کہا تو نوجوان بے اختیار چونک پڑا۔

"جی ہاں۔ اکبر خود لے گیا تھا لیکن آپ کون ہیں اور آپ کو کیسے معلوم ہوا ہے"...... نوجوان نے قدرے خوفزدہ سے لہجے میں کہا۔

"میرا تعلق خفیہ پولیس سے ہے۔ کتنی دیر ہوئی ہے اکبر بوتلیں لے گیا تھا"...... عمران نے پوچھا۔

"جناب ایک گھنٹہ تو ہو گیا ہو گا۔ وہ بوتلیں لے گیا تھا اور بے حد خوش نظر آ رہا تھا۔ کہہ رہا تھا کہ اس کے گھر مہمان آیا ہے اور جناب اس مہمان کو میں نے بھی دیکھا تھا۔ وہ ایک خوبصورت سی عورت تھی"....... نوجوان نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

"وہ کس چیز پر آئی تھی"....... عمران نے پوچھا۔

"مجھے نہیں معلوم۔ میں نے بس اسے اکبر کے مکان میں جاتے ہوئے دیکھا تھا۔ گاہک آ جائیں تو پھر میں گاہکوں میں مصروف ہو جاتا ہوں جناب"....... نوجوان نے جواب دیا۔

"تم نے اس عورت کو واپس جاتے نہیں دیکھا"....... عمران نے پوچھا۔

"جی نہیں البتہ جناب ایک عورت کو میں نے یہاں سے گزرتے ہوئے دیکھا تھا۔ لگتی تو وہ پہلے والی ہی عورت تھی لیکن جناب اس کا لباس اور تھا"....... نوجوان نے جواب دیا۔

"لباس کیسا تھا۔ اس کی تفصیل بتاؤ"....... عمران نے کہا۔

"کیوں جناب آپ کیوں پوچھ رہے ہیں کیا کوئی خطرناک معاملہ ہے"....... نوجوان نے کہا۔

"جو میں پوچھ رہا ہوں وہ بتاؤ ورنہ میں تمہیں گرفتار کر کے ہیڈ کوارٹر بھی لے جا سکتا ہوں"....... عمران نے سرد لہجے میں کہا تو نوجوان کے چہرے پر خوف کے تاثرات ابھر آئے۔ اس نے لباس کی تفصیل بتانی شروع کر دی۔

"تو سنو اس عورت نے اکبر کو قتل کر دیا ہے اس کی لاش مکان میں پڑی ہوئی ہے۔ تم پولیس کو اطلاع کر دو میں اس عورت کی گرفتاری کے لئے جا رہا ہوں"....... عمران نے کہا اور تیزی سے ایک طرف کو مڑ گیا جدھر اس کی کار موجود تھی۔

"قق۔ قق۔ قتل"....... عمران کو اپنے عقب سے نوجوان کی انتہائی خوفزدہ سی آواز سنائی دی لیکن عمران رکا نہیں کیونکہ وہ ساری صورت حال سمجھ گیا تھا۔ یہ عورت لامحالہ تابندہ تھی۔ اس نے واقعی اس ڈرائیور اکبر کے ساتھ مل کر انتہائی ذہانت سے عمران اور اس کے ساتھیوں کو ڈاج دیا تھا۔ نقلی بیجوں کی تھیلی اس نے اپنے پاس اس انداز میں چھپا کر رکھی کہ اگر چیکنگ ہو جائے تو اسے برآمد کرا کر وہ ڈاج دے سکے جبکہ اصلی بیجوں کی تھیلی لامحالہ اس اکبر کے پاس رکھی گئی ہو گی اور تابندہ یہاں وہ تھیلی لینے آئی ہو گی اور ہو سکتا ہے کہ اکبر کو بھاری رقم دینے کا وعدہ کیا گیا ہو۔ کمرے کی کھلی الماری سے یہی ظاہر ہوتا تھا کہ تابندہ نے اسے رقم دی۔ اس سے اصل بیجوں کی تھیلی لی پھر اس نے راز رکھنے کے لئے اکبر کو ہلاک کیا اور الماری سے رقم بھی اٹھائی اور نکل گئی۔ یقیناً اس نے ڈاج دینے کے لئے لباس تبدیل کر لیا ہو گا۔ ٹائیگر کی یہ رپورٹ کہ وہ مین مارکیٹ گئی ہے سے یہ ظاہر ہوتا تھا کہ اس نے وہاں سے دوسرا لباس خریدا ہو گا اور ساتھ ہی ریز پسٹل بھی کیونکہ پہلے تلاش کے دوران ریز پسٹل سامنے نہ آیا تھا۔ چند لمحوں بعد اس کی کار تیزی سے دوڑتی ہوئی یعقوب

ٹاؤن کی بیرونی طرف جانے والی سڑک پر دوڑتی ہوئی آگے بڑھی چلی جا رہی تھی۔ وہ اب پہلے ہوٹل لارڈ کو چیک کرنا چاہتا تھا کیونکہ ہو سکتا ہے کہ تابندہ واپس وہیں پہنچی ہو کیونکہ اس کے ذہن میں یہ تصور بھی نہ ہو گا کہ تھیلی برآمد ہو جانے کے باوجود بھی اسے چیک کیا جا سکتا ہے لیکن اچانک اسے خیال آیا کہ وہ پہلے ٹائیگر سے رپورٹ لے لے۔ اس نے کار ایک سائیڈ پر کر کے روکی اور پھر ڈیش بورڈ سے ٹرانسمیٹر نکال کر اس نے اس پر ٹائیگر کی فریکونسی ایڈجسٹ کی اور اس کا بٹن پریس کر دیا۔

"ہیلو ہیلو عمران کالنگ۔ اوور"...... عمران نے بار بار کال دیتے ہوئے کہا۔

"یس ٹائیگر اٹنڈنگ باس۔ اوور"...... چند لمحوں بعد ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔

"تابندہ واپس آ گئی ہے۔ اوور"...... عمران نے پوچھا۔

"نو باس اس کا کمرہ بند ہے اور وہ واپس نہیں آئی۔ اوور"۔ ٹائیگر نے جواب دیا۔

"اس کے کمرے کی تلاشی لو۔ اس میں سامان بھی موجود ہے یا نہیں اور مجھے ٹرانسمیٹر پر کال کر کے جواب دو۔ اوور اینڈ آل"۔ عمران نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر کے اس نے اس پر ایک بار پھر فریکونسی ایڈجسٹ کرنی شروع کر دی۔

"ہیلو ہیلو عمران کالنگ چیف۔ اوور"...... عمران نے ایک بار

پھر بار بار کال دیتے ہوئے کہا۔

"چیف اٹنڈنگ یو۔ اوور"...... چند لمحوں بعد بلیک زیرو نے مخصوص لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ چونکہ یہ عام ٹرانسمیٹر کال تھی اس لئے عمران نے جان بوجھ کر چیف کہہ دیا تھا تاکہ بلیک زیرو اپنے اصل لہجے میں جواب نہ دے۔

"چیف تابندہ ڈرائیور اکبر کو ہلاک کر کے اس سے اصل بیجوں کی تھیلی لے کر وہاں سے نکل چکی ہے اور ابھی تک واپس اپنے ہوٹل بھی نہیں پہنچی۔ میں نے اس کے لباس کی تفصیل حاصل کی ہیں جو اس نے اکبر کے مکان میں تبدیل کیا ہے۔ آپ سیکرٹ سروس کو کہہ دیں کہ وہ اسے دارالحکومت میں تلاش کریں خاص طور پر ایئرپورٹ اور کارمن سفارت خانے کی فوری نگرانی کرائیں۔ اوور"...... عمران نے کہا اور ساتھ ہی اس کی تفصیل بتا دی۔

"اس کا حلیہ کیا ہے۔ اوور"...... چیف نے پوچھا تو عمران نے اس کا حلیہ تفصیل سے بتا دیا کیونکہ بلیک زیرو نے اسے نہ دیکھا ہوا تھا۔

"اوکے۔ اوور اینڈ آل"...... بلیک زیرو نے کہا اور اس کے ساتھ رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے اس پر اپنی ذاتی فریکونسی ایڈجسٹ کر دی تاکہ ٹائیگر کی کال اٹنڈ کی جا سکے اور پھر چند لمحوں بعد ہی کال شروع ہو گئی اور عمران نے ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔

"ہیلو ہیلو ٹائیگر کالنگ۔ اوور"...... ٹرانسمیٹر آن ہوتے ہی ٹائیگر

کی آواز سنائی دی۔

"یس۔ عمران اٹنڈنگ یو۔ کیا رپورٹ ہے۔ اوور"...... عمران نے پوچھا۔

"باس اس کا سامان کمرے میں موجود ہے۔ ایک بیگ ہے جس میں لباس وغیرہ ہیں اور کوئی چیز نہیں ہے۔ اوور"...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

"اس کے کاغذات ہیں اس بیگ میں۔ اوور"...... عمران نے پوچھا۔

"نو سر میں نے اچھی طرح چیک کیا ہے۔ اوور"...... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے تم باہر ویسے ہی نگرانی کرو اور اگر وہ واپس آئے تو مجھے فوری ٹرانسمیٹر پر اطلاع دو۔ اوور اینڈ آل"...... عمران نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر کے اس نے اسے واپس ڈیش بورڈ میں رکھ دیا۔ اب وہ سوچ رہا تھا کہ اسے کہاں تلاش کرے۔ ویسے تابندہ نے جس انداز میں اسے ڈاج دیا تھا اسے اب احساس ہو رہا تھا کہ تابندہ جو بظاہر سیدھی سادھی لڑکی نظر آتی ہے دراصل انتہائی ذہین ہے اور اس نے واقعی اس انداز میں چکر چلایا ہے کہ عمران جیسا آدمی بھی مار کھا گیا اس لئے اب وہ سوچ رہا تھا کہ اکبر کو ہلاک کرنے کے بعد وہ کہاں جا سکتی ہے۔ کھوکھے کے مالک نوجوان نے اسے بتایا تھا کہ وہ ایک گھنٹہ پہلے وہاں سے گئی ہے اس لحاظ سے تو اسے اب تک

ہوٹل پہنچ جانا چاہئے تھا لیکن پھر وہ کہاں گئی۔ اچانک اسے خیال آیا کہ کہیں تابندہ نے بھی اسی چارلی کو انگیج نہ کیا ہو جس سے اس کی ایجنسی کے ایکشن گروپ کے راسٹر نے کام لیا تھا۔ چارلی کے بارے میں وہ چونکہ ٹائیگر سے تفصیل سے معلوم کر چکا تھا اس لئے اس نے سب سے پہلے اس چارلی کو چیک کرنے کا فیصلہ کیا اور دوسرے لمحے اس نے کار سٹارٹ کی اور تیزی سے اسے دوڑاتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا۔

تابندہ تیز تیز قدم اٹھاتی آگے بڑھی چلی جارہی تھی اور پھر اسے جلد
ہی ایک خالی ٹیکسی مل گئی۔
" لائٹ ہاؤس ہوٹل جو کہ بندرگاہ پر ہے وہاں لے چلو"۔ تابندہ
نے ٹیکسی میں بیٹھتے ہوئے کہا۔
"یس مس"...... ڈرائیور نے کہا اور پھر ٹیکسی آگے بڑھا دی۔ پھر
تقریباً ڈیڑھ گھنٹے کے مسلسل سفر کے بعد ٹیکسی بندرگاہ پر واقع ایک
کافی بڑے ہوٹل کے سامنے جا کر رک گئی۔ اس پر لائٹ ہاؤس کا
نیون سائن موجود تھا۔ تابندہ نے پرس کھولا اور اس میں سے ایک بڑا
نوٹ نکال کر اس نے ڈرائیور کو دیا اور پھر بقایا رقم لے کر وہ ٹیکسی
سے اتر کر لائٹ ہاؤس ہوٹل کے مین گیٹ کی طرف بڑھتی چلی گئی
لیکن لائٹ ہاؤس ہوٹل کے مین گیٹ میں داخل ہو کر وہ اس طرح
چونکی جیسے کسی غلط جگہ آ گئی ہو اور پھر تیزی سے واپس مڑی اور گیٹ

سے باہر نکل کر وہ سڑک کراس کر کے دوسری طرف پہنچی اور پھر
تیزی سے دائیں طرف کو آگے بڑھتی چلی گئی۔ تھوڑی دیر بعد وہ دائیں
ہاتھ پر جانے والی ایک سڑک پر مڑی اور پھر چند لمحوں بعد وہ ریڈ لائن
نامی ہوٹل کے مین گیٹ میں داخل ہو گئی لیکن اس کے مین گیٹ کی
طرف جانے کی بجائے وہ اس کی سائیڈ سے گھوم کر عقبی طرف کو پہنچ
گئی۔ یہاں ایک تنگ سی گلی تھی جس میں لوہے کا ایک دروازہ تھا
جو بند تھا۔ تابندہ نے ادھر ادھر دیکھا اور پھر اس دروازے پر تین بار
مخصوص انداز میں دستک دی تو چند لمحوں بعد دروازہ کھلا اور ایک
نوجوان باہر آ گیا۔ اس کے چہرے پر تابندہ کو دیکھ کر حیرت کے
تاثرات ابھر آئے تھے۔
" مارٹن سے کہو ٹی اے آئی ہے"...... تابندہ نے اس نوجوان سے
مخاطب ہو کر کہا۔
" اوہ آپ ہیں ٹی اے۔ آئیے باس نے مجھے پہلے ہی حکم دے رکھا
ہے آئیے"...... نوجوان نے چونک کر حیرت بھرے لہجے میں کہا اور
پھر تیزی سے دروازہ کراس کر کے اندر داخل ہو گیا۔ تابندہ اس کے
پیچھے اندر داخل ہوئی تو نوجوان نے پلٹ کر دروازہ بند کیا اور پھر وہ
تابندہ کو لے کر ایک بند گلی میں سے گزر کر ایک کمرے کے
دروازے پر پہنچا اور اس نے دروازہ کھول دیا۔
" کونے میں سے سیڑھیاں نیچے جا رہی ہیں اور نیچے باس موجود
ہے"...... نوجوان نے کہا تو تابندہ نے اثبات میں سر ہلایا اور کمرے

میں داخل ہو گئی۔ کمرے کے کونے میں واقعی سیڑھیاں نیچے جاتی دکھائی دے رہی تھیں۔ تابندہ سیڑھیاں اترتی ہوئی نیچے پہنچی تو وہ ایک بڑے سے کمرے میں داخل ہوئی جو آفس کے انداز میں سجا ہوا تھا اور بڑی سی میز کے پیچھے ایک ادھیڑ عمر کارمن آدمی شراب پینے میں مصروف تھا۔ تابندہ کو اندر داخل ہوتے دیکھ کر وہ بے اختیار چونک پڑا۔ اس کے چہرے پر شدید حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"میں ٹی اے ہوں"...... تابندہ نے مسکراتے ہوئے کہا تو مارٹن بے اختیار اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات مزید پھیل گئے۔

"آپ ہیں ٹی اے۔ لیکن آپ تو مقامی ہیں"...... مارٹن نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میرے آباؤ اجداد یہیں کے رہنے والے تھے اس لئے میں مقامی نظر آرہی ہوں"...... تابندہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ تو یہ بات ہے۔ تشریف رکھیں"...... مارٹن نے مسکراتے ہوئے کہا اور تابندہ میز کی سائیڈ پر ایک کرسی پر بیٹھ گئی تو مارٹن بھی کرسی پر بیٹھ گیا۔

"باس سے سپیشل ٹرانسمیٹر پر بات کرنی ہے"...... تابندہ نے کہا تو مارٹن نے اثبات میں سر ہلایا اور میز کی دراز کھول کر اس نے ایک چھوٹے سائز لیکن خصوصی ساخت کا ٹرانسمیٹر نکال کر میز پر رکھ دیا۔

"اس کی کال چیک تو نہیں ہو جائے گی"...... تابندہ نے پوچھا۔

"نو میڈم یہ خصوصی ساخت کا ٹرانسمیٹر ہے"...... مارٹن نے جواب دیا تو تابندہ نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر ٹرانسمیٹر اٹھا کر اپنے سامنے رکھا اور تیزی سے اس پر فریکونسی ایڈجسٹ کرنی شروع کر دی۔ فریکونسی ایڈجسٹ کر کے اس نے اس کا بٹن آن کر دیا۔

"ہیلو ہیلو ٹی اے کالنگ باس۔ اوور"...... تابندہ نے بار بار کال دیتے ہوئے کہا۔

"یس باس اٹنڈنگ یو۔ اوور"...... چند لمحوں بعد باس کی بھاری سی آواز سنائی دی۔

"باس میں نے مشن مکمل کر لیا ہے اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کو بھی مکمل طور پر ڈاج دے دیا ہے۔ اوور"...... تابندہ نے بڑے فخریہ لہجے میں کہا تو میز کے پیچھے بیٹھا ہوا مارٹن تابندہ کی بات سن کر بے اختیار اچھل پڑا۔

"پاکیشیا سیکرٹ سروس کو ڈاج۔ کیا مطلب۔ کیا پاکیشیا سیکرٹ سروس تمہارے پیچھے لگ گئی تھی۔ اوور"...... دوسری طرف سے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔

"یس سر وہ میرے کزن تنویر کا تعلق بھی سیکرٹ سروس سے ہے اور وہ خطرناک ایجنٹ علی عمران جس کے بارے میں آپ نے بتایا تھا وہ بھی اس کا ساتھی ہے۔ اوور"...... تابندہ نے جواب دیا۔

"پھر کیا ہوا۔ تم پوری تفصیل بتاؤ۔ تم نے پاکیشیا سیکرٹ سروس کا نام لے کر مجھے پریشان کر دیا ہے۔ اوور"۔ باس نے کہا۔

" باس آپ جانتے تو ہیں کہ ٹی اے کسی لحاظ سے بھی کسی سے کم نہیں ہے اس لئے میں نے انہیں اس طرح نفسیاتی انداز میں ڈاج دیا ہے کہ وہ اب پوری طرح مطمئن ہوں گے جبکہ مشن میں نے مکمل کر لیا ہے۔ اوور"...... تابندہ نے ایک بار پھر بڑے فخریہ لہجے میں کہا۔

" میں کہہ رہا ہوں تفصیل بتاؤ۔ اوور"...... باس نے اس بار قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

" باس۔ راسٹر کی کارکردگی کی وجہ سے ریسرچ سنٹر کی انچارج ڈاکٹر آسیہ کمال کو شک پڑ گیا تھا کہ اس کا تجربہ کوئی چوری کرنے کی کوشش کر رہا ہے اور اس سلسلے میں کسی اعلیٰ سرکاری آفیسر کے ذریعے اس کی ملاقات علی عمران سے ہوئی اور علی عمران نے اس سے وعدہ کیا تھا کہ وہ صبح کو ریسرچ سنٹر آئے گا اور وہاں انکوائری کرے گا۔ ادھر میں بھی ڈاکٹر آسیہ کمال سے مل چکی تھی اور اس نے مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ وہ مجھے ریسرچ سنٹر لے جائے گی۔ پھر آپ نے مجھے کال کر کے ٹرانسمیٹر پر علی عمران کے بارے میں تفصیل بتا دی۔ رات کو میرے کزن نے ایک ہوٹل میں میرے اعزاز میں دعوت کی ہوئی تھی۔ وہاں اس عمران سے ملاقات ہو گئی اور میں پہچان گئی کہ یہ وہی عمران ہے جس کے بارے میں آپ نے بتایا تھا اور پھر مجھے یہ بھی احساس ہو گیا کہ میرا کزن تنویر اور اس کے سارے دوست دراصل پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہی متعلق ہیں۔ چنانچہ میں ذہنی طور پر

پریشان ہو گئی۔ میرا پروگرام تو ریسرچ سنٹر میں کئی روز ٹھہرنے کا تھا تاکہ میں اپنا مشن مکمل کر سکوں۔ عمران بھی وہاں پہنچ گیا تھا لیکن جب تک عمران وہاں رہا میں تیل دار اجناس کے سیکشن میں ہی رہی اور اس طرح عمران کو مجھ پر شک نہ پڑ سکا۔ اس کی واپسی کے بعد میں ڈاکٹر آسیہ کمال سے ملی اور اس نے مجھے زرعی سائنس دان اور عورت ہونے کے ناطے اس پراجیکٹ کے بارے میں پوری تفصیلات بتائیں۔ میں نے اس کے تجربے میں گہری دلچسپی لی اور انسانی نفسیات کے مطابق میں نے اس کی ذہانت اور کارکردگی کی اس انداز میں تعریف کی کہ وہ پوری طرح کھل کر سامنے آ گئی اور اس نے مجھے اپنی تجربہ گاہ بھی دکھائی اور سارا پراجیکٹ بھی۔ پھر وہ کسی کام کے لئے دوسرے کسی کمرے میں گئی تو مجھے ایک میز کی دراز میں ان بیجوں کی ایک چھوٹی تھیلی نظر آئی۔ میں نے وہ تھیلی اٹھا کر اپنے پرس میں رکھ لی۔ میں سمجھ گئی تھی کہ اس تھیلی کے بارے میں ڈاکٹر آسیہ کمال بھول گئی ہے ورنہ اس نے مجھے بتایا بھی تھا اور دکھایا بھی تھا کہ اس نے ان مخصوص بیجوں کے پیکٹ ایک خفیہ لاکر کی سیف میں رکھے ہوئے ہیں۔ میں اس اچانک کامیابی پر بے حد خوش ہوئی اور میں نے واپس جانے کا فیصلہ کر لیا لیکن باس ڈاکٹر آسیہ کمال کے ڈرائیور اکبر نے کسی خفیہ جگہ سے مجھے وہ تھیلی اٹھاتے ہوئے دیکھ لیا تھا۔ اس نے مجھے دھمکی دی تو میں نے اسے دولت کا لالچ دیا تو وہ اس لالچ میں آ گیا۔ پھر میں نے فوری طور پر

ایک اور منصوبہ سوچا اور اس ڈرائیور اکبر کو مزید دولت کا لالچ دے
کر میں نے اسے اس بات پر آمادہ کر لیا کہ وہ ایک عام سی تھیلی عام
گندم کے دانوں سے بھر کر لے آئے۔ چنانچہ وہ لے آیا تو میں نے
اصل بیج اس سنٹر کی خصوصی تھیلی سے نکال کر اس میں عام گندم
کے دانے بھر کر اسے دوبارہ بند کر دیا اور اصل بیج میں نے عام تھیلی
میں ڈال کر اسے بند کر کے اکبر کے حوالے کر دیا اور اس سے طے کیا
کہ وہ چھٹی لے کر اپنے گھر پہنچ جائے گا اور میں وہاں پہنچ کر اس سے یہ
تھیلی لے کر اسے دولت دے دوں گی اس طرح میں نقلی بیجوں سے
بھری ہوئی سنٹر کی اصلی تھیلی لے کر ہوٹل واپس آ گئی۔ میں نے یہ
کام صرف حفظ ماتقدم کے طور پر کیا تھا کیونکہ مجھے خطرہ تھا کہ عمران
اور اس کے ساتھی کسی بھی وقت کوئی کام دکھا سکتے ہیں۔ پھر ابھی
میں ہوٹل پہنچی ہی تھی کہ عمران کا فون آ گیا۔ وہ مجھ سے فوری ملنا
چاہتا تھا۔ میں ٹھٹک گئی۔ میں نے ایک چکر چلایا اور ساتھ والا کمرہ
ایک فرضی نام سے بک کرا لیا اور وہ نقلی بیجوں والی تھیلی اس ساتھ
والے کمرے کے بیڈ میں چھپا دی۔ پھر عمران تنویر سمیت میرے
کمرے میں آیا اور اس کے بعد وہ کھل گیا۔ اس کا کہنا تھا کہ میں بیج اڑا
لائی ہوں۔ میں نے بے حد انکار کیا لیکن اس نے مجھ پر تشدد شروع کر
دیا۔ اسے یقین تھا کہ میں مشن میں کامیاب ہو چکی ہوں۔ میں نے
جان بوجھ کر جلدی انہیں کچھ نہ بتایا تاکہ انہیں شک نہ پڑ سکے اور
جب انہوں نے مجھے ہلاک کرنے کی کارروائی شروع کر دی تو میں نے

انہیں اس نقلی تھیلی کے متعلق اس انداز میں بتایا جیسے میں اپنی
زندگی بچانے کے لئے یہ سب کچھ بتانے پر مجبور ہو گئی ہوں اور انہیں
بھی میری اس اداکاری کی وجہ سے مکمل یقین ہو گیا کہ وہ اصل بیج
لے کر جا رہے ہیں۔ ان کے یقین کی وجوہات اور بھی تھیں۔ ایک تو
وہ تھیلی جس میں بیج تھے وہ سنٹر کی تھی اور دوسرا میں نے اسے ساتھ
والے کمرے میں چھپا رکھا تھا اور انتہائی مجبوری کے عالم میں نے
انہیں بتایا تھا۔ ان کے جانے کے بعد میں کمرے میں رہی پھر میں
کمرے سے نکلی اور مختلف ٹیکسیوں کو بدل بدل کر میں مختلف
علاقوں میں جا کر آخرکار میں اس ڈرائیور اکبر کے مکان پر پہنچ گئی۔ وہ
پروگرام کے مطابق وہاں موجود تھا۔ اس نے اپنی بیوی بچے میکے بھجوا
دیئے تھے۔ میں نے اس سے اصل بیج لئے اسے دولت دی اور پھر راز
رکھنے کے لئے میں نے ریز پسٹل سے اسے ہلاک کیا اور دولت واپس
لے کر اور لباس تبدیل کر کے وہاں سے نکل آئی اور پھر میں ٹیکسی
بدل بدل کر یہاں مارٹن کے پاس پہنچ گئی ہوں۔ اس طرح عمران
اور اس کے ساتھی بھی مطمئن ہو چکے ہیں اور میں نے اصل مشن بھی
مکمل کر لیا ہے۔ میں واپس اپنے ہوٹل اس لئے نہیں گئی کہ میں پہلے
آپ سے تفصیل سے بات کرنا چاہتی تھی اور اس سلسلے میں آپ نے
مارٹن کی ٹپ دی تھی۔ اوور"...... تابندہ نے پوری تفصیل سے
سب کچھ بتاتے ہوئے کہا۔ میز کے پیچھے بیٹھے ہوئے مارٹن کے چہرے
پر شدید حیرت کے تاثرات نمایاں تھے اور وہ اس طرح تابندہ کو دیکھ

رہا تھا جیسے تابندہ نے کوئی انہونی بات کی ہو۔

"ویری گڈ۔ ٹی اے تم نے اپنی ذہانت کا سکہ جما دیا ہے۔ ویری گڈ۔ تم ایسا کرو کہ مارٹن کی مدد سے اس تھیلی کو کسی کوریئر سروس کے ذریعے مجھے بھجوا دو اور پھر اطمینان سے واپس آ جاؤ۔ یقین کرو تمہارے اس کارنامے پر ملک تمہیں اعلیٰ ترین اعزاز بخشے گا۔ اوور"...... دوسری طرف سے باس نے انتہائی تحسین آمیز لہجے میں کہا اور تابندہ کا چہرہ بے اختیار کھل اٹھا۔

"میرے بھی ذہن میں یہی بات تھی اس لئے میں ہوٹل جانے کی بجائے براہ راست یہاں آئی ہوں اور دوسری بات یہ کہ میں نہ چاہتی تھی کہ اپنے ہاتھ سے اس تھیلی کو کسی کوریئر سروس سے بک کراؤں اس لئے یہ کام آسانی سے مارٹن کے ذریعے ہو سکتا ہے۔ اوور"...... تابندہ نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"مارٹن۔ اوور"۔ باس نے اس بار مارٹن سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس۔ اوور"۔ مارٹن نے اونچی آواز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹی اے تمہیں تھیلی دے گی تم اسے انتہائی احتیاط سے پیک کرا کر کسی انٹرنیشنل کوریئر سروس کے ذریعے سپیشل کلب کے پتے پر مجھے بھجوا دو لیکن یہ کام انتہائی احتیاط سے ہونا چاہئے۔ یہ تھیلی کارمن کے لئے پوری دنیا کی دولت سے زیادہ قیمتی ہے۔ اوور"۔ باس نے کہا۔

"سائمن میں نے مس ٹی اے کی بتائی ہوئی ساری تفصیل سن لی

ہے اور میں یہاں طویل عرصے سے رہ رہا ہوں اور مجھے سیکرٹ سروس کی کارکردگی کا اچھی طرح علم ہے اس لئے میرا خیال ہے کہ یہ کوریئر سروس والا منصوبہ ہمارے خلاف جائے گا۔ اوور"...... مارٹن نے دو ٹوک لہجے میں کہا تو تابندہ بے اختیار چونک پڑی۔

"کیا کہہ رہے ہو۔ اب سیکرٹ سروس کو کیسے تابندہ پر شک پڑ سکتا ہے اور پھر یہ خود بھی بک نہیں کرا رہی بلکہ تم کراؤ گے اور اتنے بڑے ملک سے روزانہ مسلسل نجانے کتنا مال غیر ممالک کو کوریئر سروس کے ذریعے بھجوایا جاتا ہو گا۔ اوور"...... دوسری طرف سے باس نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"سائمن مس ٹی اے نے واقعی انتہائی ذہانت سے عمران کو ڈاج دیا ہے لیکن میں عمران کو اچھی طرح جانتا ہوں۔ وہ انتہائی شیطان ذہن کا آدمی ہے۔ مجھے یقین ہے کہ وہ یہ بیج لے کر فوراً انہیں چیک کرائے گا اور لامحالہ وہ نقلی ثابت ہوں گے تو وہ اب میڈم کو تلاش کر رہا ہو گا اور اس کے ساتھ ہی تمام کوریئر سروس اور ڈاکخانہ، ایئرپورٹس اور بندرگاہ پر اور ہر اس ذریعے سے جس سے میڈم ملک سے باہر جا سکے یا مال بھجوا سکے سب کی خفیہ چیکنگ ہو رہی ہو گی۔ میڈم اسی لئے ابھی تک بچی ہوئی ہے کہ یہ واپس ہوٹل نہیں گئی وہاں پر یقیناً نگرانی ہو رہی ہو گی اس لئے یہ مال جیسے ہی بک کرایا جائے گا ان کے ہاتھ لگ جائے گا یا دوسری صورت میں میڈم ان کے ہاتھ لگ گئی تو وہ ان کی روح سے بھی اصل حقیقت اگلوا لیں گے۔

آپ کو معلوم ہے کہ میں یہاں کارمن سیکرٹ سروس کا نمائندہ ہوں مجھے ان حالات کے بارے میں بخوبی علم ہے۔ اوور"...... مارٹن نے کہا۔

" اوہ پھر کیا کرنا چاہیئے تم بتاؤ۔ اوور"...... باس نے پریشان سے لہجے میں کہا۔

" سائمن اس کا ایک ہی طریقہ ہے کہ میڈم کو میک اپ کرا کر فوری طور پر ہمسایہ ملک کافرستان لانچ کے ذریعے سمگل کرا دیا جائے۔ کافرستان پہنچ کر مال بھی محفوظ ہو جائے گا اور میڈم بھی لیکن وہاں بھی میڈم کو فوری طور پر یہ مال کسی کوریئر سروس کے ذریعے نکالنا ہو گا کیونکہ سیکرٹ سروس کا جال ہر ملک میں پھیلا ہوا ہوتا ہے اس لئے ہو سکتا ہے کہ وہاں بھی میڈم کی چیکنگ کرائی جا رہی ہو۔ اوور"...... مارٹن نے کہا۔

" لیکن کیا وہ اس ذریعے کو چیک نہیں کریں گے۔ اوور"۔ باس نے پوچھا۔

" مجھے یقین ہے کہ فوری طور پر ایسا نہیں ہو گا البتہ کچھ وقت مزید گزر گیا تو یقیناً ایسا ہی ہو گا۔ ابھی دو تین صورتیں ہو سکتی ہیں کہ وہ میڈم کی واپسی کا انتظار کر رہے ہوں یا پھر انہیں دارالحکومت میں تلاش کر رہے ہوں یا زیادہ سے زیادہ ایئرپورٹ پر نگرانی کی جا رہی ہو اس لئے مس ٹی اے کو مال سمیت فوری طور پر یہاں سے لانچ کے ذریعے کافرستان سمگل کیا جا سکتا ہے اور یہ انتظام میں کرا

سکتا ہوں لیکن اگر فوری طور پر ایسا ہو سکے تو ہو جائے گا ورنہ دیر ہو گئی تو پھر نہیں ہو سکے گا۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس دنیا کی خطرناک ترین ایجنسی ہے۔ اوور"...... مارٹن نے کہا۔

" ٹھیک ہے تمہاری بات بالکل درست ہے۔ تم یہ کام فوری طور پر کر دو اور بے فکر رہو یہ کام میں دوستی میں نہیں کراؤں گا بلکہ اس کا تمہیں باقاعدہ معاوضہ دیا جائے گا۔ اوور"۔ سائمن نے کہا۔

" اس انتظام پر خرچہ خاصا آتا ہے اس لئے ایک لاکھ ڈالر تو خرچہ آ جائے گا اور پانچ لاکھ ڈالر میں لوں گا کیونکہ مجھے اپنا سارا کام چھوڑ کر مس ٹی اے کے ساتھ ہی جانا پڑے گا اور دوسری بات یہ کہ میں یہاں طویل عرصے سے کام کر رہا ہوں لیکن آج تک کسی کو مجھ پر شک نہیں پڑ سکا لیکن ایسا ہو سکتا ہے کہ اس سلسلے میں میری شناخت بھی ہو جائے اور اس طرح میری زندگی بھی خطرے میں پڑ سکتی ہے اور سروس بھی۔ اوور"...... مارٹن نے کہا۔

" تم چھ لاکھ ڈالر کہہ رہے ہو مارٹن میں تمہیں دس لاکھ ڈالر دوں گا۔ میرا وعدہ۔ بس تم یہ کام کرا دو۔ یہ میری ایجنسی کے لئے بھی اور ملک کے لئے بھی انتہائی اہم ہے۔ اوور"...... سائمن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" ٹھیک ہے پھر تم مس ٹی اے سے کہہ دو کہ وہ میرے ساتھ مکمل تعاون کریں۔ اوور"...... مارٹن نے کہا۔

" ٹی اے۔ اوور"...... باس نے کہا۔

"یس باس۔اوور"...... تابندہ نے کہا۔

"تم نے مارٹن کی بات سن لی ہے۔ تم اس پر مکمل اعتماد کر سکتی ہو۔ مارٹن نہ صرف میرا گہرا دوست ہے بلکہ کارمن سیکرٹ سروس کا پاکیشیا میں نمائندہ بھی ہے۔ تم اس سے مکمل تعاون کرو گی۔اوور"...... باس نے کہا۔

"یس باس۔اوور"...... تابندہ نے جواب دیا۔

"اوور اینڈ آل"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور تابندہ نے ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

"اب میرے لئے کیا حکم ہے باس"...... تابندہ نے مسکراتے ہوئے مارٹن سے مخاطب ہو کر کہا۔

"مجھے تم اپنا باس نہیں دوست سمجھو۔ میں تمہاری بتائی ہوئی تفصیل سن کر حیران رہ گیا ہوں کہ تم نے کس طرح اس عفریت عمران کو ڈاج دیا ہے۔یہ شخص تو ہزار آنکھیں رکھتا ہے۔ تمہاری اس ذہانت نے تمہاری قدر میرے دل میں بے حد بڑھا دی ہے"۔ مارٹن نے مسکراتے ہوئے کہا تو تابندہ بے اختیار ہنس پڑی۔

"اس تعریف کا شکریہ۔ویسے یہ عمران واقعی انتہائی خطرناک آدمی ہے۔ میں سوچ بھی نہ سکتی تھی کہ یہ اس طرح اچانک مجھے چھاپ لے گا"...... تابندہ نے ہنستے ہوئے کہا۔

"مس ٹی اے میں یہ بھی بتا دوں کہ عمران نے آپ کو زندہ بھی اسی لئے چھوڑ دیا ہے کہ اس کے ذہن میں یہ خدشہ موجود ہو گا کہ آپ

اس سے ڈاج نہ کر رہی ہوں ورنہ وہ مخالف کو جب اس پر جرم ثابت ہو جائے زندہ چھوڑنے کا قائل ہی نہیں ہے"...... مارٹن نے کہا۔

"اس کے چیف نے کہا تھا کہ مجھے زندہ چھوڑ دیا جائے کیونکہ اس کے خیال کے مطابق میں نے کوئی اتنا بڑا جرم نہیں کیا تھا"۔ تابندہ نے کہا۔

"اوہ۔ تو معاملات سیکرٹ سروس کے چیف تک پہنچ چکے ہیں۔ اوہ ویری بیڈ۔ پھر تو ہمیں انتہائی محتاط رہنا ہو گا۔ میں سمجھا شاید عمران اپنے طور پر اس معاملے کو ڈیل کر رہا ہے۔بہرحال سب سے پہلے تو میں نے آپ کو یہاں سے خفیہ طور پر نکالنا ہے کیونکہ یہ لوگ بھوتوں کی طرح اپنے شکار کو ٹریس کر لیتے ہیں"...... مارٹن نے کہا اور اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

"پھر اگر وہ یہاں تک پہنچ گئے اور میں یہاں موجود نہ ہوئی تو پھر وہ مشکوک نہ ہو جائیں گے"...... تابندہ نے بھی اٹھتے ہوئے کہا۔

"آپ کی جگہ آپ کا لباس پہنا کر دوسری لڑکی کو یہاں سے اسی طرح باہر نکالا جائے گا جس طرح آپ اندر داخل ہوئی ہیں۔آپ بے فکر رہیں یہ کھیل ہمارے لئے روزمرہ کا کام ہے"...... مارٹن نے کہا اور تابندہ نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر مارٹن کمرے کے اندرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا تو تابندہ بھی اس کی پیروی میں اس دروازے کی طرف بڑھتی چلی گئی۔

عمران دانش منزل کے آپریشن روم میں موجود تھا۔ اس کے چہرے پر انتہائی بے چینی کے تاثرات نمایاں تھے کیونکہ تابندہ اس ڈرائیور اکبر کے گھر سے نکلنے کے بعد اس طرح غائب ہو گئی تھی جیسے اس کا سرے سے کوئی وجود ہی نہ ہو۔ سیکرٹ سروس نے تمام ممکنہ جگہوں پر اسے تلاش کیا تھا لیکن اس کا کہیں پتہ نہ چل سکا تھا۔ دارالحکومت کے سب چھوٹے بڑے ہوٹل بھی چیک کر لئے گئے تھے۔ ایئرپورٹس پر بھی انتہائی سخت نگرانی کی جا رہی تھی لیکن کسی طرف سے بھی کامیابی کی کوئی رپورٹ نہ مل رہی تھی اور جیسے جیسے وقت گزرتا جا رہا تھا عمران کی بے چینی بڑھتی چلی جا رہی تھی۔ اس نے نہ صرف اس چارلی کو اچھی طرح ٹٹولا تھا بلکہ اس سے یہ بھی معلوم کرنے کی کوشش کی تھی کہ اس کے علاوہ وہ اور کہاں جا سکتی ہے لیکن امید افزا بات سرے سے ہی معلوم نہ ہوئی تھی۔

"عمران صاحب میرا خیال ہے کہ اب آخری راستہ صرف یہی رہ جاتا ہے کہ کسی بحری سمگلر کے ذریعے یہاں سے کافرستان نکل گئی ہو اور کوئی راستہ باقی نہیں رہا ورنہ ہر صورت میں اسے اب تک ٹریس کر لیا جاتا"....... بلیک زیرو نے کہا۔

"ٹائیگر کو میں نے کہہ رکھا ہے وہ اس راستے کو چیک کر رہا ہے۔ ادھر ناٹران کو بھی میں نے ہدایات دے دی ہیں لیکن کسی طرف سے کوئی رپورٹ ہی نہیں مل رہی۔ مجھے یوں لگتا ہے جیسے یہ تابندہ انسان کی بجائے کوئی بھوت ہے جو بس اچانک غائب ہو گئی ہے"۔ عمران نے کہا۔

"اس سائمن کو چیک کیا جائے لازماً تابندہ نے اسے رپورٹ دی ہو گی"....... بلیک زیرو نے کہا۔

"اس سے براہ راست ہمارا کوئی رابطہ نہیں البتہ ہاک کو میں نے کہہ دیا ہے کہ وہ کارمن میں چیکنگ کرتا رہے۔ جب بھی تابندہ وہاں پہنچے تو وہ مجھے سپیشل فون نمبر پر اطلاع دے اور کیا کیا جا سکتا ہے"....... عمران نے کہا۔

"اگر تابندہ بیج لے کر وہاں پہنچ گئی تو پھر آپ کو ٹیم لے کر وہاں جانا پڑے گا"....... بلیک زیرو نے کہا۔

"نہیں اس کا کوئی فائدہ نہیں ہو گا کیونکہ سو گرام بیجوں کی تھیلی نجانے کس زرعی تحقیقاتی سنٹر میں پہنچ جائے اور پھر انہیں واپس کیسے لایا جائے۔ ان کی کوئی پہچان بھی نہ ہو گی۔ یہ تو ہم نے انہیں

وہاں تک پہنچنے سے پہلے ہی واپس حاصل کرنا ہے ورنہ تو ہم صحیحاً ناکام رہیں گے"...... عمران نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی ٹرانسمیٹر پر کال آنا شروع ہو گئی اور عمران اور بلیک زیرو دونوں چونک پڑے۔

"ٹائیگر کی کال ہے کیونکہ میں نے اس پر اپنی ذاتی فریکونسی ایڈجسٹ کی ہوئی ہے"...... عمران نے کہا اور ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔

"ہیلو ہیلو ٹائیگر کالنگ۔ اوور"...... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"باس ریڈ لائن ہوٹل کا مالک مارٹن ایک غیر ملکی عورت کے ساتھ ایک خصوصی لانچ میں سوار ہو کر کافرستان گیا ہے۔ یہ لانچ یہاں کے ایک بحری سمگلر کنگ ڈین کی ہے۔ کنگ ڈین کے ایک آدمی سے میں نے بڑی مشکل سے معلوم کیا ہے۔ اوور"...... ٹائیگر نے کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

"کب گئے ہیں اور مزید کیا تفصیلات ہیں۔ اوور"...... عمران نے چونک کر پوچھا۔

"وہ آدمی صرف اتنا بتا سکا کہ اسے کنگ ڈین نے خصوصی لانچ تیار کرنے کا حکم دیا اور اس کے پوچھنے پر کہ کتنے آدمی جائیں گے کنگ ڈین نے اسے بتایا کہ ایک تو ریڈ لائن کا مالک مارٹن ہے اور دوسری اس کے ساتھ کوئی غیر ملکی عورت ہے اور اس آدمی نے لانچ تیار کرانے کا حکم دے دیا۔ بس اس سے زیادہ اسے علم نہیں ہے۔

اوور"...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

"اس عورت کا حلیہ کیا ہے اور مارٹن کے بارے میں کیا تفصیلات ہیں اور انہیں گئے ہوئے کتنی دیر ہوئی ہے اور وہ کافرستان میں کہاں پہنچیں گے۔ اوور"...... عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

"باس اس آدمی نے اس عورت کو دیکھا ہی نہیں البتہ مارٹن کے بارے میں اس نے بتایا ہے کہ وہ کارمن نژاد ہے اور طویل عرصے سے یہاں رہ رہا ہے۔ اس کا دھندہ غیر ملکی شراب کی سمگلنگ ہے۔ ساحل سمندر پر یہ ایک عام سا ہوٹل ہے ریڈ لائن نام کا اور وہ اس کا مالک ہے البتہ اس نے بتایا ہے کہ لانچ کو پاکیشیا کے ساحل سے روانہ ہوئے چار گھنٹے گزر چکے ہیں اور یہ سفر چار پانچ گھنٹوں کا ہی ہے اور کنگ ڈین کی لانچیں کافرستان کے جبانی ساحل پر جا کر لگتی ہیں اور وہاں بھی کنگ ڈین کا ہی سیٹ اپ ہے۔ اوور"...... ٹائیگر نے کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ یا تو یہ لانچ وہاں پہنچ چکی ہو گی یا پہنچنے والی ہو گی۔ اس لانچ کا نمبر اور نام وغیرہ۔ اس بارے میں کچھ تفصیلات مل سکی ہیں۔ اوور"...... عمران نے کہا۔

"سر نمبر کا تو علم نہیں ہے البتہ اس خصوصی لانچ کو لارجنگ کہا جاتا ہے اور یہ انتہائی تیز رفتار بھی ہے اور اسے راستے میں کسی جگہ چیک بھی نہیں کیا جاتا کیونکہ کنگ ڈین نے راستے میں تمام چیک پوسٹس اور کوسٹ گارڈ کو خصوصی طور پر خریدا ہوا ہوتا ہے۔

اوور"...... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یہ کنگ ڈین کہاں ملے گا۔ اوور"...... عمران نے پوچھا۔

"باس میں نے معلوم کیا ہے۔ کنگ ڈین دو گھنٹے پہلے ایک چارٹرڈ طیارے کے ذریعے یورپ کے کسی ملک جا چکا ہے۔ اوور"۔ ٹائیگر نے کہا۔

"ہونہہ۔ ٹھیک ہے لیکن تم مزید چیکنگ جاری رکھو کیونکہ ہو سکتا ہے یہ ہمارے مطلوبہ افراد نہ ہوں۔ اوور اینڈ آل"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ٹرانسمیٹر آف کیا اور پھر رسیور اٹھا کر اس نے تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"ناٹران بول رہا ہوں"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ناٹران کی آواز سنائی دی۔

"ایکسٹو"...... عمران نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"پاکیشیا میں ایک بحری سمگلر ہے کنگ ڈین۔ اس کی ایک خصوصی لانچ جس کا نام لارجنگ بتایا گیا ہے یہاں کے ایک کارمن نژاد آدمی مارٹن اور ایک غیر ملکی عورت کو لے کر کافرستان روانہ ہوئی ہے اسے یہاں سے روانہ ہوئے چار گھنٹے ہو گئے ہیں اور یہ لانچ جبائی کے ساحل پر کہیں رکتی ہے جہاں اس کنگ ڈین کا اپنا سیٹ اپ ہے۔ کیا تم انہیں فوری طور پر چیک کرانے کا کوئی انتظام کر سکتے ہو"...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"یس سر۔ میرے آدمی بحری سمگلروں کے گروپس میں موجود ہیں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"تو فوری چیک کراؤ اور اگر یہ دونوں یا وہ عورت مل جائے تو اسے ہر قیمت پر کور کرو اور ان کے پاس سو گرام کی ایک تھیلی ہے جس میں گندم کے بیج ہیں۔ یہی ہمارا اصل مال ہے جو ہم نے ہر صورت میں واپس لینا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ وہاں پہنچتے ہی یہ اس پیکٹ کو کسی کوریئر سروس سے کارمن بھجوانے کی کوشش کریں یا یہ عورت کسی چارٹرڈ طیارے سے کارمن جانے کی کوشش کرے۔ ہم نے انہیں ہر صورت میں روکنا ہے اور ان سے مال بھی وصول کرنا ہے"...... عمران نے انتہائی تیز لہجے میں کہا۔

"یس سر۔ میں نصف گھنٹے کے اندر آپ کو تفصیلی رپورٹ دیتا ہوں سر"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران نے بغیر کچھ کہے رسیور رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر انتہائی پریشانی کے تاثرات موجود تھے۔

"اگر یہ غیر ملکی عورت واقعی تابندہ ہے تو اس کا مطلب ہے کہ وہ واقعی یہاں سے نکل جانے میں کامیاب ہو گئی ہے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"ہاں اور اس نے واقعی پوری سیکرٹ سروس کو شکست دے دی ہے"...... عمران نے کہا اور بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر واقعی تقریباً نصف گھنٹے بعد سپیشل فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران

نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"ایکسٹو"...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

" ناٹران بول رہا ہوں باس۔ میں نے ان کا سراغ لگا لیا ہے۔ یہ عورت نصف گھنٹہ پہلے ایک جیٹ چارٹرڈ طیارے سے کارمن روانہ ہو چکی ہے البتہ اس مارٹن کو کور کر لیا گیا ہے۔ اس طیارے کا نمبر بھی معلوم ہو گیا ہے۔ یہ کارمن پہنچنے سے پہلے ڈیگو میں فیول لینے کے لئے اترے گا"...... ناٹران نے کہا۔

" اس مارٹن سے اس عورت کا حلیہ معلوم کیا ہے"...... عمران نے پوچھا۔

" یس باس"...... ناٹران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے حلیہ بتا دیا۔

" مارٹن سے اس تھیلی کے بارے میں معلوم کیا ہے"۔ عمران نے پوچھا۔

" جی نہیں۔ ابھی تو وہ بے ہوش ہے۔ میں نے سوچا کہ آپ کو فوری اطلاع دے دوں"...... ناٹران نے جواب دیا۔

" اوکے اس سے معلومات حاصل کرو"...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

" ڈیگو میں ہمارا ایجنٹ جارج ہے اور وہ خاصا تیز آدمی ہے۔ ڈائری دکھاؤ۔ جلدی کرو"...... عمران نے رسیور رکھ کر بلیک زیرو سے کہا اور بلیک زیرو نے بجلی کی سی تیزی سے دراز کھولی اور اس میں سے

ایک ڈائری نکال کر عمران کی طرف بڑھا دی۔ عمران نے تیزی سے اسے کھول کر اس کے ورق پلٹنے شروع کر دیئے اور پھر اس نے ایک صفحے کو دیکھ کر ڈائری بند کر کے میز پر رکھی اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔ ڈائری میں چونکہ جارج کے فون نمبر کے ساتھ ہی رابطہ نمبر وغیرہ کی تفصیل بھی درج تھی اس لئے اسے انکوائری سے رابطہ معلوم کرنے کی ضرورت نہ پڑی تھی۔

" گرین وڈ کلب"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

" جارج سے بات کراؤ پاکیشیا سے اس کی سپیشل کال ہے"۔ عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

" اوہ۔ یس سر"...... دوسری طرف سے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

" جارج بول رہا ہوں سر"...... چند لمحوں بعد جارج کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

" جارج کافرستان سے ایک جیٹ چارٹرڈ طیارہ کارمن جا رہا ہے وہ فیول لینے ڈیگو میں لینڈ کرے گا اس پر ایک غیر ملکی عورت سوار ہے اسے فوری طور پر کور کرنا ہے اس کے پاس ایک تھیلی ہے جس کا وزن تقریباً سو گرام ہے اور اس میں گندم کے دانے ہوں گے اس تھیلی کو ہر صورت میں برآمد کرنا ہے"...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"گندم کے دانے۔ کیا مطلب باس"...... جارج نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ اس کے یقیناً ذہن کے کسی گوشے میں بھی نہ تھا کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا چیف گندم کے دانے برآمد کرنے کا حکم دے گا۔

"ہاں گندم کے یہ دانے جن کا وزن تقریباً سو گرام ہے اس قدر قیمتی ہیں کہ ان پر پاکیشیا کے روشن مستقبل اور وقار کا انحصار ہے"...... عمران نے زور دے کر کہا۔

"اوہ یس سر۔ میں ابھی معلوم کرتا ہوں سر"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اس عورت کو کور کر کے اور اس سے یہ گندم کے دانے وصول کر کے فوری طور پر سپیشل فون پر اطلاع دو"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر سنجیدگی کے تاثرات نمایاں تھے کیونکہ اسے احساس ہو گیا تھا کہ معاملات اب اس کے ہاتھوں سے نکل چکے ہیں۔ اب اتنی دیر بعد وہ کسی طرح بھی خود جا کر اس تابندہ کو نہ پکڑ سکتا تھا کیونکہ جیٹ طیارے کو اتنی دیر کے بعد کسی طرح بھی کور نہ کیا جا سکتا تھا۔

"میرا خیال ہے کہ آپ کارمن میں بھی فارن ایجنٹ کو پہلے سے چوکنا کر دیں۔ ہو سکتا ہے کہ جارج کے ہاتھ یہ لوگ نہ آ سکیں"۔ بلیک زیرو نے کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے اور پھر اس نے

کارمن میں پاکیشیا سیکرٹ سروس کے فارن ایجنٹ ہوگن سے رابطہ کر کے اسے پوری تفصیل بتا کر تابندہ کو کور کرنے اور اس سے گندم کے بیج برآمد کرنے کے احکامات دے دیئے۔

"اس وقت میں جس قدر بے بسی سی محسوس کر رہا ہوں ایسی کیفیت پہلے کبھی محسوس نہیں ہوئی"...... عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر تقریباً نصف گھنٹے بعد سپیشل فون کی گھنٹی بج اٹھی اور عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"چیف سپیکنگ"...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"جارج بول رہا ہوں سر۔ کافرستان سے چارٹرڈ طیارہ ڈیگو سے فیول لے کر روانہ ہو چکا ہے۔ میرے ایئرپورٹ پہنچنے سے آدھا گھنٹہ پہلے جا چکا ہے۔ ویسے اس طیارے سے کوئی مسافر باہر نہیں آیا"۔ جارج نے جواب دیا۔

"اوکے"...... عمران نے کہا اور ایک جھٹکے سے رسیور رکھ دیا۔

"وہ انتہائی تیز رفتاری سے سفر کر رہی ہے۔ اب مجھے اس سلسلے میں کچھ اور سوچنا پڑے گا"...... عمران نے کہا۔

"کیا"...... بلیک زیرو نے چونک کر پوچھا لیکن عمران نے کوئی جواب دینے کی بجائے رسیور اٹھا کر تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔ اس کے چہرے پر پتھریلی سنجیدگی طاری تھی۔

تابندہ انتہائی اطمینان بھرے انداز میں طیارے کی نشست پر بیٹھی ہوئی ایک رسالے کے مطالعے میں مصروف تھی۔ وہ اس بڑے طیارے کی اکیلی مسافر تھی۔ اس نے اپنا پرس ساتھ والی سیٹ پر رکھا ہوا تھا جس میں وہ پیکٹ موجود تھا جس میں ڈبلیو ایل ڈبلیو گندم کے بیج تھے۔ جیٹ طیارہ انتہائی تیز رفتاری سے پرواز کرتا ہوا کارمن کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا۔ راستے میں فیول لینے کے لئے وہ ڈنگو میں اترا تھا اور پھر فیول لے کر وہ ایک بار پھر فلائی کر گیا تھا اور اب اس کی منزل کارمن ہی تھی۔ اچانک کاک پٹ کا دروازہ کھلا اور سیکنڈ پائلٹ ہاتھ میں ایک کارڈلیس فون اٹھائے نمودار ہوا۔

"میڈم آپ کی کال ہے"...... اس سیکنڈ پائلٹ نے قریب آکر انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا اور فون پیس تابندہ کے ہاتھ میں دے کر وہ تیزی سے واپس مڑ گیا۔ جب وہ کاک پٹ میں واپس چلا گیا تو

تابندہ نے بٹن آن کر دیا۔ اسے یقین تھا کہ فون ایگروسان کے چیف سائمن کا ہی ہو گا کیونکہ کافرستان سے روانگی سے پہلے مارٹن نے اسے اطلاع دے دی تھی۔

"ہیلو ٹی اے بول رہی ہوں"...... تابندہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"پرسنل سیکرٹری ٹو چیف سیکرٹری کارفن بول رہی ہوں میڈم۔ چیف سیکرٹری صاحب سے بات کریں"...... دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی تو تابندہ بے اختیار چونک پڑی۔ اس کے چہرے پر شدید حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے کیونکہ اس کے ذہن میں یہ تصور تک نہ تھا کہ چیف سیکرٹری جیسا انتہائی طاقتور اور ٹاپ عہدیدار بھی اس سے بات کر سکتا ہے۔

"یس"...... تابندہ نے اس بار قدرے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"ہیلو"...... چند لمحوں بعد ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

"یس سر ٹی اے بول رہی ہوں۔ ممبر آف ایگروسان سر"۔ تابندہ نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"تم نے وہ مشن مکمل کر لیا ہے جس کے لئے تمہیں بھجوایا گیا تھا"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو تابندہ بے اختیار چونک پڑی۔

"یس سر"...... تابندہ نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔ اسے چیف سیکرٹری کے اس سوال پر شدید حیرت ہو رہی تھی کیونکہ یہ بات تو وہ باس سائمن سے بھی پوچھ سکتے تھے اس لئے انہیں یہاں طیارے

میں براہ راست فون کرنے کی کیا ضرورت تھی۔

"کیا وہ بیج اس وقت تمہارے پاس ہیں یا تم نے انہیں علیحدہ کسی سروس کے ذریعے بھجوا دیا ہے"...... چیف سیکرٹری نے پوچھا۔

"میرے پاس ہیں جناب"...... تابندہ نے جواب دیا۔ اس کا دل چاہتا تھا کہ وہ چیف سیکرٹری سے پوچھے کہ وہ کیوں اس بات کے بارے میں پوچھ گچھ کر رہے ہیں لیکن پھر اس کی ہمت نہ پڑی اتنے بڑے عہدے دار سے سوال کرنے کی۔

"تمہیں یقیناً حیرت ہو رہی ہو گی کہ میں نے یہ سوالات کیوں کئے ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ ایگروسان اور تمہارا تعلق اس فیلڈ سے نہیں ہے جس میں سیکرٹ سروس ایجنسیاں کام کرتی ہیں اس لئے تمہیں اور تمہارے چیف سائمن کو اس پاکیشیا سیکرٹ سروس کی کارکردگی کے بارے میں کچھ علم نہیں ہے۔ مجھے اطلاعات ملی تھیں کہ تم نے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے سب سے خطرناک آدمی علی عمران کو اپنی ذہانت سے ڈاج دے کر اسے نقلی بیجوں کی تھیلی دے دی اور خود اصل بیجوں کی تھیلی لے کر مارٹن کے ذریعے ایک بحری سمگلر کنگ ڈین کی مدد سے کافرستان پہنچیں اور پھر وہاں سے اس چارٹرڈ طیارے کے ذریعے کارمن پہنچ رہی ہو"...... چیف سیکرٹری نے کہا تو تابندہ کے چہرے پر ایک بار پھر حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

"یس سر۔ لیکن سر آپ کو یہ اطلاعات فوری طور پر کیسے مل

گئیں"...... تابندہ سے نہ رہا جا سکا تو اس نے آخرکار پوچھ ہی لیا۔

"ہمارے اپنے ذرائع بھی ہوتے ہیں مس ٹی اے۔ ایسے ذرائع جن کا علم سائمن اور تمہیں بھی نہیں ہے۔ ملکی معاملات سے ہر وقت باخبر رہنا ہمارے فرائض میں شامل ہے اور یہ بھی بتا دوں کہ ان باتوں کا شاید علم ابھی تک سائمن کو بھی نہیں ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس نے اس بات کا کھوج لگا لیا کہ تم مارٹن کے ساتھ کافرستان گئی ہو۔ وہاں ان کے ایجنٹوں نے ایئرپورٹ پر چھاپہ مارا لیکن تمہارا طیارہ پرواز کر چکا تھا البتہ مارٹن ان کے ہاتھ لگ گیا اور پھر مارٹن نے خودکشی کر لی۔ پھر انہوں نے ڈنگو میں جہاں تمہارا طیارہ فیول لینے کے لئے رکا تھا وہاں تمہیں گھیرنے کی منصوبہ بندی کی لیکن وہاں بھی ان کے ایجنٹ کچھ دیر بعد پہنچ سکے اور تمہارا طیارہ پہلے پرواز کر گیا تھا اور اب وہ کارمن ایئرپورٹ پر خفیہ انتظامات کر چکے ہوں گے تاکہ تمہارا طیارہ جیسے ہی کارمن ایئرپورٹ پر پہنچے وہ تمہیں ہلاک کر کے تم سے وہ تھیلی لے اڑیں اور سائمن کو معلوم نہیں ہے لیکن مجھے معلوم ہے کہ وہ ایسا کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے اس لئے مجھے براہ راست مداخلت کرنی پڑی ہے۔ طیارہ چونکہ کافرستانی کمپنی کا ہے کارمن کمپنی کا نہیں اور چونکہ اسے بک تم نے کرایا ہے اس لئے وہ تمہارے احکامات کی تعمیل کر سکتے ہیں۔ تم انہیں کہہ دو کہ وہ طیارہ کارمن دارالحکومت کے ایئرپورٹ پر اتارنے کی بجائے ہانسوگ ایئرپورٹ پر اتاریں اس طرح پاکیشیا سیکرٹ

سروس کو ڈاج دیا جا سکتا ہے اور ہانسوگ پر ہمارے آدمی تمہارے استقبال کے لئے موجود ہوں گے۔ چیف سیکرٹری کوڈ ہو گا۔ تم اطمینان سے ان کے ساتھ جا سکتی ہو وہ انتہائی حفاظت کے ساتھ تمہیں سائمن تک پہنچا دیں گے"...... چیف سیکرٹری نے کہا۔

" یس سر آپ کے احکامات کی تعمیل ہو گی سر"...... تابندہ نے کہا۔

" اوکے گڈ بائی"...... چیف سیکرٹری نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو تابندہ نے ایک طویل سانس لیا اور اٹھ کر وہ کاک پٹ کی طرف بڑھنے لگی تاکہ جیسے چیف سیکرٹری نے اسے حکم دیا تھا ویسے ہی وہ کرے لیکن کاک پٹ تک پہنچتے پہنچتے وہ بے اختیار چونک پڑی۔ اس کے ذہن میں اچانک بجلی کے کوندے کی طرح ایک خیال آیا اور دوسرے لمحے وہ تیزی سے کاک پٹ کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہوئی۔

" اوہ میڈم آپ۔ مجھے بیل دے کر کال کر لیا ہوتا"...... سیکنڈ پائلٹ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" کیا آپ کارمن کے ایک خصوصی فون نمبر پر میری بات کرا سکتے ہیں"...... تابندہ نے کہا۔

" میڈم آپ اپنی سیٹ پر بیٹھ کر پوری دنیا میں جہاں چاہیں خصوصی رابطہ نمبر ملا کر اس فون پیس پر بات کر سکتی ہیں البتہ اس کا بل آپ سے علیحدہ ایئرپورٹ پر چارج ہو جائے گا۔ اس فون پیس کا

رابطہ براہ راست سیٹلائٹ سے ہے"...... سیکنڈ پائلٹ نے کہا۔

" لیکن یہاں کس طرح کال ہو سکتی ہے"...... تابندہ نے حیران ہو کر کہا۔

" ہماری کمپنی نے مسافروں کی سہولت کے لئے خصوصی رابطہ نمبر حاصل کیا ہوا ہے اور پھر ہر طیارے کا علیحدہ رابطہ نمبر ہے"۔ سیکنڈ پائلٹ نے جواب دیا تو تابندہ نے اطمینان بھرے انداز میں سر ہلایا اور کاک پٹ سے باہر آ کر وہ دوبارہ اپنی سیٹ پر بیٹھ گئی۔ چونکہ اس سے پہلے اسے کبھی اس طرح چارٹرڈ طیاروں پر سفر کرنے کا اتفاق نہ ہوا تھا اس لئے اس کے لئے یہ سیٹ اپ نیا تھا۔ اس نے فون پیس کو آن کیا اور پھر اس پر تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ وہ سائمن کے نمبر پریس کر رہی تھی۔

" یس "...... رابطہ قائم ہوتے ہی باس سائمن کی سیکرٹری کی آواز سنائی دی۔ تابندہ یہ آواز پہچانتی تھی۔

" ٹی اے بول رہی ہوں۔ باس سے بات کراؤ"...... تابندہ نے کہا۔

" یس میڈم"...... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

" ہیلو سائمن بول رہا ہوں۔ کیا طیارے سے کال کر رہی ہو"۔ چند لمحوں بعد سائمن کی حیرت بھری آواز سنائی دی۔

" یس باس"...... تابندہ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے چیف سیکرٹری کی کال آنے اور اس سے ہونے والی تمام گفتگو دوہرا

دی۔

"اوہ حیرت انگیز۔ اس کا مطلب ہے کہ چیف سیکرٹری صاحب کے اپنے علیحدہ اطلاعات حاصل کرنے کے ذرائع ہیں اور انہیں وہ اطلاعات بھی مل جاتی ہیں جو ہمیں نہیں مل سکتیں"...... سائمن نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"باس میرا خیال ہے کہ یہ کال چیف سیکرٹری صاحب سے نہیں تھی بلکہ ہو سکتا ہے کہ یہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کی طرف سے ہو"۔ تابندہ نے کہا۔

"کیا۔ کیا کہہ رہی ہو۔ کیا مطلب"...... دوسری طرف سے سائمن نے ایسے لہجے میں کہا جیسے وہ تابندہ کی بات سن کر بے اختیار اچھل پڑا ہو۔

"مجھے شک نہ پڑتا باس لیکن چیف سیکرٹری صاحب نے کہا کہ یہ طیارہ کافرستانی کمپنی کا ہے اس لئے وہ اسے براہ راست احکامات نہیں دے سکتے اگر کارمن کی کسی کمپنی کا ہوتا تو وہ اسے براہ راست احکامات دے دیتے۔ اس وقت تو مجھے خیال نہیں آیا لیکن پھر اچانک مجھے خیال آیا کہ یہ طیارہ نہ ہی کافرستانی کمپنی کا ہے اور نہ کارمن کا یہ تو ایکریمین کمپنی کا ہے۔ اگر چیف سیکرٹری صاحب کو اس قدر حتمی اطلاعات مل سکتی ہیں تو پھر انہیں یہ اطلاع بھی یقیناً مل سکتی تھی۔ بس اس بات پر میں مشکوک ہو گئی ہوں اور میں نے آپ کو کال کی ہے۔ کارمن پہنچنے میں ابھی چار پانچ گھنٹوں کا سفر باقی ہے اس لئے

میرا خیال ہے کہ آپ چیف سیکرٹری صاحب سے بات کر لیں۔ اگر تو کال واقعی انہوں نے کی ہے تو پھر ٹھیک ہے لیکن اگر انہوں نے نہیں کی تو اس کا مطلب ہے کہ یہ کال پاکیشیا سیکرٹ سروس کی طرف ہے تو پھر یہ طیارہ بھی خطرے میں ہے اور میں بھی"۔ تابندہ نے کہا۔

"اوہ ٹھیک ہے میں تمہاری بات سمجھ گیا ہوں۔ تم واقعی انتہائی ذہین ہو۔ میں بات کرتا ہوں پھر تمہیں کال کروں گا"...... سائمن نے کہا۔

"اس طیارے کا سیٹلائٹ کوڈ نمبر آپ کیسے معلوم کریں گے"۔ تابندہ نے کہا۔

"اس کی فکر مت کرو مجھے کمپنی کے بارے میں معلوم ہے اور اس کمپنی کا آفس یہاں دارالحکومت میں بھی ہے"...... سائمن نے کہا۔

"اوکے باس"...... تابندہ نے کہا اور کال آف کر دی۔

"اگر یہ کال واقعی پاکیشیا سیکرٹ سروس کی طرف سے ہے تو پھر تو واقعی یہ انتہائی خوفناک سروس ہے۔ پھر مجھے کیا کرنا چاہئے"۔ تابندہ نے بڑبڑاتے ہوئے کہا لیکن کوئی بات اس کی سمجھ میں نہ آ رہی تھی۔ تھوڑی دیر بعد اس کے فون پیس میں گھنٹی بج اٹھی تو اس نے چونک کر اس کا بٹن آن کر دیا۔

"ہیلو سائمن بول رہا ہوں"...... سائمن کی آواز سنائی دی۔

"یس باس ٹی اے بول رہی ہوں"...... تابندہ نے اشتیاق

بھرے لہجے میں کہا۔

"ٹی اے مجھے اس مشن کے دوران پوری طرح احساس ہوا ہے کہ تم کس قدر ذہین ہو۔ تمہارا شک بجا تھا۔ چیف سیکرٹری صاحب کی طرف سے یہ کال نہ تھی کیونکہ چیف سیکرٹری صاحب دو روز سے ایکریمیا کے دورے پر گئے ہوئے ہیں اور ابھی تک وہیں ہیں"۔ سائمن نے کہا تو تابندہ بے اختیار چونک پڑی۔

"اوہ باس پھر یہ یقیناً پاکیشیا سیکرٹ سروس کی طرف سے کال ہو گی"...... تابندہ نے کہا۔

"ہاں لیکن انہیں چیف سیکرٹری کی طرف سے کال کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ یہی بات میری سمجھ میں نہیں آ رہی"...... سائمن نے کہا۔

"ظاہر ہے وہ آپ سے تو واقف ہی نہیں ہیں اور یقیناً انہیں یہ بھی خیال ہو گا کہ چیف سیکرٹری جیسے عہدیدار کا عام رابطہ بھی ہم سے نہیں ہو سکتا اس لئے ان کی آواز بھی میں نہیں پہچان سکتی اور پھر یہ اتنا بڑا عہدہ ہے کہ مجھے کسی صورت بھی شک نہ پڑ سکتا تھا اس لئے انہوں نے یہ گیم کھیلی اور اگر اچانک میرے ذہن میں طیارے کی کمپنی والی بات نہ آ جاتی تو میں ویسے ہی کرتی جیسے انہوں نے چیف سیکرٹری بن کر ہدایات دی تھیں لیکن اب کیا کیا جائے۔ اس جعلی کال کا مطلب ہے کہ انہیں سب کچھ معلوم ہے اور وہ ایئرپورٹ پر موجود ہوں گے"...... تابندہ نے کہا۔

"ہاں لیکن اب انہیں یہ معلوم نہیں ہونا چاہئے کہ ان کے بارے میں ہمیں علم ہو گیا ہے اب لازماً انہوں نے سارا سیٹ اپ ہانسوگ ایئرپورٹ پر کیا ہو گا اس لئے تم خاموش رہو اور طیارے کو دارالحکومت ایئرپورٹ پر لینڈ کرنے دو"...... سائمن نے کہا۔

"نہیں باس یہ لوگ اگر اس حد تک باخبر اور تیز رفتار ہو سکتے ہیں تو لازماً انہوں نے دونوں جگہوں پر مکمل انتظامات کر رکھے ہوں گے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ طیارے کو بھی فضا میں کسی طرح ہٹ کر دیں اس طرح میرے ساتھ ساتھ وہ بچوں کی تھیلی بھی جل کر راکھ ہو جائے گی اس طرح بھی ان کا مشن مکمل ہو جائے گا۔ میرا خیال ہے کہ میں طیارے کو راستے میں کسی جگہ لینڈ کرا دوں اس طرح اچانک لینڈ کر جانے کی وجہ سے وہ مجھ تک نہ پہنچ سکیں گے اور میں طیارے کی بجائے کسی اور ذریعے سے دارالحکومت پہنچ جاؤں گی"...... تابندہ نے کہا۔

"اوہ گڈ۔ تم نے واقعی یہ اچھی بات سوچی ہے۔ میں معلوم کرتا ہوں کہ طیارہ اس وقت کہاں ہے اور فوری طور پر کہاں لینڈ کر سکتا ہے پھر میں سارا انتظام کر کے تمہیں اطلاع دیتا ہوں تم بے فکر رہو گھبرانے کی ضرورت نہیں ہے۔ حکومت تمہاری پشت پر ہے"۔ سائمن نے کہا۔

"یس باس"...... تابندہ نے جواب دیا تو دوسری طرف سے رابطہ ختم ہو جانے پر اس نے بھی فون پیس آف کر دیا لیکن اس کے چہرے

پر شدید الجھن اور پریشانی کے تاثرات نمایاں تھے کیونکہ جب سے اس کے ذہن میں یہ خیال آیا تھا کہ اسے طیارے سمیت فضا میں ہی ہلاک کیا جا سکتا ہے اس کے اندر شدید خوف سرایت کر گیا تھا لیکن وہ اس وقت کچھ نہ کر سکتی تھی۔ ظاہر ہے وہ اب طیارے سے کود تو نہ سکتی تھی اس لئے خاموش بیٹھی ہوئی تھی۔ ویسے اسے اب اندازہ ہو رہا تھا کہ یہ عمران اور اس کے ساتھی کس قدر خطرناک اور فعال لوگ ہیں اور یہ واقعی اس کی خوش قسمتی تھی کہ وہ انہیں ڈاج دے کر وہاں سے نکل آنے میں کامیاب ہو گئی ہے۔ کافی دیر بعد اچانک فون کی گھنٹی بج اٹھی تو تابندہ نے چونک کر بٹن آن کر دیا۔

"ہیلو سائمن کالنگ۔ سائمن کی آواز سنائی دی۔

"یس باس ٹی اے بول رہی ہوں"...... تابندہ نے کہا۔

"طیارہ تھوڑی دیر بعد کاسٹریا میں داخل ہو جائے گا اس لئے میں نے طیارے کو کاسٹریا کے دارالحکومت گرز کے ایئرپورٹ پر اتارنے کا بندوبست کر دیا ہے۔ تقریباً ایک گھنٹے بعد طیارہ گرز ایئرپورٹ پر لینڈ کر جائے گا۔ وہاں کے اعلیٰ حکام سے بات ہو چکی ہے۔ وہ تمہیں کلیئر کرا لیں گے اور تم نے گرز کے ہوٹل کاسٹریا انٹرنیشنل پہنچ جانا ہے وہاں تمہارے کوڈ نام ٹی اے سے کمرہ بک ہو چکا ہے اور تم نے اس وقت تک کمرے میں رہنا ہے جب تک میرے آدمی تم تک نہ پہنچ جائیں۔ ان کی پہچان کے لئے مخصوص کوڈ ہوں گے۔ وائٹ پلاسم وہ کہیں گے اور تم نے بلیک گیم کے الفاظ کہنے ہیں پھر تم ان

آدمیوں کے ساتھ اطمینان سے روانہ ہو جانا یہ تمہیں میرے پاس پہنچا دیں گے"۔ سائمن نے تفصیل سے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"لیکن باس یہ تھیلی میں گرز سے آپ کو کسی کوریئر سروس کے ذریعے نہ بھجوا دوں اس طرح میں محفوظ ہو جاؤں گی"...... تابندہ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہاں یہ ٹھیک رہے گا"...... سائمن نے کہا۔

"او کے باس"...... تابندہ نے کہا اور دوسری طرف سے رابطہ ختم ہونے کے بعد اس نے فون پیس آف کر کے ایک طرف رکھا اور پرس اٹھا کر کاندھے سے لٹکایا۔ اسی لمحے کاک پٹ کا دروازہ کھلا اور سیکنڈ پائلٹ باہر آ گیا۔

"مادام کارمن کے اعلیٰ حکام نے طیارے کو کاسٹریا کے دارالحکومت گرز میں لینڈ کرنے کا حکم دیا ہے۔ ایک گھنٹے بعد طیارہ لینڈ کر جائے گا۔ میں آپ کو اطلاع دینے کے لئے آیا ہوں"۔ سیکنڈ پائلٹ نے کہا۔

"مجھے معلوم ہے"...... تابندہ نے مسکراتے ہوئے کہا تو سیکنڈ پائلٹ نے اثبات میں سر ہلایا اور آگے بڑھ کر فون پیس اٹھایا اور واپس کاک پٹ کی طرف چلا گیا۔

عمران نے رسیور کریڈل پر رکھا تو اس کے چہرے پر انتہائی اطمینان کے تاثرات نمایاں تھے۔

" اس طیارے کو ہانسوگ لے جانے اور وہاں اس تابندہ کو کور کرنے میں آپ کو کافی کام کرنا پڑا ہے اس لئے آپ کہیں تو کافی بنا لاؤں"...... بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" ہاں واقعی مسلسل کالیں کر کر کے اور مختلف آوازوں میں بول بول کر میرے جبڑے دکھنے لگ گئے ہیں لیکن بہرحال اب معاملات قابو میں آ گئے ہیں۔ اب وہ لوگ کارمن دارالحکومت ایئرپورٹ پر انتظار کرتے رہیں گے اور طیارہ ہانسوگ میں لینڈ کر جائے گا اور جب تک وہ سنبھلیں گے اس وقت تک ہوگن اس تابندہ کو مع مال کے غائب کر چکا ہو گا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور بلیک زیرو نے اثبات میں سرہلا دیا اور اٹھ کھڑا ہوا۔ تھوڑی دیر بعد وہ کچن

سے واپس آیا اور اس نے کافی کے برتن ٹرے میں رکھے ہوئے تھے۔ اس نے کافی تیار کی اور پھر ایک پیالی عمران کے سامنے رکھ کر وہ دوسری پیالی لئے اپنی کرسی پر بیٹھ گیا۔

" آپ نے خصوصی طور پر کارمن چیف سیکرٹری کے لہجے میں بات کی ہے۔ ایسا نہ ہو کہ تابندہ اس پر چونک پڑے کیونکہ اس کا چیف تو سائمن ہے"...... بلیک زیرو نے کافی کی چسکی لیتے ہوئے کہا۔

" سائمن کی آواز وہ پہچانتی ہو گی اور سائمن کی آواز میں نے سنی ہی نہیں ہوئی اس لئے اس کے لہجے اور آواز میں بات نہیں کر سکتا تھا اس لئے میں نے چیف سیکرٹری کے لہجے میں بات کی ہے۔ چیف سیکرٹری کارمن کا اتنا بڑا عہدہ ہے کہ اس کے بارے میں کسی کو شک پڑ ہی نہیں سکتا اور تابندہ ویسے بھی ایگروسان کی ایجنٹ ہے جو کہ عام سیکرٹ ایجنسیوں جیسی نہیں ہے۔ یہ ٹھیک ہے کہ تابندہ غیر معمولی حد تک ذہین ہے لیکن بہرحال وہ چونکہ کارمن کی باشندہ ہے اس لئے وہ بھی چیف سیکرٹری پر اندھا اعتماد کرے گی"۔ عمران نے جواب دیا اور بلیک زیرو نے اثبات میں سرہلا دیا اور پھر انہوں نے کافی ختم ہی کی تھی کہ سپیشل فون کی گھنٹی بج اٹھی اور وہ دونوں ہی چونک پڑے کیونکہ سپیشل فون کی گھنٹی کا مطلب تھا کہ کوئی فارن ایجنٹ کال کر رہا ہے۔ عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

" یس چیف سپیکنگ"...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"ہوگن بول رہا ہوں چیف۔ ایک اہم اطلاع ہے میں نے ایگروسان کے ہیڈ کوارٹر میں ایک آدمی سے رابطہ کر لیا تھا تاکہ مجھے تازہ ترین حالات سے آگاہی ہوتی رہے۔ میں نے آپ کے حکم پر ہانسوگ ایئرپورٹ پر بھی تمام تیاریاں مکمل کر لی تھیں لیکن ابھی ابھی ایگروسان کے ہیڈ کوارٹر میں موجود اس آدمی کی کال آئی ہے اور اس نے بتایا ہے کہ ایگروسان کے چیف نے طیارے کو کاسٹریا کے دارالحکومت میں لینڈ کرانے کے انتظامات کئے ہیں اور اب طیارہ گرز میں اترے گا"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران اور بلیک زیرو دونوں کے چہروں پر انتہائی حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

"کیوں۔ اس کی وجہ معلوم ہوئی ہے"...... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"یس سر۔ یہ معلوم ہوا ہے کہ ایجنٹ ٹی اے نے چیف سائمن کو کال کر کے اس سے چیف سیکرٹری کے سلسلے میں بات کی اور پھر چیف سائمن نے چیف سیکرٹری کے بارے میں معلومات حاصل کیں تو انہیں معلوم ہوا کہ چیف سیکرٹری صاحب دو روز سے ایکریمیا کے دورے پر گئے ہوئے ہیں اور کارمن میں موجود نہیں ہیں۔ اس کے بعد طیارے کو گرز میں لینڈ کرانے کے انتظامات کئے گئے ہیں اور میں نے یہ معلوم کر لیا ہے کہ طیارہ ایک گھنٹے بعد گرز میں لینڈ کر جائے گا۔ وہاں ایئرپورٹ حکام سے بھی چیف سائمن نے بات کی ہے وہ ٹی اے کو کلیئر کریں گے اور چیف سائمن نے اسے

گرز کے ہوٹل کاسٹریا انٹرنیشنل لانے کا کہا ہے جبکہ کوئی پیکٹ وہ ٹی اے وہاں سے کوریئر سروس کے ذریعے چیف سائمن کو بھجوائے گی جس کی وصولی کے لئے بھی چیف سائمن نے تفصیلی انتظامات کئے ہیں"...... ہوگن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم نے یہ معلومات حاصل کر کے واقعی اہم کام کیا ہے ہوگن۔ مجھے تمہاری کارکردگی پر مسرت ہوئی ہے اس کا تمہیں علیحدہ انعام ملے گا۔ بہرحال تم خیال رکھو اگر طیارہ واقعی گرز میں لینڈ کر جائے تو پھر تم نے اپنے آدمی ہٹا لینے ہیں لیکن یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ایسا ڈاج دینے کے لئے کیا جا رہا ہو بلکہ اب تم نے کارمن دارالحکومت ایئرپورٹ پر بھی چیک کرنے کے انتظامات کرنے ہیں"۔ عمران نے تحسین آمیز لہجے میں کہا۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے ہوگن نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا اور عمران نے رسیور رکھ دیا اور پھر میز پر پڑی ہوئی ڈائری اٹھا کر تیزی سے اس کے صفحات پلٹنے شروع کر دیئے۔ بلیک زیرو ہونٹ بھینچے خاموش بیٹھا ہوا تھا۔ اس کا مطلب تھا کہ اب تک عمران نے اس تابندہ کو کور کرنے کے لئے جو محنت کی تھی وہ سب ضائع ہو گئی تھی اور اب یقیناً عمران کاسٹریا میں فارن ایجنٹ کے رابطہ نمبر وغیرہ چیک کر رہا ہو گا تاکہ وہاں اس تابندہ کو کور کیا جا سکے۔ چند لمحوں بعد عمران نے ڈائری بند کر کے میز پر رکھی اور پھر رسیور اٹھا کر اس نے تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"لارڈ کلب"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"لارڈ سے بات کراؤ اسے کہو کہ سپیشل کال ہے"...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو لارڈ بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد ایک بھاری مردانہ آواز سنائی دی۔

"چیف فرام دس اینڈ سپیشل فون پر بات کرو"...... عمران نے سرد لہجے میں کہا اور رسیور رکھ دیا۔ تھوڑی دیر بعد سپیشل فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے رسیور اٹھا لیا۔

"چیف سپیکنگ"...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"لارڈ بول رہا ہوں چیف حکم دیجئے"...... دوسری طرف سے لارڈ کی انتہائی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"لارڈ ایک ایشیائی نژاد لڑکی کافرستان سے ایک چارٹرڈ طیارے کے ذریعے کارمن جا رہی ہے۔ وہ کارمن کی ایک ایجنسی ایگروسان کی ایجنٹ ہے۔ اس نے پاکیشیا سے ایک انتہائی اہم گندم کا بیج چرایا ہے جو اس کے پاس ہے۔ یہ بیج ایک تھیلی میں بند ہے جس کا وزن تقریباً سو گرام ہے۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس اسے کور کر رہی ہے اور پاکیشیا سیکرٹ سروس سے بچانے کے لئے اس چارٹرڈ طیارے کو کاسٹریا دارالحکومت گرز میں اتارا جا رہا ہے اور جو اطلاعات ملی ہیں

اس کے مطابق یہ لڑکی ایئر پورٹ سے کاسٹریا انٹرنیشنل ہوٹل میں جا کر رہے گی لیکن اصل مسئلہ یہ ہے کہ وہ ایئر پورٹ سے باہر نکل کر یہ تھیلی کسی بھی کوریئر سروس کے ذریعے کارمن بھجوا سکتی ہے اور مجھے ہر قیمت پر وہ تھیلی چاہئے۔ تم فوری طور پر گرز ایئر پورٹ پہنچ جاؤ۔ تم نے ہر قیمت پر یہ تھیلی اس لڑکی سے حاصل کرنی ہے"۔ عمران نے سرد لہجے میں تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اس لڑکی کا حلیہ کیا ہے چیف"...... لارڈ نے پوچھا۔

"ہو سکتا ہے کہ وہ میک اپ میں ہو۔ طیارے کا نمبر وغیرہ بتا دیتا ہوں اس میں اکیلی لڑکی موجود ہے اور طیارہ کافرستان سے کارمن کے لئے بک کرایا گیا تھا لیکن اسے کارمن کے اعلیٰ حکام کی ہدایات پر گرز میں لینڈ کرایا جا رہا ہے"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے طیارے کا نمبر وغیرہ بتا دیا۔

"چیف صرف یہ تھیلی حاصل کرنی ہے یا اس لڑکی کو بھی کور کرنا ہے"...... لارڈ نے پوچھا۔

"اگر وہ آسانی سے کور ہو سکے تو اسے کور کر لینا لیکن ہمارا اصل مقصد یہ تھیلی اس سے حاصل کرنا ہے لیکن یہ لڑکی بے حد ذہین ہے اس لئے ہو سکتا ہے کہ اس نے کوئی نقلی تھیلی بھی تیار کر رکھی ہو اس لئے پوری طرح اس کی تلاشی لے کر تسلی کر لینا"۔ عمران نے کہا۔

"یس چیف۔ آپ بے فکر رہیں میں تمام انتظامات کر لوں

گا"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

" جیسے ہی کام مکمل ہو تم نے مجھے فوری کال کر کے رپورٹ دینی ہے"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔

" یہ تو معاملات مسلسل الجھتے چلے جا رہے ہیں"...... بلیک زیرو نے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

" ہاں اس لئے کہ ہم یہاں بے بس ہو گئے ہیں۔ اتنا وقت نہیں ہے کہ ہم کسی بھی ذریعے سے وہاں پہلے پہنچ سکیں اور یہ تابندہ واقعی میری توقع سے زیادہ ذہین ثابت ہو رہی ہے۔ وہ چیف سیکرٹری سے بھی مرعوب نہیں ہوئی۔ اس نے سائمن سے رابطہ کر کے تسلی کرنی چاہی اور ہماری بدقسمتی کہ چیف سیکرٹری کارمن میں موجود ہی نہ تھا"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" یہ تابندہ واقعی بے پناہ صلاحیتوں کی مالک ہے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

" حالانکہ یہ تنویر کی کزن ہے لیکن تنویر سے اس کی طبیعت بالکل مختلف ہے۔ تنویر جسمانی ڈائریکٹ ایکشن کا قائل ہے جبکہ یہ ذہنی ڈائریکٹ ایکشن کی"...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

" میرا خیال ہے کہ تابندہ اور تنویر کی شادی کرا دی جائے تو پھر عقل اور ڈائریکٹ ایکشن کا بہترین امتزاج ہو جائے گا"...... بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

" کیا میں نے غلط بات کی ہے"...... بلیک زیرو نے عمران کے اس انداز میں ہنسنے پر چونک کر کہا۔

" نہیں بلکہ تمہاری بات سے مجھے ایک فلاسفر کی بات یاد آ گئی ہے۔ یہ فلاسفر صاحب عقل و دانش کے لحاظ سے بین الاقوامی شہرت رکھتے تھے۔ ایک حسینہ نے انہیں شادی کی آفر کر دی اور کہا کہ اگر ان دونوں کی شادی ہو جائے تو بچے ماں کا حسن اور باپ کی عقل لے کر پیدا ہوں گے اور اس طرح یہ حسن و عقل کا بہترین امتزاج ہو گا۔ ان فلاسفر صاحب نے جواب دیا کہ اگر معاملہ اس سے الٹ ہوا یعنی ہونے والے بچے عقل کے لحاظ سے اس حسینہ جیسے اور حسن کے لحاظ سے اس فلاسفر جیسے ہوئے تو پھر کیا ہو گا"...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

چارٹرڈ طیارہ کاسٹریا کے دارالحکومت گرز کے بین الاقوامی ایئرپورٹ پر لینڈ کر گیا اور تابندہ طیارے سے باہر آئی۔ طیارے سے اسے ایک مخصوص کار میں ایئرپورٹ بلڈنگ میں لے جایا گیا اور پھر وہاں نہ ہی اس کے کاغذات چیک کئے گئے اور نہ ہی کسی قسم کی پوچھ گچھ کی گئی بلکہ اسے خاموشی سے کلیئر کر دیا گیا اور تابندہ اطمینان بھرے انداز میں چلتی ہوئی جب ایگزٹ لاؤنج میں پہنچی تو اچانک اس کی نظریں وہاں انٹرنیشنل کوریئر سروس کے کاؤنٹر بورڈ پر پڑیں تو وہ بے اختیار چونک پڑی۔ اس نے سوچا کہ وہ اس تھیلی کو یہیں سے ہی سائمن کو بھجوا دے اس طرح اس کے ذہن پر موجود بوجھ ختم ہو جائے گا۔ چنانچہ وہ اس کاؤنٹر کی طرف بڑھ گئی اور اس نے کاؤنٹر سے ایک گتے کا پیکٹ حاصل کیا۔ پرس سے گندم کے بیجوں کی تھیلی نکال کر اس نے اسے اس پیکٹ میں پیک کیا اور پھر اسے پاس

سائمن کے خصوصی کلب کے ذریعے کارمن بک کرا دیا۔ جب اسے اس پیکٹ کی رسید مل گئی تو اس نے اس طرح اطمینان بھرا سانس لیا جیسے اس کے کاندھوں سے لاکھوں ٹن کا بوجھ اتر گیا ہو۔

"یہ کب تک کارمن پہنچ جائے گا"...... تابندہ نے پیکٹ کی رسید لیتے ہوئے کاؤنٹر گرل سے پوچھا۔

"ایک گھنٹے بعد کارمن کی فلائٹ جا رہی ہے اور یہ فلائٹ چار گھنٹوں بعد کارمن پہنچ جائے گی اس طرح پانچ گھنٹے لگ جائیں گے اس پیکٹ کو کارمن پہنچتے ہوئے۔ اس کے بعد اس کی ڈیلیوری ہو گی"...... کاؤنٹر گرل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ یہ تو بہت وقت ہے کیا اس کے فوری پہنچنے کا اور کوئی ذریعہ نہیں ہے"...... تابندہ نے پوچھا۔

"سب سے تیز رفتار سروس تو ایئرسروس ہی ہے مس اور کیا ہو سکتا ہے"...... کاؤنٹر گرل نے حیرت بھرے لہجے میں جواب دیا۔

"لیکن یہ سروس تو ایک گھنٹے بعد جائے گی۔ کیا یہ پیکٹ کسی چارٹرڈ طیارے سے خصوصی طور پر نہیں بھجوایا جا سکتا۔ اس طرح ایک گھنٹے کی تو بچت بہرحال ہو جائے گی"...... تابندہ نے کہا۔

"اوہ نہیں مس۔ ایسا ممکن نہیں ہے"...... کاؤنٹر گرل نے جواب دیا تو تابندہ نے ایک طویل سانس لیا اور واپس مڑ گئی۔ ظاہر ہے وہ اب کیا کر سکتی تھی۔ بہرحال اسے یقین تھا کہ اب پاکیشیا سیکرٹ سروس اس تھیلی کو حاصل نہیں کر سکتی اور اس کا مشن

مکمل ہو گیا ہے اس لئے وہ اطمینان بھرے انداز میں چلتی ہوئی اس طرف کو بڑھ گئی جہاں ٹیکسیاں موجود تھیں۔

"یس مس"...... ٹیکسی ڈرائیور نے اس کے قریب پہنچنے پر مؤدبانہ لہجے میں پوچھا۔

"کاسٹریا انٹرنیشنل ہوٹل چلو"...... تابندہ نے کہا اور ٹیکسی میں بیٹھ گئی۔ تھوڑی دیر بعد وہ بارہ منزلہ انتہائی شاندار ہوٹل پہنچ گئی تھی اور پھر کاؤنٹر پر پہنچ کر جب اس نے اپنا کوڈ نام بتایا تو اسے بتایا گیا کہ اس کا کمرہ کارمن حکام کی طرف سے پہلے ہی بک کرا دیا گیا ہے۔ یہ کمرہ دوسری منزل پر ہے اور تابندہ نے سر ہلایا اور پھر لفٹ کے ذریعے وہ دوسری منزل پر اس کمرے میں پہنچ گئی۔ کمرہ انتہائی شاندار تھا۔ کمرے میں پہنچ کر تابندہ نے پرس کو میز پر رکھا اور خود باتھ روم کی طرف بڑھ گئی۔ چونکہ وہ مسلسل سفر کر کے اور ذہنی تناؤ کی وجہ سے بری طرح تھک گئی تھی اس لئے اس نے سوچا کہ پہلے غسل کر کے فریش ہو جائے پھر وہ چیف کو یہاں سے فون کر کے اسے یہاں پہنچنے کی اطلاع بھی دے دے گی اور ساتھ ہی تھیلی کو کوریئر سروس کے ذریعے بھجوا دینے کے بارے میں تفصیلات بھی بتا دے گی اور پھر واقعی اس نے باتھ روم میں کافی دیر تک غسل کیا۔ غسل کر کے جب وہ باتھ روم سے باہر آئی تو وہ واقعی اپنے آپ کو انتہائی فریش محسوس کر رہی تھی۔ اس نے کرسی پر بیٹھ کر رسیور اٹھایا اور فون پیس کے نیچے لگا ہوا بٹن پریس کر کے اس نے فون کو ڈائریکٹ کیا

اور پھر تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"انکوائری پلیز"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔ لہجہ مشینی سا تھا۔

"کاسٹریا سے کارمن اور کارمن دارالحکومت کا رابطہ نمبر بتائیں"۔ تابندہ نے کہا تو دوسری طرف سے نمبر بتا دیئے گئے اور تابندہ نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"یس"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"ٹی اے بول رہی ہوں۔ باس سے بات کراؤ"...... تابندہ نے کہا۔

"یس ہولڈ کیجئے"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو سائمن بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد باس کی آواز سنائی دی۔

"باس مشن کی کامیابی مبارک ہو۔ میں ہوٹل کاسٹریا انٹرنیشنل پہنچ گئی ہوں اور اب وہیں کمرے سے ہی آپ کو کال کر رہی ہوں۔ ڈبلیو ایل ڈبلیو بنکوں کا پیکٹ میں نے ایئرپورٹ پر انٹرنیشنل کوریئر سروس کے ذریعے آپ کے کلب کے نام بک کرا دیا ہے مجھے بتایا گیا ہے کہ یہ پیکٹ ساڑھے پانچ گھنٹے میں آپ تک پہنچ جائے گا"۔ تابندہ نے کہا۔

"اوہ بہت اچھا کیا ہے تم نے۔ اب وہ حفاظت سے مجھ تک پہنچ

جائے گا۔ بہرحال یہ مشن تمہاری ذہانت کی وجہ سے کامیاب ہوا ہے اس لئے اصل مبارک باد کی مستحق تم ہو اور یقین کرو تمہیں اس کا نہ صرف انعام ملے گا بلکہ ہو سکتا ہے کہ کارمن کا اعلیٰ ترین اعزاز بھی تمہیں دیا جائے۔ تم نے واقعی ناممکن کو ممکن کر دیا ہے"۔ سائمن نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

" شکریہ باس۔ میں نے اس لئے بھی کال کی ہے کہ اب آپ میرے لئے وہ آدمی نہ بھیجیں میں اس مشن میں مسلسل کام کر کے بری طرح تھک گئی ہوں اس لئے یہاں کاسٹریا میں ایک ہفتہ آرام کروں گی اور پھر خود ہی کارمن آجاؤں گی"...... تابندہ نے کہا۔

" ٹھیک ہے جیسے تمہاری مرضی البتہ اگر تمہیں رقم کی ضرورت ہو یا کسی قسم کا کوئی مسئلہ ہو تو تم اس ہوٹل کے اسسٹنٹ مینجر راتھر کو کہہ دینا وہ تمام انتظامات کر دے گا"...... سائمن نے جواب دیا۔

" بے حد شکریہ باس"...... تابندہ نے کہا اور رسیور رکھ کر اس نے بے اختیار ایک طویل اطمینان بھرا سانس لیا۔ اس کے چہرے پر انتہائی مسرت اور اطمینان کے تاثرات نمایاں تھے کیونکہ بہرحال وہ ایک انتہائی کٹھن اور اہم مشن کو مکمل کر لینے میں کامیاب ہو گئی تھی۔

عمران نے کار رانا ہاؤس کے گیٹ کے سامنے روکی اور پھر نیچے اتر کر اس نے کال بیل پریس کر دی اور دوبارہ کار میں جا کر بیٹھ گیا۔ چند لمحوں بعد پھاٹک کی چھوٹی کھڑکی کھلی اور جوزف باہر آگیا۔

" اوہ باس آپ"...... جوزف نے عمران کو دیکھ کر چونک کر کہا اور اس قدر تیزی سے واپس مڑ کر اندر گیا کہ عمران بھی اس کی پھرتی پر بے اختیار مسکرا دیا۔ چند لمحوں بعد پھاٹک کھل گیا اور عمران کار اندر لے گیا۔ کار پورچ میں روک کر وہ نیچے اترا تو ایک طرف سے جوانا قدم بڑھاتا ہوا اس کے قریب آیا اور اس نے مؤدبانہ انداز میں سلام کیا۔

" ان دونوں کو لانے میں کوئی پرابلم تو نہیں ہوا جوانا"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" نو ماسٹر۔ کیسا پرابلم۔ وہاں یورپ اور ایکریمیا میں تو دولت

سب کام کرا دیتی ہے اور یہاں بہرحال جوزف موجود تھا"...... جوانا نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور عمران مسکراتا ہوا اندر کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ بلیک روم میں داخل ہوا تو اس کے پیچھے جوزف اور جوانا بھی اندر داخل ہوئے۔ سامنے کرسیوں پر راڈز میں جکڑی ہوئی تابندہ اور ایک کارمن نژاد آدمی موجود تھا۔ وہ دونوں بے ہوش تھے۔ یہ آدمی ایگروسان کا چیف سائمن تھا۔ عمران ان کے سامنے کرسی پر بیٹھ گیا۔

" ان دونوں کو ہوش میں لے آؤ"...... عمران نے کہا تو جوزف سر ہلاتا ہوا ایک سائیڈ پر موجود الماری کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے الماری کھولی اور اس میں سے ایک لمبی گردن والی شیشی اٹھا کر وہ واپس پلٹا اور پھر اس نے شیشی کا ڈھکن ہٹا کر پہلے شیشی کو اس مرد کی ناک سے لگایا اور پھر چند لمحوں بعد اسے ہٹا کر اس نے تابندہ کی ناک سے لگا دیا اور پھر شیشی ہٹا کر اس نے اس پر ڈھکن لگایا اور شیشی کو جیب میں ڈال کر وہ واپس پلٹا اور عمران کی کرسی کے پیچھے آ کر کھڑا ہو گیا جہاں جوانا پہلے سے موجود تھا۔ چند لمحوں بعد ہی ان دونوں نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھول دیں۔ پہلے کچھ دیر تک تو ان کی آنکھوں میں دھند سی چھائی رہی لیکن پھر پوری طرح ہوش میں آتے ہی ان دونوں نے بے اختیار اچھلنے کی کوشش کی لیکن ظاہر ہے راڈز میں جکڑے ہونے کی وجہ سے وہ صرف کسمسا کر رہ گئے تھے۔

" تم۔ تم عمران۔ یہ میں کہاں ہوں۔ وہ۔ وہ ہوٹل کا کمرہ۔ یہ۔ یہ

کیا ہے"...... تابندہ نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" اوہ ٹی اے تم۔ یہ کون سی جگہ ہے۔ یہ کیا۔ کیا مطلب"۔ اس آدمی نے بھی حیرت بھرے لہجے میں کہا اور تابندہ نے بھی چونک کر اس آدمی کی طرف دیکھا اور پھر اس کے چہرے پر شدید ترین حیرت کے تاثرات پھیلتے چلے گئے۔

" بب۔ بب۔ باس آپ۔ آپ یہ۔ یہ"...... تابندہ کے منہ سے ٹوٹ ٹوٹ کر الفاظ نکل رہے تھے۔

" تمہارا نام سائمن ہے اور تم ایگروسان نامی ایجنسی کے چیف ہو۔ اس ایگروسان کے چیف جو پوری دنیا سے زرعی تحقیقات کارمن کے لئے چوری کرتی ہے"...... عمران نے انتہائی سرد لہجے میں سائمن سے مخاطب ہو کر کہا۔

" تم۔ تم کون ہو۔ یہ کون سی جگہ ہے۔ میں یہاں کیسے آ گیا ہوں"...... اس آدمی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ اس کا ذہن ابھی تک موجودہ حالات کے مطابق اپنے آپ کو ایڈجسٹ نہ کر پا رہا تھا۔

" تم اس وقت پاکیشیا میں ہو مسٹر سائمن اور میرا نام علی عمران ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو تابندہ اور سائمن دونوں نے یکلخت جھٹکے سے کھائے۔

" کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ پاکیشیا میں۔ یہ کیسے ممکن ہے"۔ سائمن نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ تابندہ کے چہرے پر بھی یقین نہ آنے والے تاثرات موجود تھے۔

"تم دونوں نے کیا سمجھ لیا تھا کہ تم پاکیشیا سے اس کا اہم ترین پراجیکٹ چوری کر کے بچ جاؤ گے۔ یہ ٹھیک ہے کہ تابندہ اپنی ذہانت سے مجھے ڈاج دینے میں کامیاب ہو گئی اور پھر نقلی بیجوں کی تھیلی مجھے دے کر خود اس نے جا کر ڈرائیور اکبر سے اصل بیجوں کی تھیلی حاصل کر لی اور پھر مارتھن کی مدد سے یہ کافرستان نکل گئی اور پھر وہاں سے چارٹرڈ طیارے سے کارمن روانہ ہو گئی۔ اس کے بعد جو کچھ ہوا اسے دوہرانے کی ضرورت نہیں ہے لیکن تم نے تابندہ اور اس پراجیکٹ کو بچانے کے لئے طیارے کو کاسٹریا میں لینڈ کرا دیا لیکن تمہارا کیا خیال تھا کہ اس طرح تم کامیاب ہو جاؤ گے۔ نہیں مسٹر سائمن پاکیشیائی اپنے مستقبل اور اپنے وقار کی حفاظت کرنا جانتے ہیں اس لئے تم بھی اس وقت یہاں نظر آ رہے ہو اور گندم کے اصل بیجوں کی تھیلی بھی واپس ریسرچ سنٹر میں پہنچ چکی ہے"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"نہیں ایسا ممکن ہی نہیں ہے۔ تم جھوٹ بول رہے ہو"۔ یکلخت تابندہ نے چیختے ہوئے کہا۔

"تم یہ بات اس لئے کر رہی ہو تابندہ کہ تم نے کاسٹریا ایئرپورٹ پر اترتے ہی وہاں انٹرنیشنل کوریئر سروس کے کاؤنٹر سے اس تھیلی کو کارمن بھجوا دیا تھا اور پھر تم کاسٹریا انٹرنیشنل ہوٹل پہنچی اور پھر تم نے غسل کر کے اور فریش ہو کر سائمن کو فون پر کال کیا اور اسے بتایا کہ تم یہ تھیلی انٹرنیشنل کوریئر سے بھجوا چکی ہو اور

پھر تم نے سائمن کو بتایا کہ تم اب یہاں ایک ہفتہ آرام کرنا چاہتی ہو"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یہ۔ یہ سب کچھ تمہیں کیسے معلوم ہوا۔ کیا تم جادوگر ہو۔ کیا مطلب"...... تابندہ نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"چیف آف پاکیشیا سیکرٹ سروس کو اطلاع مل گئی تھی کہ سائمن نے طیارے کو کاسٹریا میں لینڈ کرانے کے انتظامات کرائے ہیں اور تمہارے لئے ہوٹل کاسٹریا انٹرنیشنل میں کمرہ بک کرایا ہے۔ چنانچہ چیف آف پاکیشیا سیکرٹ سروس نے کاسٹریا میں اپنے فارن ایجنٹ کو کال کر کے احکامات دے دیئے اور فارن ایجنٹ اپنے آدمیوں سمیت ایئرپورٹ پر تمہارے استقبال کے لئے پہنچ گیا۔ اسے بتا دیا گیا تھا کہ اس کا اصل ٹارگٹ وہ تھیلی ہے اور اسے یہ بھی بتا دیا گیا تھا کہ تم خاصی ذہین ہو اس لئے ہو سکتا ہے کہ تم نے ایک بار پھر کوئی نقلی تھیلی تیار کر رکھی ہو۔ چنانچہ اس فارن ایجنٹ نے اصل تھیلی کو چیک کرنے کی غرض سے کوئی مداخلت نہ کی لیکن جب تم اس کوریئر سروس کے کاؤنٹر پر اس تھیلی کو بک کرا کر آگے بڑھ گئیں تو اس فارن ایجنٹ نے وہاں موجود کاؤنٹر گرل کو بے ہوش کر کے وہ پیکٹ حاصل کر لیا اور اس کے بعد وہ اس کمرے میں پہنچ گیا۔ تم اس وقت باتھ روم میں تھیں جب وہ کمرے میں داخل ہوا۔ وہ کنفرم کرنا چاہتا تھا کہ جو تھیلی تم نے کوریئر سروس کے ذریعے بھجوائی ہے وہ اصل ہے یا تم نے ایک بار پھر ڈاج دینے کے

لئے نقلی تھیلی کو ریئر سروس کے ذریعے بھجوائی ہے۔ چنانچہ وہ کمرے میں موجود بیڈ کے پیچھے چھپ گیا۔ پھر تم نے باتھ روم سے باہر آ کر سائمن کو فون کال کی اور اسے ساری تفصیل بتا دی۔ اس طرح وہ کنفرم ہو گیا کہ اس نے اصلی تھیلی حاصل کر لی ہے۔ اس نے بے ہوش کر دینے والی گیس فائر کر کے تمہیں بے ہوش کر دیا اور پھر تمہیں اپنے ساتھیوں کی مدد سے وہاں سے نکال کر اپنے اڈے پر لے گیا اور اس نے چیف آف پاکیشیا سیکرٹ سروس کو کال کر کے ساری تفصیلات بتا دیں۔ چیف نے اسے وہ پیکٹ بھجوانے کا حکم دیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے تمہیں اس وقت تک بے ہوش رکھنے کا حکم دے دیا جب تک یہ پیکٹ پاکیشیا پہنچ کر چیک نہ ہو جائے۔ ادھر چونکہ سائمن کو اگر پیکٹ نہ پہنچتا تو لامحالہ وہ حرکت میں آ جاتا اس لئے چیف آف پاکیشیا سیکرٹ سروس نے کارمن میں اپنے فارن ایجنٹ کو حکم دے دیا کہ وہ سائمن کو فوری طور پر بے ہوش کر کے اپنے خفیہ اڈے پر لے جائے۔ سائمن انہیں ایک کلب میں مل گیا۔ چنانچہ اسے بے ہوش کر کے وہاں سے نکال لیا گیا پھر یہ پیکٹ چیف کے پاس پہنچ گیا۔ اسے ریسرچ سنٹر پہنچا دیا گیا جہاں چیکنگ کے بعد یہ کنفرم ہو گیا کہ یہ اصل بیج ہیں اس طرح جو کچھ تم چاہتے تھے وہ نہ ہو سکا لیکن چونکہ تم دونوں نے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے خلاف انتہائی بھیانک جرم کیا تھا اور تمہیں سزا دینا ضروری تھی اس لئے چیف آف پاکیشیا سیکرٹ سروس نے حکم دیا کہ تم دونوں کو اسی بے

ہوشی کے عالم میں وہاں سے چارٹرڈ طیارے کے ذریعے یہاں پاکیشیا بھجوا دیا جائے تاکہ تمہیں یہاں ہوش میں لا کر تمہیں بتا دیا جائے کہ پاکیشیا کے خلاف کام کرنے کا کیا نتیجہ نکل سکتا ہے۔ چنانچہ تم یہاں پہنچ گئے اور اب تمہیں ہوش میں لایا گیا ہے"...... عمران نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا تو سائمن اور تابندہ دونوں کے چہرے زرد پڑ گئے۔

"مجھے تسلیم ہے کہ ہم تمہارے مقابلے پر کوئی حیثیت نہیں رکھتے اس لئے میرا وعدہ ہے کہ آئندہ ایگروسان پاکیشیا کے خلاف کوئی مشن مکمل نہیں کرے گی"...... سائمن نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"سوری سائمن تم نے پاکیشیا کا مستقبل اور اس کی عزت اور وقار کو چوری کرنے کی کوشش کی ہے اور یہ ایسا جرم ہے جس کی معافی نہیں ہو سکتی۔ تمہیں یہاں لانے کا مقصد بھی یہی ہے تاکہ تمہاری لاش کارمن حکام کو بھجوائی جائے تو انہیں معلوم ہو جائے کہ پاکیشیا کے خلاف ٹیڑھی آنکھ سے دیکھنے والے کا انجام کیا ہوتا ہے"۔ عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

"مم۔ مم۔ مجھے معاف کر دو۔ مجھے مت مارو پلیز۔ مجھے معاف کر دو"...... سائمن نے بری طرح گھگھیاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"جوانا پاکیشیا کے اس دشمن کا خاتمہ کر دو"...... عمران نے سرد لہجے میں جوانا سے کہا۔

"یس ماسٹر"...... جوانا نے کہا اور دوسرے لمحے کمرہ مشین پسٹل کی تڑتڑاہٹ اور سائمن کے حلق سے نکلنے والی چیخ سے گونج اٹھا۔ گولیاں سائمن کے سینے پر پڑی تھیں اور سائمن کو صرف ایک چیخ مارنے کی مہلت مل سکی تھی۔ سائمن کو اس طرح مرتے دیکھ کر تابندہ چیخ مار کر خوف سے بے ہوش ہو گئی تھی۔

"اس کی لاش اٹھا کر لے جاؤ اور برقی بھٹی میں جلا دو۔ کارمن حکام خود ہی اسے تلاش کرتے رہیں گے"...... عمران نے کہا تو جوانا تیزی سے آگے بڑھا اور اس نے کرسی کے عقب میں جا کر بٹن پش کیا اور راڈز ہٹ جانے پر اس نے سائمن کی لاش اٹھائی اور تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"اب اس لڑکی کو ہوش میں لے آؤ جوزف"...... عمران نے اسی طرح سرد لہجے میں جوزف سے کہا۔

"یس باس"...... جوزف نے کہا اور تیزی سے آگے بڑھ کر اس نے ایک ہاتھ سے تابندہ کا سر اٹھایا اور دوسرے ہاتھ سے اس کی ناک اور منہ بند کر دیا۔ چند لمحوں بعد جب اس کے جسم میں حرکت کے تاثرات نمودار ہونے لگے تو اس نے ہاتھ ہٹایا اور پیچھے ہٹ کر وہ ایک بار پھر عمران کی کرسی کے عقب میں آکر کھڑا ہو گیا۔ چند لمحوں بعد تابندہ چیخ مار کر ہوش میں آئی اور اس نے ہوش میں آتے ہی ساتھ والی کرسی کی طرف دیکھا جس پر سائمن موجود تھا اور اس کے حلق سے ایک بار پھر چیخ نکل گئی۔ وحشت اور خوف سے اس کی

آنکھیں پھٹ سی گئی تھیں اور چہرہ بگڑ گیا تھا۔

"تم نے دیکھا تابندہ اپنے باس کا انجام۔ اس کی لاش اب برقی بھٹی میں جل کر راکھ ہو رہی ہے۔ پاکیشیا کے خلاف کام کرنیوالوں کا یہی انجام ہوتا ہے۔ تمہیں چیف نے ایک بار زندہ چھوڑ دیا تھا لیکن تم نے شاید اپنے آپ کو سب سے ذہین سمجھ لیا تھا۔ تمہارا خیال تھا کہ تم پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف کو شکست دینے میں کامیاب ہو جاؤ گی"...... عمران کا لہجہ بے حد سرد تھا۔

"مم۔ مم۔ مجھے معاف کر دو۔ تمہیں خدا کا واسطہ مجھے معاف کر دو۔ مجھے مت ہلاک کرو"...... تابندہ نے گھگھیاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"مجھے تسلیم ہے کہ تم بے حد ذہین ہو اور میں نے ہمیشہ ذہانت کی قدر کی ہے لیکن تم نے جرم ایسا کیا ہے جس کی معافی ممکن نہیں ہے"...... عمران نے اسی طرح سرد لہجے میں کہا۔

"نہیں۔ نہیں۔ مجھے مت مارو۔ نہیں مجھے مت مارو"...... تابندہ نے خوف کی شدت سے ہذیانی انداز میں چیخ چیخ کر مسلسل کہنا شروع کر دیا۔

"جوزف"...... عمران نے جوزف سے کہا۔

"یس باس"...... جوزف نے جواب دیا۔

"نہیں۔ نہیں۔ مجھے مت مارو۔ مجھے مت مارو"...... تابندہ نے اسی طرح چیختے ہوئے کہا اور پھر اس کی گردن ڈھلک گئی۔ وہ خوف کی

انتہا پر پہنچ کر ایک بار پھر بے ہوش ہو چکی تھی۔

" تمہارا کیا خیال ہے جوزف اسے معاف کر دیا جائے۔ ایک تو یہ ذہین ہے دوسرا یہ تنویر کی کزن بھی ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے جوزف سے مخاطب ہو کر کہا۔

" جوزف اپنے آقا کے حکم کی تعمیل کر سکتا ہے باس اسے مشورہ نہیں دے سکتا"...... جوزف نے صاف جواب دیتے ہوئے کہا۔

" اوکے پھر تنویر سے مشورہ لینا پڑے گا۔ فون پیس مجھے دکھاؤ"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو جوزف نے ایک طرف پڑا ہوا کارڈلیس فون پیس اٹھا کر عمران کی طرف بڑھا دیا۔

عمران نے اسے آن کیا اور پھر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

" ایکسٹو"...... رابطہ قائم ہوتے ہی مخصوص آواز سنائی دی۔

" رانا ہاؤس سے علی عمران بول رہا ہوں بلیک زیرو۔ سائمن کو اس کے جرم کی سزا دے دی گئی ہے لیکن اب اس تابندہ کا کیا کیا جائے"...... عمران نے کہا۔

" کرنا کیا ہے وہ بھی پاکیشیا کی مجرم ہے اسے بھی گولی مار دیں۔ یہی اس کی کم سے کم سزا ہو سکتی ہے"...... دوسری طرف سے بلیک زیرو نے اپنے اصل لہجے میں کہا۔

" ارے ارے اتنی سرد مہری بھی اچھی نہیں ہوتی۔ ایک تو وہ خاتون ہے دوسرے اس کے آباؤاجداد اسی علاقے کے رہنے والے ہیں اور تیسرا یہ کہ وہ بہرحال پاکیشیا سیکرٹ سروس کے معزز رکن جناب

تنویر کی کزن ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" وہ پاکیشیا کی مجرم ہے اور بس۔ میں تو صرف اتنا جانتا ہوں"۔ بلیک زیرو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" وہ ذہین ہے اور اس نے اپنی ذہانت سے مجھے بھی شکست دے دی ہے اس لئے اب اگر میں نے اسے ہلاک کیا تو یہ ذاتی انتقام بن جائے گا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" آپ جوزف یا جوانا سے کہہ دیں۔ آپ خود اسے ہلاک نہ کریں"۔ بلیک زیرو نے کہا۔

" ایک ہی بات ہے اس لئے میری درخواست ہے کہ تم اسے معاف کر دو۔ اول تو یہ اب آئندہ پاکیشیا کے خلاف کبھی کوئی کام نہیں کرے گی اور اگر کرے گی تو پھر دیکھ لیا جائے گا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" مجھے معلوم ہے کہ آپ کیوں یہ بات کر رہے ہیں۔ آپ کے ذہن میں ذاتی انتقام کی بات بیٹھ گئی ہے"...... بلیک زیرو نے اس بار نرم لہجے میں کہا۔

" جو کچھ بھی سمجھ لو میرے خیال میں اس کے لئے اتنی سزا کافی ہے کہ اس نے اپنی آنکھوں کے سامنے اپنے باس کو مرتے دیکھ لیا ہے"...... عمران نے جواب دیا۔

" لیکن یہ واپس جا کر ظاہر ہے اس کی رپورٹ کارمن حکام کو دے گی اور اس کے بعد ایک نیا تنازعہ کھڑا ہو جائے گا"...... بلیک زیرو

نے کہا۔

"میں اسے سمجھا دوں گا"....... عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے جیسے آپ چاہیں۔ اب میں کیا کہہ سکتا ہوں"۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"میں نے تمہیں اس لئے فون کیا ہے کہ میں اسے تنویر کے پاس لے جانا چاہتا ہوں اور جب تنویر تم سے بات کرے تو تم نے اسے بتانا ہے کہ تنویر کی وجہ سے اسے معاف کیا جا رہا ہے"....... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ اچھا۔ تو یہ بات ہے ٹھیک ہے میں کہہ دوں گا"....... بلیک زیرو نے اس بار مسکراتے ہوئے لہجے میں کہا تو عمران نے اوکے کہہ کر بٹن آف کیا اور پھر دوبارہ نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"یس تنویر بول رہا ہوں"....... رابطہ قائم ہوتے ہی تنویر کی آواز سنائی دی۔

"رقیب روسیاہ اوہ سوری رقیب رو سفید کی خدمت میں علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) سلام پیش کرتا ہے"۔ عمران نے کہا۔

"تم۔ کیسے فون کیا ہے"....... دوسری طرف سے تنویر نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میں تمہاری خدمت میں ایک تحفہ پیش کرنا چاہتا ہوں"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تحفہ۔ کیا مطلب۔ کیسا تحفہ"....... تنویر نے حیرت اور الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ایسا تحفہ کہ تمہارا دل مسرت سے جھوم اٹھے گا۔ میں آ رہا ہوں میرا انتظار کرو"....... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے فون کا بٹن آف کیا اور پھر اسے آن کر کے اس نے ایک بار پھر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"صفدر بول رہا ہوں"....... دوسری طرف سے صفدر کی آواز سنائی دی۔

"علی عمران بول رہا ہوں"....... عمران نے کہا۔

"اوہ عمران صاحب آپ۔ خیریت"....... دوسری طرف سے صفدر نے چونک کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میں تنویر کی خدمت میں ایک عظیم تحفہ پیش کرنا چاہتا ہوں اس لئے میری خواہش ہے کہ تم تمام ساتھیوں سمیت اس کے فلیٹ پر پہنچ جاؤ"....... عمران نے کہا۔

"کیسا تحفہ"....... صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"یہ تو جب تنویر کو دیا جائے گا تب ہی سامنے آ سکتا ہے"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور فون آف کر کے اس نے اسے ایک طرف رکھ دیا۔

"اب اسے ہوش میں لے آؤ"....... عمران نے جوزف سے کہا اور جوزف سر ہلاتا ہوا ایک بار پھر تابندہ کی طرف بڑھ گیا۔

"ماسٹر کیا آپ نے اسے معاف کر دینے کا فیصلہ کیا ہے"۔ جوانا نے جو اس دوران واپس آ گیا تھا حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں کیونکہ اس نے مجھے ذہنی طور پر شکست دے دی تھی اور اب اسے ہلاک کرنے کا مطلب ہے کہ میں اس سے ذاتی انتقام لے رہا ہوں"...... عمران نے ایسے لہجے میں کہا جیسے وہ شکست کا اعتراف کرنے کی بجائے اپنی کامیابی کا اعلان کر رہا ہو۔

"ویسے ماسٹر یہ آپ کا ہی دل گردہ ہے کہ آپ اپنی شکست کو اس انداز میں تسلیم کرتے ہیں"...... جوانا نے کہا۔

"شکست کا اپنا علیحدہ لطف ہوتا ہے جوانا جیسے انتقام کا علیحدہ لطف ہوتا ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے تابندہ ایک بار پھر کراہتی ہوئی ہوش میں آ گئی تھی اور جوزف تیزی سے پیچھے ہٹ کر جوانا کے ساتھ عمران کی کرسی کے عقب میں کھڑا ہو گیا۔

"وہ۔ وہ۔ پلیز عمران مجھے معاف کر دو۔ مجھے مت مارو۔ مجھے چھوڑ دو"...... تابندہ نے ہوش میں آتے ہی انتہائی منت بھرے لہجے میں کہا۔

"مجھے تمہاری ذہانت نے بے حد متاثر کیا ہے مس تابندہ اور میں واقعی ذہانت کی بے حد قدر کرتا ہوں اس لئے میں نے تمہاری بے ہوشی کے دوران چیف آف پاکیشیا سیکرٹ سروس سے تمہیں معاف کرنے کی درخواست کی اور پھر بڑی مشکل سے اس نے میری درخواست اس شرط پر منظور کی ہے کہ ایک تو تم آئندہ کبھی پاکیشیا

کے خلاف کوئی کام نہیں کرو گی اور دوسرا یہ کہ تم کارمن پہنچ کر حکام کو سائمن کی موت کے بارے میں کوئی رپورٹ نہیں کرو گی۔ یہ مت سمجھنا کہ تمہارے رپورٹ کرنے سے ہمیں کوئی فرق پڑ جائے گا لیکن یہ چیف کی طرف سے تمہارا ٹیسٹ ہو گا اور آخری شرط جو چیف نے رکھی ہے وہ یہ کہ تنویر جو تمہارا کزن ہے وہ تمہیں معاف کر دے"...... عمران نے کہا۔

"مجھے ہر شرط منظور ہے۔ میں تنویر کے پیر پکڑ لوں گی۔ پلیز مجھے زندہ رہنے دو میں مرنا نہیں چاہتی"...... تابندہ نے کہا۔

"جوزف مس تابندہ کو رہا کر دو"...... عمران نے کہا تو جوزف سر ہلاتا ہوا تیزی سے آگے بڑھا اور اس نے کرسی کے عقب میں جا کر بٹن پش کیا تو راڈز غائب ہو گئے اور تابندہ ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔

"تمہارا شکریہ۔ تم عظیم ہو۔ عظیم ہو تم"...... تابندہ نے یکلخت آگے بڑھ کر عمران کے پیروں پر جھکتے ہوئے کہا۔

"ارے ارے یہ کیا کر رہی ہو۔ تم میری چھوٹی بہن ہو تابندہ"۔ عمران نے جلدی سے اسے بازوؤں سے پکڑ کر اٹھاتے ہوئے کہا تو تابندہ کا چہرہ یکلخت کھل اٹھا۔ اس کے چہرے کو دیکھ کر ایسے لگتا تھا جیسے گھرے بادلوں کے ہٹ جانے سے روشن آسمان نمودار ہو گیا ہو۔

"اوہ۔ اوہ تم واقعی عظیم انسان ہو۔ تم نے مجھے بہن کہہ کر میری

عزت بڑھائی ہے۔ تمہارا دل بہت بڑا ہے بہت بڑا۔ میں تمہیں سلام کرتی ہوں"...... تابندہ نے انتہائی جذباتی لہجے میں کہا۔

"وعلیکم السلام ورحمتہ اللہ وبرکاتہ"...... عمران نے جواب دیا تو تابندہ بے اختیار ہنس پڑی۔

"جوزف مس تابندہ کو لے جاؤ تاکہ یہ منہ دھو کر حلیہ درست کر لے تاکہ ہم بہن بھائی تنویر کی خدمت میں حاضری دے سکیں"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"وہ۔ وہ انتہائی اکھڑ آدمی ہے وہ تو مجھے گولی مار دے گا"۔ تابندہ تنویر کا نام سن کر ہی بھڑک اٹھی۔

"اس کی جرأت ہے کہ جسے چیف نے معاف کر دیا ہو اسے وہ انگلی بھی لگا سکے"...... عمران نے کہا تو تابندہ کا چہرہ ایک بار پھر کھل اٹھا۔

"تم سب ہی عظیم ہو۔ تم بھی اور تمہارا چیف بھی۔ نجانے تم لوگ کس مٹی کے بنے ہوئے ہو"...... تابندہ نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"اس مٹی کے جس مٹی کے تمہارے آباؤ اجداد تھے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں اب مجھے احساس ہو رہا ہے کہ یہ واقعی عظیم مٹی ہے اور مجھے فخر ہے کہ میری بنیادیں اسی مٹی کی ہیں"...... تابندہ نے انتہائی فخریہ لہجے میں کہا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

ختم شد